عمران سیریز

ایکابان

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

صدر مملکت نے طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور پھر پاس پڑے ہوئے سرخ رنگ کے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔ انٹرکام سے نکلنے والی مترنم موسیقی رسیور اٹھاتے ہی بند ہو گئی۔

دوسری طرف سے ان کا پی۔ اے بول رہا تھا

"سر سیکرٹری داخلہ بات کرنا چاہتے ہیں، ایمرجنسی کال"

پی۔ اے نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا

"کنکٹ کرو"۔

صدر مملکت نے بڑے مدبرانہ لہجے میں حکم دیا

اور پھر ایک ہلکی سی کلک کی آواز آئی اور ساتھ ہی دوسری طرف سے سیکرٹری داخلہ قاسم ہاشمی کی آواز سنائی دی۔

" سر ایک بُری خبر ہے۔ سیکرٹری صنعت ابو الحسن کو قتل کر دیا گیا ہے"۔

دوسری طرف سے سیکرٹری داخلہ نے انتہائی مودبانہ مگر گوگیر لہجے میں کہا

"کب"

صدر مملکت خبر سُن کر چونک پڑے۔ ان کے لہجے میں سختی کے ساتھ ساتھ استعجاب بھی شامل تھا۔

"سر پندرہ منٹ قبل جب وہ کوٹھی سے دفتر آرہے تھے کہ ایبٹ روڈ پر نامعلوم قاتلوں نے پہلے ان کی کار کا ٹائر برسٹ کیا اور پھر انہیں اور ڈرائیور کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔"

سیکرٹری داخلہ نے مؤدبانہ لہجے میں تفصیل سنائی۔

"ہاشمی صاحب کیا بات ہے ملک کا نظم ونسق دن بدن تباہ ہوتا جا رہا ہے انٹیلی جنس اور پولیس آخر کیا کر رہی ہے۔"

صدر مملکت کے لہجے میں بے حد غصہ تھا۔

"سر انٹیلی جنس اور پولیس بڑی سرگرمی سے کام کر رہی ہے ویسے میرا ذاتی خیال ہے کہ اس قتل میں کسی غیر ملکی سازش کا ہاتھ تھا۔"

دوسری طرف سے سیکرٹری داخلہ نے قدرے جھجکتے ہوئے کہا۔

"اس خیال کی وجہ"

صدر مملکت نے پہلے سے کہیں زیادہ سخت لہجے میں سوال کیا

"سر میرے خیال میں وجہ یہ ہے کہ ابھی حال ہی میں وزارتِ صنعت کے تحت پاٹی کے مقام پر تیل کی تلاش کا کام ہو رہا تھا اور ایک ہفتہ پہلے ابوالحسن مرحوم نے ایک ذاتی محفل میں مجھے بتایا تھا کہ وہاں سے تیل کا بھاری ذخیرہ نکلنے کی قوی امید ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی دشمن ملک یہ نہ چاہتا ہو کہ ہمارے ملک میں تیل کا ذخیرہ نکل آئے اور ہم معاشی طور پر مضبوط ہو جائیں۔" سیکرٹری داخلہ نے اپنا شبہ ظاہر کر دیا۔

"مگر یہ ممکن نہیں کیونکہ تیل کی تلاش ہمارا ایک دوست ملک کر رہا ہے اور صرف سیکرٹری صنعت کے درمیان سے ہٹ جانے سے یہ تلاش بند نہیں ہو سکتی۔"

صدر مملکت نے پر زور انداز میں سیکرٹری داخلہ کے خیال کی تردید کی۔

"سر میں نے ایک امکانی بات کی تھی۔ بہرحال تحقیقات سے بات واضح ہو جائے گی۔" سیکرٹری داخلہ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے انٹیلی جنس کو حکم دے دو کہ جتنی جلدی ہو سکے سیکرٹری صنعت کے قاتلوں کا سراغ لگایا جائے۔ میں اس سلسلے میں جلد رپورٹ چاہتا ہوں۔ کسی قسم کا تساہل برداشت نہیں کیا جائے گا۔"

صدر مملکت نے انتہائی سخت لہجے میں سیکرٹری داخلہ کو حکم دیتے ہوئے کہا

انٹیلی جنس اس کیس پر کام شروع کر چکی ہے اور سر رحمان کو میں نے اس سلسلہ میں ذاتی دلچسپی لینے کا حکم دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جلد ہی قاتلوں کا سراغ لگا لیا جائے گا۔"

سیکرٹری داخلہ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا

"ٹھیک ہے آپ کو علم ہے کل ہمارے دوست ملک کے وزیر صنعت ایک خفیہ دورے پر یہاں آرہے ہیں آپ نے ان کی حفاظت کا کیا انتظام کیا ہے۔"

صدر مملکت نے سیکرٹری داخلہ سے سوال کیا۔

"سر انٹیلی جنس کو ان کی مکمل حفاظت کا حکم دے دیا گیا ہے۔" سیکرٹری داخلہ نے فوراً جواب دیا۔

نہیں آج کے واقعے کے بعد ان کی حفاظت کا زیادہ انتظام ہونا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے آپ کا غیر ملکی سازش والا خیال ٹھیک ہو تو وہ قاتل وزیر صنعت پر بھی حملہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی اسی سلسلے میں یہاں تشریف لا رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں ان کی حفاظت سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔" صدر مملکت نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا

"آپ حکم فرمائیے جناب" سیکرٹری داخلہ نے ان کا موڈ سمجھتے ہوئے پوچھا۔

میرا خیال ہے کہ مہمان کی حفاظت کا انتظام انٹیلی جنس کی بجائے سیکرٹ سروس

کے ذمے لگا دیا جائے۔ مجھے اس ادارے پر پورا بھروسہ ہے۔"

صدر مملکت نے جھجکتے ہوئے لہجے میں جواب دیا

آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں جناب ورنہ کارکردگی میں انٹیلی جنس بھی پیچھے نہیں رہے گی۔"

سیکرٹری داخلہ نے اسے براہ راست اپنے محکمے پر طنز سمجھتے ہوئے جواب دیا مگر ظاہر ہے لہجہ انتہائی مؤدبانہ تھا۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے کہ ہمیں آپ کے محکمے پر بھروسہ نہیں ہے مگر بات یہ ہے کہ آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ چند دن پیشتر آپ کے پیش رو سیکرٹری داخلہ کا قتل ہوا اور آج سیکرٹری صنعت قتل کر دیئے گئے اور دوست ملک کے وزیر صنعت کا بھی اگر یہی حشر ہوا تو ملک انتہائی خطرناک حالات کا شکار ہو جائے گا اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ بہتر ہے کہ سیکرٹ سروس کے ذمے حفاظتی ڈیوٹی لگا دی جائے۔"

صدر مملکت نے انہیں سمجھاتے ہوئے جواب دیا۔

بہتر جناب آپ کا خیال بجا ہے، کیا میں انٹیلی جنس کو ان کی حفاظت سے علیحدہ رہنے کا حکم دے دوں۔"

سیکرٹری داخلہ نے سوال کیا۔

نہیں انٹیلی جنس بھی کام کرے گی۔ مگر تمام اختیارات سیکرٹ سروس کے پاس ہوں گے۔ انٹیلی جنس کو ان کے احکامات کے تحت کام کرنا ہوگا، ہاں ایمرجنسی کے وقت انٹیلی جنس بھی کام کر سکتی ہے۔"

صدر مملکت نے کہا۔

بہتر جناب میں ابھی آرڈرز دے دیتا ہوں۔"

سیکرٹری داخلہ نے جواب دیا

ٹھیک ہے خدا حافظ۔"

صدر مملکت نے کہا۔

اور پھر انٹرکام کا بٹن دبا کر رابطہ منقطع کر دیا

ریسیور کانوں سے لگائے چند لمحے وہ کچھ سوچتے رہے پھر انہوں نے انٹرکام کا ایک اور بٹن دبایا۔

"یس سر"

دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی

"سر سلطان سے بات کراؤ۔"

صدر مملکت نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ریسیور رکھ دیا

ریسیور رکھ کر وہ کسی گہری سوچ میں گم ہو گئے دراصل چند روز پہلے سیکرٹری داخلہ کا قتل اور آج سیکرٹری صنعت کے قتل نے ان کو سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ گو اس وقت انہوں نے سیکرٹری داخلہ کی غیر ملکی سازش کے خیال کو رد کر دیا تھا مگر اب وہ خود اس لائن پر سوچ رہے تھے ان کی چھٹی حس کسی گہرے خطرے کی نشاندہی کر رہی تھی، ابھی وہ اس سوچ میں گم تھے کہ انٹرکام سے نکلنے والی موسیقی نے انہیں چونکا دیا

انہوں نے ریسیور اٹھا لیا۔

"سر سلطان بات کرنا چاہتے ہیں"

دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی

"بات کراؤ۔"

صدر مملکت نے باوقار لہجے میں جواب دیا

اور پھر ایک ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے سر سلطان کی آواز ریسیور سے ابھری

"سلطان بول رہا ہوں جناب"

لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا
"سر سلطان آپ کو سیکرٹری صنعت کے قتل کی اطلاع مل گئی ہو گی"، صدر مملکت نے سنجیدہ لہجے میں سوال کیا۔
"لیس سر ابھی ابھی اطلاع ملی ہے"
سر سلطان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا
"آپ کا اس سلسلے میں کیا خیال ہے"، صدر مملکت نے مغموم لہجے میں پوچھا
"سر کیا کہا جا سکتا ہے جب تک مکمل تفصیلات کا علم نہ ہو"
سر سلطان نے حتی الوسع اپنا پہلو بچاتے ہوئے جواب دیا
"سلطان مجھے یہ کوئی گہری سازش معلوم ہو رہی ہے چند دن پہلے سیکرٹری داخلہ کو زہر دے کر ہلاک کر دیا گیا اب سیکرٹری صنعت کے ساتھ بھی تقریباً یہی حشر ہوا۔ پے در پے دو اہم واقعات اتفاقیہ نہیں ہو سکتے"
صدر مملکت نے اپنا خیال پیش کیا۔
"آپ کا خیال صحیح ہے جناب۔ میرا خود بھی یہی آئیڈیا ہے" سر سلطان نجانے کیوں کوئی واضح بات کرنے سے گریز کر رہے تھے۔
"تو پھر آپ اس سلسلے میں کیا سوچ رہے ہیں"
صدر مملکت نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"جیسے آپ حکم فرمائیں"
سر سلطان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا
"سیکرٹ سروس کو خفیہ طور پر ان دونوں واقعات کی تفتیش کا حکم دے دیں میں جلد از جلد اصل واقعات سے آگاہ ہی چاہتا ہوں"
صدر مملکت نے حکم دیتے ہوئے کہا

"بہتر جناب"
سر سلطان نے جواب دیا
"آپ کو معلوم ہے کہ کل ہمارے دوست ملک کے وزیر صنعت ایک خفیہ دورے پر تشریف لا رہے ہیں"
صدر مملکت نے اصلی موضوع پر آتے ہوئے کہا
"جی ہاں جناب"
سر سلطان نے جواب دیا
"ان دو واقعات نے مجھے چونکا کر دیا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ مہمان کا بھی حشر ہو"
صدر مملکت نے جواب دیا
"میں آپ کی پریشانی سمجھ رہا ہوں جناب"
سر سلطان نے جواب دیا
"نہیں سر سلطان آپ کو علم نہیں معاملات بہت اہم ہیں اور اگر مہمان کو کچھ ہو گیا تو یوں سمجھ لو کہ ہمارا ملک انتہائی خطرناک حالات کا شکار ہو جائے گا"
صدر مملکت نے خطرے کا احساس دلاتے ہوئے کہا
"میں سمجھتا ہوں جناب"
سر سلطان نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا
"اسی لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ایکسٹو خود مہمان کی حفاظت کا انتظام کرے، انٹیلی جنس اس کے تحت کام کرے گی"
صدر مملکت نے فیصلہ سنا دیا
"حالات کے تحت مناسب فیصلہ ہے جناب، ایکسٹو کی حفاظت میں مہمان کا

بال بھی بیکا نہیں ہوگا، آپ بے فکر رہیں"
سر سلطان نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیا
"سر سلطان میں اس بارے میں اتنا سنجیدہ ہوں کہ خدانخواستہ ایکسٹو اس مشن میں ناکام ہوگیا تو نہ صرف اسے سیکرٹ سروس کی سربراہی سے علیحدہ ہونا پڑے گا بلکہ میں اس کے لئے انتہائی سخت سزا کا حکم بھی دوں گا"
صدر مملکت کے لہجہ میں چٹانوں کی سی سختی تھی
"مگر سر....."
سر سلطان نے یہ عجیب حکم سنتے ہی احتجاجاً کچھ کہنا چاہا۔ مگر صدر مملکت نے اس کی بات کاٹ کر کہا
"میں اس معاملے میں کوئی اگر مگر نہیں سننا چاہتا۔ ایکسٹو کو اپنی جان پر بھی کھیل کر عمران کی حفاظت کرنی ہوگی ورنہ اسے انتہائی نتائج بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہئے"
صدر نے یہ فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔
"بہتر جناب، مطمئن رہیں ایکسٹو اپنے فرائض بخوبی جانتا ہے"
سر سلطان کا لہجہ گو مؤدبانہ تھا مگر اس میں ہلکی سی تلخی کی رمق بھی موجود تھی۔
"میں کہتا ہوں سر سلطان کہ ایکسٹو کے متعلق آپ کے کیا خیالات ہیں، میں خود بھی ایکسٹو پر فخر کرتا ہوں اور اس نے اب تک لاتعداد بار ہمارے ملک کو بھیانک ترین خطرات سے نجات دلائی ہے مگر میرا فیصلہ اپنی جگہ اٹل ہے۔ اور اس بات سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ معاملات کتنے اہم ہیں"
صدر مملکت نے شاید سر سلطان کے لہجے میں ہلکی سی تلخی محسوس کر لی تھی اس لئے انہوں نے وضاحت ضروری سمجھی۔
"ٹھیک ہے جناب"
سر سلطان نے سنجیدگی سے جواب دیا
"گڈ بائی"
صدر مملکت نے کہا
اور پھر ریسیور رکھ کر رابطہ ختم کر دیا

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ مگر اس کی سجاوٹ کچھ اس انداز میں کی گئی تھی کہ کمرہ خاصا فراخ معلوم ہو رہا تھا۔ کمرے کی انتہائی بائیں سائیڈ میں ایک کافی بڑی میز کے پیچھے ایک نوجوان بیٹھا تھا۔ میز پر سرخ رنگ کے کور والی خاصی ضخیم فائل رکھی ہوئی تھی اور وہ ہاتھ میں بال پوائنٹ پکڑے اس فائل کے بغور مطالعہ میں منہمک تھا۔ کبھی کبھی وہ بال پوائنٹ سے اس پر کچھ نشان بھی لگاتا رہا۔
اچانک پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی پورے زور سے بج اٹھی اور خاموش کمرے میں گھنٹی کی آواز سے بھونچال سا پیدا ہوگیا۔ نوجوان جو فائل میں غرق تھا گھنٹی کی کریہہ آواز سن کر ایسے اچھلا جیسے اس کے جسم سے پچیس ہزار وولٹیج کا ننگا تار چھو گیا ہو۔
گھنٹی وقفے وقفے سے متواتر بج رہی تھی۔ وہ چند لمحے تک خاموش بیٹھا اس ناگہانی اعصابی جھٹکے سے سنبھلنے کی کوشش کرتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر

بڑے اطمینان سے رسیور اٹھا لیا

"لیس نارمن سپیکنگ"

نوجوان کے لہجے میں بے حد سنجیدگی تھی

"نارمن میں ہارڈ بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے۔"

دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی مگر انتہائی کرخت آواز نارمن کے کانوں سے ٹکرائی۔

"معاملہ انٹیلی جنس سے نکل کر سیکرٹ سروس کے پاس چلا گیا ہے اب سیکرٹ سروس کا سربراہ ایکسٹو اسے خود ہینڈل کرے گا۔"

نارمن نے مطمئن لہجے میں جواب دیا

"اوہ یہ بہت برا ہوا۔"

دوسری طرف سے ہارڈ کی آواز میں پریشانی کے آثار واضح تھے۔

"کیوں کیا ہوا۔ سیکرٹ سروس ہمارا کیا بگاڑ لے گی۔ یہ ملک ہی احمقوں کا ہے۔ جیسی ان کی انٹیلی جنس ویسی ہی ان کی سیکرٹ سروس۔ کیا فرق پڑتا ہے۔"

نارمن نے ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے جواب دیا جیسے وہ ہارڈ کی پریشانی پر طنز کر رہا ہو۔

"نہیں نارمن تم نہیں جانتے۔ یہ دوسرے ایشیائی ملکوں کی طرح نہیں ہے۔ اس ملک کی سیکرٹ سروس دنیا کی سب سے زیادہ خطرناک تنظیم ہے۔ یورپ اور دنیا کے نامی گرامی جاسوس اور مجرم اس ملک کی سیکرٹ سروس کے ہاتھوں دم توڑ چکے ہیں"

ہارڈ نے انتہائی سنجیدگی اور کافی حد تک پریشان لہجے میں جواب دیا۔

"ہونہہ تم تو خواہ مخواہ ہمت ہار رہے ہو۔ ان ایشیائی احمقوں کی کیا جرأت کہ ہمارے منہ لگ سکیں۔ دنیا کی بہترین تربیت یافتہ اور جدید ترین سائنسی آلات سے لیس سیکرٹ سروسز آج تک ہماری گرد کو بھی نہیں پا سکے، پھر بھلا یہ حقیر سے لوگ ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ ہمارے سامنے تو ان کی پوزیشن ایسی ہے جیسے ایٹمی زمانے کے مقابلے میں پتھر کا زمانہ۔"

نارمن نے بڑے غرور سے جواب دیا

"تم اپنی جگہ سچے ہو نارمن۔ تمہارا اس ملک کی سیکرٹ سروس سے پہلی بار واسطہ پڑ رہا ہے مگر مجھے اپنی بات پر کوئی شک نہیں میں ایک بار پہلے بھی یہاں آ چکا ہوں اور تم جانتے ہو جس ہارڈ کا تمام دنیا میں سکہ مانا جاتا ہے یہاں سے اسے حقیر خرگوش کی طرح کان دبا کر بھاگنا پڑا تھا۔"

ہارڈ کے لہجے میں گہرا طنز تھا

"نہیں ہارڈ اس وقت اور اب میں بڑا فرق ہے اس وقت تم تنہا کام کر رہے تھے اور اب ایک جدید ترین اور مضبوط تنظیم ہماری پشت پر ہے اس لئے تم گھبراؤ مت میں سب کچھ سنبھال لوں گا اور مجھے یقین ہے کہ جب ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا تو تم اپنے آج کے خیالات پر ضرور پشیمان ہو گے۔"

نارمن نے پر غرور لہجے میں جواب دیا

"ٹھیک ہے نارمن تمہارا ماضی ایسا ہے کہ تم ایسی باتیں کر سکتے ہو۔ مگر اس کیس کے انجام پر تمہارا لہجہ یہ نہیں ہوگا۔ جیسا اب ہے بہرحال فی الحال اس مسئلے پر بحث کرنا فضول ہے ہم اس کیس پر کام شروع کر چکے ہیں۔ چنانچہ ہر چہ بادا باد۔"

ہارڈ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے اس مسئلے پر کسی فرصت کے وقت تفصیلی بحث کریں گے۔ اب پروگرام بتلاؤ۔"

نارمن نے بھی بحث کو سمیٹتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے ہم اپنے پہلے پروگرام میں تبدیلی کر لیں کیونکہ اب معاملہ

سیکرٹ سروس کا ہے۔ انٹیلی جنس کا نہیں۔"

ہارڈ نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے تم میرے پاس چلے آؤ یہاں بیٹھ کر نیا پروگرام مرتب کر لیتے ہیں"

نارمن نے جواب دیا۔

"میں چیف باس کی کال کا انتظار کر رہا ہوں اس کے گفتگو کرنے کے بعد میں پہنچ رہا ہوں۔ تم میرا انتظار کرنا۔"

ہارڈ نے جواب دیا

"او۔ کے"

نارمن نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔

بال پوائنٹ پن کی نوک منہ میں ڈالے وہ چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر وہ کندھے جھٹک کر دوبارہ فائل کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے۔ جیسے وہ کسی حتمی فیصلے پر پہنچ چکا ہو۔

کافی دیر تک کام کرنے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لے کر فائل بند کی اور اسے اٹھا کر میز کی دراز میں ڈال دیا

پھر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک سرخ بٹن دبا دیا اور میز کے نیچے ٹانگیں پھیلا کر وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لحیم شحیم اور گینڈے کی طرح مضبوط جسم رکھنے والا آدمی جو اندر داخل ہوا۔

"یس باس"

اس نے مودبانہ لہجے میں پوچھا

"پینٹو مسٹر ہارڈ ابھی مجھ سے ملاقات کرنے آ رہے ہیں، جیسے ہی وہ آئیں، انہیں بغیر کوئی وقت ضائع کئے یہاں پہنچا دینا اور اس دوران کافی بنا لاؤ۔"

نارمن نے انتہائی سخت لہجے میں اسے حکم دیا۔

"یس باس"

پینٹو نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا

چند لمحوں بعد پینٹو ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے کافی کی پیالی تیار کر کے نارمن کے سامنے رکھ دی اور خود واپس چلا گیا۔

نارمن نے پیالی اٹھائی اور ہلکی ہلکی چسکیاں لینی شروع کر دیں۔ اس کی آنکھیں کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

پھر وہ چونک پڑا۔

ہارڈ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو رہا تھا۔

نارمن نے مسکرا کر ہاتھ میں پکڑی ہوئی پیالی میز پر رکھی اور ہارڈ کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہیلو ہارڈ باس سے بات ہو گئی"

اس نے مسکراتے ہوئے مصافحے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"ہاں ہو گئی ہے"

ہارڈ نے تھکے تھکے لہجے میں جواب دیتے ہوئے مصافحہ کیا اور پھر میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر یوں ڈھیر ہو گیا جیسے وہ میلوں کی دوڑ لگا کر آیا ہو۔

"کیا کوئی خاص بات ہو گئی"

نارمن نے مسکراتے ہوئے پوچھا

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں، در اصل میں ایک مسئلے پر ذہنی طور پر الجھا ہوا ہوں۔"

ہارڈنے بے جان سی مسکراہٹ سے جواب دیا
"ایسا کون سا مسئلہ درپیش ہو گیا جس نے تمہاری یہ حالت کر دی کیا میں سن سکتا ہوں"
نارمن ابھی تک خوشگوار موڈ میں تھا۔
ہارڈ نے جواب دینے کی بجائے قریب موجود ٹرالی سے پیالی اٹھائی۔ اور پھر کافی اس میں انڈیلی،
کافی کی پیالی سے اس نے ایک گہری چسکی لی اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے بولا
"نارمن چیف باس نے ایک نیا حکم دیا ہے میں اسی میں الجھا ہوا تھا"
ہارڈ نے بغور نارمن کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔
"وہ کیا"
اس دفعہ نارمن کی آنکھوں میں تجسس کے ساتھ ساتھ پریشانی کے آثار بھی نمایاں تھے۔
"باس کو جب میں نے سیکرٹ سروس کے بارے میں رپورٹ دی تو اس نے حکم دیا کہ ایکسٹو کو یا تو قتل کر دیا جائے یا اسے اس کے عہدہ سے برطرف کر دیا جائے کیونکہ باس کی نظروں میں بھی ایکسٹو کا وجود ایک زہریلے کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے"
ہارڈ نے جواب دیا
"اوہ باس بھی ایکسٹو سے مرعوب ہے۔ حد ہو گئی اگر تم سچ کہہ رہے ہو پھر تو ایکسٹو کے بارے میں مجھے بھی اپنے خیالات میں تبدیلی کرنی پڑے گی"
نارمن نے تشویش سے بھرپور لہجے میں جواب دیا
"ہاں نارمن تم ایکسٹو کے متعلق نہیں جانتے۔ مجھے اور باس کو اس کی صلاحیتوں کا اچھی طرح اندازہ ہے"
ہارڈ نے جواب دیا۔
"ہو سکتا ہے تم ٹھیک کہہ رہے ہو جب باس اس سے مرعوب ہے تو یقیناً وہ انتہائی خطرناک ہستی ہو گی"
"ایکسٹو کے علاوہ باس نے ایک اور آدمی کے قتل کا بھی فوری حکم دیا ہے۔ کیونکہ وہ شخص کسی بھی لمحے ہماری تنظیم اور مشن کے لئے ایٹم بم ثابت ہو سکتا ہے"
ہارڈ نے ایک اور انکشاف کیا۔
"وہ کون ہے"
نارمن نے چونک کر پوچھا۔
"اس کا نام علی عمران ہے وہ انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا لڑکا ہے اور ایکسٹو کے لئے کام کرتا ہے"
ہارڈ نے تفصیل بتلائی۔
"کیا وہ سیکرٹ سروس کا ممبر ہے"
نارمن نے سوال کیا۔
"نہیں وہ آزاد آدمی ہے ویسے عموماً سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ بظاہر انتہائی احمق اور بے ضرر معلوم ہوتا ہے مگر درحقیقت دنیا کا خطرناک ترین انسان ہے"
ہارڈ نے جواب دیا۔
"یہ کیا بکتے ہو ہارڈ جہاں دنیا کے تمام خطرناک ترین انسان اکٹھے ہو گئے ہیں، پہلے تم ایکسٹو کو دنیا کا خطرناک ترین انسان کہہ رہے تھے اب یہی فقرے تم عمران کے لئے استعمال کر رہے ہو"

مگر سر سلطان کار سے اتر کر لاش کی طرف بڑھ چکے تھے۔ بتانے کیا بات تھی کہ ان کے دل میں لاش دیکھ کر کچھ عجیب سے احساسات جاگ اٹھے تھے۔ جیسے یہ ان کے کسی عزیز کی لاش ہو اور پھر جب وہ لاش پر جا کر جھکے تو یوں اچھل پڑے جیسے ان کے پیروں میں بم پھٹ پڑا ہو۔ ان کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا اور انہوں نے اپنے دماغ پر تاریکی چھاتی ہوئی محسوس کی۔ انہوں نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر آنکھیں تان کر بغور لاش کو دیکھنے لگے۔

دوسرے لمحے وہ پاگلوں کی طرح جھکے اور انہوں نے تیل سے سیاہ پڑی ہوئی لاش کو اٹھایا اور اندھا دھند کار کی طرف بھاگ پڑے۔

"جلدی کرو ڈرائیور سفارت خانہ جلدی چلو۔ ایمرجنسی" انہوں نے لاش کو پچھلی سیٹ پر ڈالتے ہوئے ڈرائیور سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور ڈرائیور نے شدید حیرت کے عالم میں کار کو آگے بڑھایا اور پھر کار پوری رفتار سے سفارت خانہ کی طرف دوڑنے لگی۔

سر سلطان عمران کو پہچان گئے تھے کیونکہ عمران اس میک اپ میں ان سے مل چکا تھا وہ شدید گھبراہٹ کے عالم میں بار بار اس کے سینے پر کان لگا رہے تھے نبض ڈھونڈ رہے تھے مگر سب کچھ ساکت تھا ان کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں پھر سفارت خانہ کے پورچ میں کار رک گئی۔

"اسے اٹھا کر فوراً میرے آفس پہنچو"

سر سلطان نے ڈرائیور کو حکم دیا اور اپنے استقبال میں آئے ہوئے لوگوں کو نظر انداز کرتے ہوئے تقریباً دوڑتے ہوئے اپنے آفس میں پہنچے سب لوگ شدید حیرت کے عالم میں ان کے پیچھے پیچھے آئے۔

ڈرائیور نے عمران کو ان کے آفس میں صوفے پر ڈال دیا۔

"یہاں کا انچارج ڈاکٹر کون ہے؟"

سر سلطان نے چیخ کر پوچھا۔

"میں ہوں جناب ڈاکٹر بلال"

ایک ادھیڑ عمر کے آدمی نے آگے بڑھ کر کہا۔

اسے چیک کرو ڈاکٹر، خدا کے لئے اسے بچالو۔ یہ ہمارے ملک کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔ خدا کے لئے ڈاکٹر"

سر سلطان بچوں کی طرح پھوٹ پڑے۔

اور ڈاکٹر پریشانی کے عالم میں عمران پر جھک پڑا۔ اس نے نبض دیکھی۔ دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھا۔ پھر بند آنکھوں کو انگلیوں سے کھول کر دیکھا۔

"میرا خیال ہے یہ آدمی مر چکا ہے"

ڈاکٹر نے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈاکٹر ایسا مت کہو۔ ایسا مت کہو"

سر سلطان شدت غم سے چیخ پڑے۔

"میں مزید چیک کرتا ہوں"

ڈاکٹر نے کہا اور پھر عمران کو اٹھا کر سفارت خانہ میں موجود آپریشن روم میں لے گیا۔ سر سلطان بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ سفارت خانہ کے باقی افسران بھی حیرت کی حالت میں کھڑے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھ رہے تھے۔ سر سلطان کی حالت ان کی سمجھ سے باہر تھی۔

ڈاکٹر بلال انتہائی قابل ڈاکٹر تھا اس نے اپنی مدد کے لئے دوسرے ڈاکٹروں کو بھی بلا لیا۔ سر سلطان کی حالت دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ اپریشن ٹیبل پر پڑا آدمی کوئی انتہائی اہم آدمی ہے جس کا زندہ بچنا ہر حالت میں ضروری ہے۔

آپریشن روم کا دروازہ بند کر دیا گیا اور سر سلطان پریشانی کے عالم میں باہر ٹہلتے رہے ان کی ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں اور چہرہ یوں زرد تھا جیسے جسم سے تمام خون نچوڑ لیا گیا ہو۔ وہ بار بار جیب سے رومال نکال کر بے اختیار نکلنے والے آنسو پونچھ رہے تھے۔ تقریباً دو گھنٹے بعد آپریشن روم کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر بلال باہر نکلا

"کیا ہوا ڈاکٹر"۔ سر سلطان نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"سانس کی آمد و رفت بحال کر لی گئی ہے جناب۔ نیں میں ڈوبنے کی وجہ سے جسم کا تمام نظام ساکت ہو گیا تھا۔ ہم نے جدید ترین تکنیک کے ذریعے ان کے دل کی مالش کر کے اسے دوبارہ چالو کر دیا ہے ویسے مریض کے صحیح سلامت بچنے کے آثار ابھی کم ہیں کیونکہ مصنوعی تنفس کا کوئی پتہ نہیں کہ کب بند ہو جائے بہرحال ہم کوشش کر رہے ہیں۔ آپ دعا کریں"۔

ڈاکٹر بلال نے کہا اور پھر ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا وہ شاید کسی ڈاکٹر کو بلانا چاہتا تھا۔ "خدا کا شکر ہے کہ وہ زندہ بچ گیا اب وہ نہیں مر سکتا اس کی قوتِ ارادی اسے زندہ رکھے گی"۔

سر سلطان نے کہا اور پھر لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے آپریشن روم میں داخل ہو گئے۔ عمران آکسیجن ٹینٹ میں پڑا تھا اور اس کے بیڈ کے اردگرد بے شمار مشینیں فٹ تھیں اسے گلوکوز اور خون بھی دیا جا رہا تھا۔ چار ڈاکٹر اس کے گرد کھڑے تھے۔ سر سلطان نے ایک نظر عمران کے سینے پر ڈالی اور پھر اسے ہلتا ہوا دیکھ کر کچھ اطمینان ہوا اور واپس اپنے آفس کی طرف بڑھ گئے۔

انہوں نے چپڑاسی کو حکم دیا کہ کسی کو اندر مت آنے دو اور خود وہ کرسی پر بیٹھ کر بھونچال کی زد میں آئے ہوئے ذہن کو سیٹ کرنے لگے وہ آنکھیں بند کئے بیٹھے تھے۔ تقریباً چار گھنٹے بعد ڈاکٹر بلال کمرے میں داخل ہوئے۔

"کیا خبر ہے ڈاکٹر"۔

سر سلطان نے پوچھا۔

حیرت انگیز معجزہ ہو گیا ہے جناب وہ آدمی خطرے سے باہر نکل آیا ہے ایسا کیس اس سے پہلے ہماری نظروں سے نہیں گزرا"۔

"خدایا تیرا شکر ہے"۔ سر سلطان نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ان کے چہرے پر مسرت کا جوالا مکھی پھوٹ پڑا تھا

"کیا میں اس سے مل سکتا ہوں"۔

سر سلطان نے خوشی کے عالم میں اٹھتے ہوئے کہا

"جی ہاں جناب"۔

ڈاکٹر بلال نے کہا اور پھر سر سلطان تقریباً بھاگتے ہوئے آپریشن روم کی طرف بڑھ گئے۔ عمران ایک بیڈ پر لیٹا ہوا تھا اس کے بازو میں گلوکوز کی سوئی انجیکٹ تھی۔ وہ آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا۔

"سب لوگ باہر چلے جائیں"۔ سر سلطان نے بلال سے سرگوشی کی اور پھر ڈاکٹر بلال کے اشارے پر سب ڈاکٹر اور نرسیں باہر چلی گئیں تخلیہ ہوتے ہی سر سلطان عمران کی طرف بڑھے۔

"عمران بیٹے"۔ سر سلطان نے اپنی مسرت کو روکتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحوں تک وہ خالی خولی نظروں سے سر سلطان کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھری۔ وہ سر سلطان کو پہچان چکا تھا۔

"مبارک ہو بیٹے تم موت کی وادی میں داخل ہو کر واپس پلٹے ہو"۔

سر سلطان نے قریبی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ مگر میں کہاں ہوں اور آپ یہاں کیسے؟"

عمران نے نقاہت آمیز لہجے میں سوال کیا۔

اور پھر سر سلطان نے اپنا یہاں بطور سفیر آنا اور عمران کو یوں سڑک پر سے اٹھانے کے بعد سے اب تک کے تمام حالات تفصیل سے سنا دیئے۔

"خوب تو سانس پلٹانے والی مشق آخر کام آ ہی گئی۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

"کیا مطلب؟" سر سلطان نے حیرت سے پوچھا۔

"میرے زندہ بچ جانے میں قدرت کی مہربانی اور ڈاکٹروں کی کوششوں کے ساتھ ساتھ کچھ میرا اپنا بھی ہاتھ ہے۔ پچھلے سال ایک جوگی سے میں نے سانس پلٹانے[1] کا طریقہ سیکھا تھا اسے وہ مہا یوگ کہتے ہیں اس سے انسان سانس پلٹ لیتا ہے یعنی سانس رک جاتا ہے اور بظاہر آدمی مردہ ہوتا ہے مگر دل کی مالش یا ایک اور طریقے سے دل دوبارہ رواں کیا جا سکتا ہے۔ تقریباً ایک مہینے کی سخت ریاضت کے بعد میں نے اس طریقے پر قابو پایا تھا۔ کہ شاید کہیں کام آ جائے اور مجھے خوشی ہے کہ آخر اس طریقے نے میری جان بچالی۔"

عمران نے جواب دیا۔

"کچھ بھی ہو عمران بیٹے تم زندہ بچ گئے یہی سب سے بڑی خوشی ہے۔"

سر سلطان نے مسرت سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب میں ٹھیک ہوں ہمارے ملک کے خلاف ایک زبردست سازش

[1] پرانے زمانے کی ہندو یوگی سانس پلٹانے کے ماہر تھے اس طرح وہ کئی کئی سال مردہ حالت میں رہنے کے باوجود دوبارہ زندہ ہو جاتے تھے۔ ایسے کئی واقعات تاریخ میں موجود ہیں۔"

ہو رہی ہے آپ فوراً مجھے یہاں سے خفیہ طور پر ملک لے جائیں تھوڑی سی دیر بھی ہمیں عظیم نقصان پہنچا سکتی ہے۔"

عمران نے جواب دیا۔

"کیا تم تفصیل نہیں بتا سکتے تاکہ میں اسی لحاظ سے انتظام کراؤں۔" سر سلطان نے پریشان لہجے میں سوال کیا۔ کیونکہ عمران کا یوں سنجیدہ ہو جانا یقیناً بلا وجہ نہیں تھا۔ اور پھر عمران نے کچھ داستان کہہ سنائی۔

"اوہ تو یوں منصوبہ کمال ہے انہوں نے تو ہمارے ملک کی معیشت کی جڑیں کاٹ دی ہیں میں ابھی انتظام کرتا ہوں ہمیں جلد از جلد ملک واپس پہنچنا چاہیئے۔" سر سلطان پریشان ہو گئے۔ اور پھر وہ کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے تقریباً دو گھنٹے بعد ایک کار بڑے خفیہ طور پر انہیں لے کر سرحد کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔ عمران کار کی پچھلی سیٹ پر لیٹا ہوا تھا۔ کار کے ذریعے سفر عمران کے کہنے پر ہوا تھا وہ ہر قیمت پر ملک کو روانگی کو خفیہ رکھنا چاہتا تھا۔

بلیک ٹے ذیرو بے حد پریشان تھا عمران کے متعلق کوئی پتہ نہیں چل رہا تھا اور ابھی تک ٹائیگر نے بھی کوئی اطلاع نہیں دی تھی اور وہ بے کار بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ بلیک زیرو نے لپک کر رسیور اٹھایا اور اس کا

چہرہ مسرت سے چمک اٹھا۔

"عمران صاحب آپ کہاں غائب ہو گئے تھے۔"

بلیک زیرو کا چہرہ چمک اٹھا۔

بلیک زیرو بہ فرصت کی باتیں ہیں صفدر کو فون کرو اور انہیں بطور ایکسٹو حکم دو کہ آئل ریسرچ پلانٹ پر فوری طور پر قبضہ کر لیں۔" عمران نے کہا۔

"تمام سیکرٹ سروس مجرموں کے ہاتھوں گرفتار ہو چکی ہے جناب۔ ٹائیگر ان کے پیچھے لگا ہوا ہے مگر ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ملی۔"

بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ یہ تو برا ہوا۔ اچھا میں آئل پلانٹ کا کوئی اور انتظام کر کے خود وہیں آ رہا ہوں۔"

عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد عمران پوائنٹ فور پر پہنچ گیا اور بلیک زیرو اس کی حالت دیکھ کر گھبرا گیا۔ کیونکہ عمران بے حد کمزور ہو رہا تھا اس کے قدم چلتے ہوئے لڑکھڑا رہے تھے۔

"کیا ہوا عمران صاحب آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔"

بلیک زیرو نے تشویش سے پر لہجے میں کہا۔

ہاں مرتے مرتے بچا ہوں۔ بلکہ یوں کہو کہ مر کے دوبارہ زندہ ہوا ہوں۔ کچھ زیادہ ہی ڈھیٹ مٹی کا بنا ہوا ہوں۔ تم بتلاؤ ٹائیگر نے کوئی اطلاع دی۔"

عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ابھی تک تو کوئی اطلاع نہیں آئی۔"

بلیک زیرو نے جواب دیا۔

اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا ٹرانسمیٹر کا سگنل آن ہو گیا۔ عمران نے

جھک کر ہاتھ بڑھایا اور پھر سوئچ آن کر دیا۔

"ہیلو ٹائیگر سپیکنگ اوور۔" دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"میں عمران بول رہا ہوں اوور۔" عمران نے نرم لہجے میں جواب دیا

"باس آپ آ گئے ہیں۔ ہم تو بے حد پریشان ہیں اوور۔"

ٹائیگر کے لہجے میں مسرت تھی۔

"تم میری بات چھوڑو۔ اپنی رپورٹ دو۔"

عمران نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"باس میں نے بے حد محنت کے بعد ان کے نئے اڈے کا پتہ چلا لیا ہے۔ اس کے لئے مجھے ان کے ایک آدمی کو گرفتار کرنا پڑا ہے۔ اب میں اس کے میک اپ میں ہوں۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران ایسٹرن کالونی کی کوٹھی نمبر ۲۱۲ کے تہہ خانے میں ہیں اور اس تنظیم کے ہیڈ دو آدمی ہیں نارمن اور ہارڈ، وہ دونوں بھی وہاں موجود ہیں اوور۔" ٹائیگر نے تفصیل بتلائی۔

"ویری گڈ تم وہیں ٹھہرو ہم آ رہے ہیں اوور۔"

عمران نے جواب دیا۔

بہتر جناب میں انتظار کر رہا ہوں۔ میں بالکونی سے سگنل دوں گا۔ اوور۔"

ٹائیگر نے جواب دیا

"اوور اینڈ آل۔"

عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"چلو بلیک زیرو تیار ہو جاؤ میں جوزف، کو بھی تیاری کے لئے کہتا ہوں۔"

عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور پھر وہ اسے پروگرام سمجھانے لگا۔

چند لمحوں بعد ان کی کار تیزی سے ایسٹرن کالونی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

یہ ایک خاصا وسیع ہال تھا۔ ہال کے ستونوں کے ساتھ سیکرٹ سروس کے ممبران بندھے ہوئے تھے۔ درمیانی ستون کے ساتھ صفدر بندھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر کوڑوں کے ضربات کے نمایاں آثار تھے۔ ہارڈ ہاتھ میں ہنٹر لئے اس کے سامنے کھڑا تھا نارمن بھی قریب ہی موجود تھا اور چار غیر ملکی ہاتھ میں مشین گنیں اٹھائے چاروں کونوں میں موجود تھے۔

بتاؤ۔ بلیک کوبرا کہاں ہے؟" اس نے ہنٹر کی ایک اور ضرب صفدر کے جسم پر لگائی۔ صفدر کے جسم سے خون بہہ رہا تھا۔

"میں کسی بلیک کوبرا کو نہیں جانتا"

صفدر نے مضبوط لہجے میں اپنی بات دہرائی۔

"تو تم کون ہو بتلاؤ۔ تم نے آئل پلانٹ پر ریڈ کیوں کیا۔ تم کیا چاہتے تھے؟"

ہارڈ نے ہنٹر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا" صفدر نے جواب دیا اور ہارڈ نے غصے سے بپھرے ہوئے اونٹ کی طرح بلبلاتے ہوئے صفدر کے جسم پر ہنٹروں کی بارش کر دی۔

"اسی لمحے اچانک کمرہ تیز سیٹی کی آواز سے گونج اٹھا ہارڈ کا ہاتھ رک گیا اور

ساتھ ہی نارمن بھی چونک پڑا۔ نارمن جھپٹ کر اٹھا اور اس نے ایک الماری کھول کر اس میں سے ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس کا بٹن دباتے ہی سیٹی کی آواز آنی بند ہوگئی۔

"باس آئل پلانٹ پر ملٹری نے ریڈ کر دیا ہے انہوں نے کنٹرول روم میں موجود ڈنل کاٹ دی ہے اور ساتھ ہی پمپنگ مشین پر بھی قبضہ کر لیا ہے میں نے بڑی مشکل سے بھاگ کر جان بچائی ہے۔ ملٹری کے آدمی میرا تعاقب کر رہے ہیں اوور؟"

دوسری طرف سے ایک آدمی کی ہانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

یہ کیسے ہوا۔ اوور؟ نارمن چیخ پڑا۔ مگر دوسری طرف سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ شاید وہ ملٹری کے قابو چڑھ گیا تھا۔

نارمن نے ڈھیلے ہاتھوں سے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ ہارڈ اور دیگر غیر ملکیوں کے منہ لٹک گئے۔

"ان سب کو گولی مار دو یہ سرکاری آدمی ہیں" ہارڈ نے چونک کر سخت لہجے میں کہا مگر اس سے پہلے کہ وہ مشین گنوں کے ٹریگر دباتے اچانک روشندان سے فائرنگ ہوئی اور وہ چاروں لڑکھڑا کر زمین پر آ پڑے۔ گولیاں ان کے سینے میں پڑی تھیں۔ ہارڈ اور نارمن چونک کر ان کی طرف پلٹے ہی تھے کہ یکدم دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور عمران بلیک کوبرا کے بیک اپ میں ہاتھ میں مشین گن لئے اندر داخل ہوا۔

"خبردار اگر تم دونوں نے حرکت کی"

عمران نے مشین گن کا رخ ان دونوں کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں ٹھٹھک کر رک گئے

"بلیک کوبرا" ان دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا۔ عمران کے ساتھ جوزف بھی تھا۔ ان کے ریوالوروں کا رخ بھی ان دونوں کی طرف تھا۔

"بلیک کوبرا نہیں عمران کہو" عمران نے منہ سے جھلی اتارتے ہوئے کہا اور ان دونوں کے چہرے فق ہو گئے۔ بارڈ نے طنزیہ نظروں سے نارمن کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔ دیکھا، میں نے کہا تھا کہ عمران کو شکست دینا ناممکن ہے اور نارمن نے سر جھکا لیا۔

"تمہارا مشن ناکام ہو چکا ہے مسٹر نارمن اور بارڈ۔ تمہارے تمام پلان فیل ہو چکے ہیں تم نے میرے ملک کا تیل چرانے کے لئے جو پلان بنایا تھا میں نے اپنی جان پر کھیل کر اسے ناکام بنا دیا ہے"۔

عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"جوزف ان سب کو کھول دو" عمران جوزف سے مخاطب ہوا اور جوزف صفدر وغیرہ کی طرف بڑھ گیا۔

"خبردار اگر حرکت کی باہر تمہارے تمام ساتھی گرفتار کئے جا چکے ہیں"۔

عمران نے بارڈ کو حرکت کرتے محسوس کر کے خبردار کیا۔

"باس آجایئے اب روشنداں پر پہرے کی ضرورت نہیں" عمران نے ہانک لگائی اور صفدر اور اس کے ساتھی چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے جو کہ مسکرا رہا تھا پھر دروازے میں سے ایک نقاب پوش اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔

"تم نے سوچا ہوگا کہ تمہارے پلان کی وجہ سے ایکسٹو ختم ہو گیا۔ ایکسٹو تمہارے سامنے موجود ہے"

عمران نے نارمن اور بارڈ سے کہا۔

اور پھر صفدر اور دیگر ممبران خوشی کے عالم میں چیخ پڑے

"باس آپ"

"ہاں تم سب لوگ باہر چلو۔ کیپٹن شکیل صفدر زخمی ہے اسے سہارا دے کر

لے جاؤ" بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا اور سب لوگوں کے خصوصاً جولیا کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا۔ ایکسٹو کی آواز سن کر اسے جیسے کوئی خزانہ مل گیا ہو۔

"تم کچھ بھی کر دو تم ایکا بان کو ختم نہیں کر سکتے ہمارا چیف تمہیں رونے پر مجبور کر دیگا"

بارڈ نے پہلی بار زبان کھولی۔

"ان کے چیف کو لے آؤ" عمران نے دربانوں کی طرح ہانک لگائی اور پھر نارمن اور بارڈ چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔

ان کا لمبا تڑنگا ملازم پنٹو اندر داخل ہوا ایک نقاب پوش نے اس کی پشت سے مشین لگائی ہوئی تھی یہ نقاب پوش ٹائیگر تھا۔

"تمہارا چیف باس تمہارے سامنے ہے"

عمران نے تقیہانہ انداز میں کہا

"پنٹو باس"

وہ دونوں شدید حیرت سے ہکلا کر رہ گئے۔ اور پنٹو نے سر جھکا لیا۔

"ان سب کو لے چلو۔ اگر یہ حرکت کریں تو گولی مار دینا"

عمران نے جوزف اور نقاب پوش ٹائیگر سے کہا۔ اور پھر جوزف اور ٹائیگر نارمن بارڈ اور پنٹو کو لے کر باہر نکل گئے۔

"میں سخت شرمندہ ہوں عمران صاحب۔"

صدر مملکت نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ سر سلطان مسکرا دیئے۔

"میں اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کرنے آیا ہوں۔"

عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"پلیز عمران صاحب اب آپ مجھے شرمندہ نہ کریں۔ مجھے تمام رپورٹ سر سلطان دے چکے ہیں۔ میں بحیثیت صدر آپ سے معافی کا خواستگار ہوں اور آپ کو دوبارہ ایکسٹو کا عہدہ پیش کرتا ہوں۔"

صدر مملکت کا لہجہ عاجزانہ تھا۔

عمران نے سر سلطان کی طرف دیکھا جیسے وہ ان کا عندیہ لینا چاہتا ہو۔

"کوئی بات نہیں بیٹے، غلط فہمی ہو جاتی ہے۔ تمہارا ظرف بہت اعلیٰ ہے۔ ابھی ملک کو تمہاری ضرورت ہے۔"

سر سلطان نے سفارش کرتے ہوئے کہا۔

اچھا جناب سر سلطان کے کہنے پر میں دوبارہ یہ ذمہ داری لے لیتا ہوں۔ ورنہ میں نے یہ مکمل فیصلہ کر لیا تھا کہ اب میں یہ عہدہ دوبارہ نہیں لوں گا۔ اور اس عہدے سے زیادہ مجھے ملک کا مفاد عزیز ہے مگر اس سلسلے میں میری دو شرطیں ہوں گی۔" عمران نے جواب دیا۔

"کہو کہو میں تمہاری ہر شرط پوری کرنے کو تیار ہوں۔"

صدر مملکت نے ندامت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"ایک تو یہ کہ سر سلطان صاحب کا استعفیٰ کینسل کر کے انہیں دوبارہ سیکرٹری مقرر کیا جائے اور سیکرٹ سروس کو بدستور وزارت خارجہ کے تحت رہنے دیا جائے۔"

عمران نے پہلی شرط پیش کی۔

"اس کے آرڈرز میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔"

صدر مملکت نے جواب دیا۔

"دوسری بات یہ کہ ایکسٹو کو آپ ذاتی طور پر نہیں ہٹا سکتے چاہے حالات کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ سیکرٹ سروس ایک خود مختار ادارہ ہے اور ایکسٹو اس کا سربراہ۔"

عمران نے ایک کڑی شرط پیش کر دی۔

"مجھے منظور ہے آج ہی اس کے آرڈرز بھی دے دیتا ہوں اور اسمبلی میں اس کا بل بھی منظور کرا دوں گا۔ تاکہ یہ آئین میں شامل ہو جائے۔"

صدر مملکت نے فراخدلانہ لہجے میں جواب دیا۔

"بس ٹھیک ہے جناب۔" عمران نے جواب دیا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

سر سلطان اور صدر مملکت سے ہاتھ ملانے کے بعد وہ باہر نکل آیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف دوڑ رہی تھی۔ آج وہاں میٹنگ تھی۔ پھر جیسے ہی عمران میٹنگ ہال میں داخل ہوا۔ سب ممبران چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"میرے پاس آجاؤ۔" جولیا نے صوفے پر ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ عمران نے مسکرا کر تنویر کی طرف دیکھا اور پھر جولیا کے قریب بیٹھ گیا۔ تنویر کا منہ بن گیا۔

شکریہ جولیا۔ میرا خیال ہے قاضی کا کیا انتظار کریں۔ تنویر ہی نکاح پڑھا دے گا۔"
عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہی ہانک لگائی۔
"شٹ اپ" جولیا اچانک غصے سے چیخ پڑی اور تمام ہال قہقہوں سے گونج اٹھا
البتہ تنویر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔
اچانک ٹرانسمیٹر کا بلب سپارک کرنے لگا۔
جولیا اٹھ کر آگے بڑھ گئی۔ اس نے بٹن آن کر دیا۔
"ہیلو ممبران ایکسٹو ایک بار پھر تم لوگوں سے مخاطب ہے"
ایکسٹو کی آواز ہال میں گونجی
ہمیں بے حد مسرت ہے جناب کہ آپ دوبارہ تشریف لے آئے ہیں"
صفدر نے یہ بات کہنی مناسب سمجھی۔
"شکریہ صفدر" ایکسٹو نے جواب دیا۔

ہاں تو تفصیل سنیئے۔ یہ کیس عجیب و غریب ثابت ہوا ہے دراصل اس کی جڑیں بہت دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ ایک دوست ملک کے تعاون سے یہاں تیل کی تلاش شروع ہوئی جب کامیابی کی رپورٹ پہنچی تو ہمسایہ ملک کو بھی علم ہو گیا۔ انہوں نے ایک بدنام زمانہ جرائم پیشہ تنظیم ایکابان کو ٹنگٹ کیا وہ خود اس سلسلے میں سامنے نہیں آنا چاہتے تھے کیونکہ یہاں کی سیکرٹ سروس اور خاص طور پر عمران ان لوگوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ ایکابان نے اس کا بیڑا اٹھایا۔ پہلا قدم انہوں نے یہ اٹھایا کہ آئل ریسرچ پلانٹ پر موجود دوست ملک کے چیف انجینئر اور چیف ایگزیکٹو کو ختم کر کے ان کی جگہ اپنے آدمیوں کو دے دی اور اس طرح انہوں نے ناکامی کی رپورٹ دے دی اس بارے میں جب ہلچل مچی تو وہ اور آگے بڑھے انہوں نے سیکرٹری صنعت کو قتل کر کے اپنا ایک آدمی وہاں اپوائنٹ کرا دیا تاکہ وہاں سے کوئی شورش نہ اٹھے۔ انٹلی جنس اور پولیس کو قابو کرنے کے لئے سیکرٹری داخلہ کو بھی قتل کر دیا گیا اور ان کی جگہ بھی ان کے آدمی نے لے لی۔

اتنے میں ناکامی کی رپورٹ ملتے ہی اس دوست ملک کے وزیر صنعت نے یہاں آنے کا پروگرام بنایا۔ انہیں یہ معاملہ مشکوک معلوم ہو رہا تھا۔

جب غیر ملکی وزیر صنعت کی آمد کا مجرموں کو پتہ چلا تو انہوں نے ایک نیا پلان بنایا۔ انہیں میرے متعلق رپورٹ مل چکی تھی کہ میں ان کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہوں اور ساتھ ہی عمران کے متعلق بھی انہیں بتلا دیا گیا چنانچہ ان کے دماغ نارسن نے ایک بہترین پلان بنایا۔ عمران کے میک اپ میں اپنا آدمی ایئرپورٹ بھیج دیا گیا۔ عمران کو گرفتار کر لیا گیا۔ جعلی عمران نے وزیر صنعت کو قتل کیا اور فرار ہو گیا اس طرح انہیں تین فائدے ہوئے۔ صدر مملکت سے اصولی اختلافات کی بنا پر میں نے استعفیٰ دے دیا اور اپنی جگہ صفدر کو ایکس تھری کا عہدہ دے دیا لیکن میں میدان سے ہٹا نہیں بلکہ اب میں زیادہ آزادی سے مجرموں کے پیچھے لگ گیا غیر ملکی وزیر صنعت کا قاتل چونکہ عمران کے میک اپ میں تھا اس لئے دوست ملک نے عمران کی گرفتاری کا پروگرام بنایا صدر مملکت کا پی۔ اے بھی ان کا آدمی تھا اس نے صفدر کی نشاندہی کر دی چنانچہ مجرم صفدر کو اغوا کرنے کے لئے اس کے فلیٹ پہنچے مگر عمران کی آمد کی وجہ سے اسے فرار ہونا پڑا لڑائی میں اس کی جیب سے ایک کارڈ وہاں گر گیا جو عمران نے اٹھا لیا۔ اس کارڈ سے عمران کو پتہ چلا کہ ایکابان میدان عمل میں آگئی ہے۔ پھر عمران کو ان کے اڈے کا پتہ چل گیا۔ عمران مشہور مجرم بیک کو بدل کے روپ میں وہاں پہنچ گیا۔ اس طرح مجرم گھبرا گئے اور انہوں نے اپنے اصل مشن کو وقت سے پہلے ہی شروع کر دیا۔ یعنی دوسرے لفظوں میں بلی تھیلے سے باہر آگئی۔

ادھر صفدر بطور ایکس تھری عمران کے پیچھے پڑ گیا سیکشن آفیسر مسٹر خالد وزارت صنعت کے سیکرٹری کے ساتھ صدر مملکت کے حکم پر آئل پلانٹ کے معائنے پر گئے سیکرٹری چونکہ ان کا اپنا آدمی تھا۔ اس لئے اس نے سرسری انداز میں وہاں بات چیت کی اور مجرموں کے حق میں رپورٹ دے دی مگر سیکشن آفیسر مسٹر خالد انتہائی سمجھدار اور محب الوطن تھے وہ مشکوک ہو گئے انہوں نے سر سلطان سے خفیہ طور پر رابطہ قائم کیا اور اپنے شکوک کا اظہار کیا نعمانی نے وہ گفتگو سن لی۔ چنانچہ صفدر نے آئل پلانٹ پر چھاپہ مارنے کا پروگرام بنایا تاکہ دونوں کام ہو سکیں عمران بھی گرفتار ہو جائے اور مجرم بھی۔ عمران کو بھی صفدر کے پروگرام کا علم ہو گیا چنانچہ اس نے جولیا کی آواز میں صفدر کو ایک ہوٹل میں بلایا اور اسے وہاں بے ہوش کر کے باندھ دیا اس کا مطلب یہ تھا کہ صفدر اس کے پروگرام میں مخل نہ ہو۔ سر سلطان نے سیکشن آفیسر کے شکوک عمران کو بتلائے تھے اس لئے عمران نے بھی وہاں جانے کا پروگرام بنا لیا تھا مجھے افسوس ہے کہ مجرموں نے سر سلطان سے ملنے کی پاداش میں مسٹر خالد کو اذیتیں دے کر شہید کر دیا۔ اور اس طرح مسٹر خالد نے ملک پر اپنی جان قربان کر دی۔ مگر انہوں نے سر سلطان سے اپنی ملاقات کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ میں ان کی عظمت کو سلام کرتا ہوں۔

صفدر کو بے ہوش کرنے کے بعد عمران اکیلا آئل پلانٹ پر گیا وہاں اس نے تیل کے کنوئیں میں ایک بڑی ٹنل دیکھی اور عین اس وقت مجرموں نے اپنے اصل مشن پر کام شروع کر دیا۔ دراصل قصہ یہ تھا کہ وہ ہمارے ملک سے تیل ایک زیر زمین ٹنل کے ذریعے ہمسایہ ملک میں سمگل کرنا چاہتے تھے چنانچہ انہوں نے وہ ٹنل بنائی جو ہمسایہ ملک کے اندر تک چلی گئی وہاں ہمسایہ ملک نے تیل صاف کرنے کا کارخانہ لگایا کہ ہمارے ملک سے تیل وہاں پہنچے گا اور وہ اسے صاف کر کے دولت کمائیں گے جب مجرموں نے اس ٹنل میں تیل چھوڑا تو عمران اس کے اندر تھا چنانچہ تیل کا دھارا اسے بہا کر لے گیا جب عمران نے اپنے آپ کو مرتے دیکھا تو اس نے مہایوگ سے کام لیا اور اپنا سانس پلٹ لیا یہ مشق اس نے ایک پرانے یوگی سے سیکھی تھی اب بظاہر عمران مردہ تھا۔ مگر جیسے ہی اس کے دل کی مالش کی جاتی اور اسے مصنوعی تنفس دیا جاتا وہ دوبارہ ٹھیک ہو جاتا

تیل کے ساتھ بہتا ہوا عمران ہمسایہ ملک جا پہنچا جہاں اسے مردہ سمجھ کر سڑک پر پھینکوا دیا گیا۔ اب ادھر دیکھئے۔ صفدر نے ہوٹل کے مینجر کو دھوکہ دے کر اپنے آپ کو آزاد کرا لیا۔ اور پھر سیکرٹ سروس کے ممبران کو لے کر آئل پلانٹ پر ریڈ کر دیا مگر آپ سب لوگ گرفتار ہو گئے۔ مجرم آپ کو بلیک کوبرا کے آدمی سمجھتے رہے۔ پھر مجرموں نے ایک اور چال چلی حفاظتی فوج کے ہاتھوں آپ لوگوں کو ملٹری ہیڈ کوارٹر بھجوا دیا گیا اور راستے میں آپ کو اغوا کر لیا گیا۔ تاکہ حکومت یہ سمجھے کہ آپ کے ساتھیوں نے آپ کو چھڑا لیا ہو گا۔

ادھر سر سلطان کا استعفیٰ قبول کرنے کے بعد انہیں ہمسایہ ملک میں سفیر بنا کر بھیج دیا گیا پہلے ہی دن سفارت خانے جاتے ہوئے انہیں سڑک پر عمران پڑا ہوا نظر آیا ڈاکٹروں کی مدد سے سر سلطان نے عمران کو زندہ بچا لیا اور پھر عمران اور سر سلطان خفیہ طور پر واپس آ گئے۔ صدر مملکت کو تفصیلات بتلائی گئیں تو انہوں نے آئل پلانٹ پر ملٹری ریڈ کا حکم دے دیا اس طرح آئل پلانٹ پر قبضہ کر کے وہ ٹنل جس سے تیل سمگل کیا جا رہا تھا کاٹ دی اس طرح مجرموں کا مشن فیل ہو گیا۔ ملکی دولت کو مزید ضائع ہونے سے روک دیا گیا۔ میں نے آپ لوگوں کا سراغ لگایا اور پھر اپنا ایک آدمی ان کے آدمی کے میک اپ میں بھیج دیا۔ وہاں اس نے ان کے ملازم پنٹو کو چیف باس کی حیثیت سے بات کرتا ہوا چیک کر لیا۔ چنانچہ عمران اور جوزف کو ساتھ لے کر ہم نے وہاں چھاپہ مارا اور اس طرح مجرموں کو گرفتار کر کے آپ کو سا

کرا لیا۔ ایکسٹو خاموش ہوگیا۔ سب لوگ اس عجیب و غریب کیس کی تفصیلات سن کر ششدر رہ گئے۔ خاص طور پر عمران کی کارکردگی نے عمران کی عزت ان کے دل میں اور بڑھادی۔

"کوئی سوال؟" ایکسٹو نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"سراب ایکس تھری کا کیا ہوگا؟" کیپٹن شکیل نے سوال کیا۔

وہ ایک ہنگامی انتظام تھا جو کینسل کر دیا گیا ہے۔ امید ہے صفدر کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا؟" ایکسٹو نے کہا۔

نہیں جناب قطعی نہیں بلکہ مجھے خوشی ہے کہ ایک بار پھر مجھے آپ کے زیر سایہ کام کرنے کا موقع مل گیا ہے اور میں نے یہ عہدہ بھی بامر مجبوری اور ملکی مفادات کو پیش نظر رکھ کر قبول کیا تھا۔"

صفدر نے فراخدلانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے صفدر" ایکسٹو نے جواب دیا

"سر لیبر ملکی وزیر صنعت کے قتل کے متعلق کیا ہوا؟"

چوہان نے سوال کیا۔

"مجرموں نے اس کا اقرار کر لیا ہے اور دوست ملک کو رپورٹ دی جا چکی ہے ان کی تسلی ہوگئی ہے۔" ایکسٹو نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے اب آپ لوگ آرام کریں اس کیس کی خوشی میں آپ سب کو ایک ہفتہ کی میں رخصت دیتا ہوں آپ کسی اچھے مقام پر پکنک منا کر ذہن تازہ کریں۔" ایکسٹو نے کہا۔

اور تمام ممبران کے چہروں پر خوشی کے آثار نمایاں ہوگئے۔

"آپ بھی چلئے جناب" جولیا سے رہا نہ جاسکا۔ اس نے ایکسٹو کو بھی دعوت دی۔

"سوری" ایکسٹو نے کہا اور پھر رابطہ ختم ہوگیا۔

"کیوں اس نقاب پوش کو بلا کر ہمارے ہی خون کا پتہ لگانے لگی تھیں؟"

عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم باز نہیں آؤ گے؟"

جولیا اچانک مڑی اور پھر پہلوؤں پر ہاتھ رکھ کر عمران سے اس لہجے میں کہا جیسے ابھی اس پر جھپٹ پڑے گی۔

"ارے ارے ابھی تو ہنی مون بھی نہیں منایا اور تم نے گھریلو بیوی کا برتاؤ کرنا شروع کر دیا ہے؟"

عمران نے جواب دیا۔

اور جولیا غصے سے دانت پیستی ہوئی اس پر جھپٹ پڑی۔ مگر عمران اس کے کہاں قابو میں آتا تھا۔ وہ اچھل کر ایک طرف جا کھڑا ہوا۔

"دھیرج دھیرج یہ نامحرم کیا کہیں گے کہ ابھی سے میاں بیوی کی لڑائی شروع ہوگئی" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور تمام ہال زوردار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ جولیا کھسیانی ہو کر مسکرانے پر مجبور ہوگئی۔

ختم شد

نارمن نے ناگوار سے لہجے میں جواب دیا

"یہی تو بات ہے دوست۔ ایکسٹو اندھیرے کا تیر ہے اور عمران شکر چڑھی ہوئی زہر کی گولی اور یہ دونوں اس ملک میں اکٹھے کام کرتے ہیں، نتیجہ ظاہر ہے۔"

ہارڈ نے دھیمی سے مسکراہٹ سے جواب دیا

"کیا ایکسٹو اور عمران کل ایئرپورٹ پر موجود ہوں گے۔"

نارمن نے کچھ سوچتے ہوئے سوال کیا۔

"ایکسٹو کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ عمران میرے خیال میں وہاں ضرور موجود ہوگا۔"

ہارڈ نے جواب دیا۔

"کیوں ہمیں رپورٹ تو یہی ملی ہے کہ ایکسٹو بذاتِ خود آنے والے وزیر صنعت کی حفاظت کرے گا۔"

نارمن نے جواب دیا۔

"ایکسٹو کبھی ظاہر نہیں ہوا۔ شاید اس ملک میں ایک دو آدمی ہی ایسے ہوں گے جو ایکسٹو کو جانتے ہوں۔ باقی سب ایکسٹو کا صرف نام جانتے ہیں۔"

ہارڈ نے جواب دیا۔

"تو پھر اب تمہارا کیا پلان ہے۔"

نارمن نے قدرے اکتاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"جہاں تک آنے والے وزیر صنعت کا تعلق ہے اس کے متعلق تو حتمی رپورٹ مل چکی ہے کہ اس کا جہاز کل شام کو کاری پور کے فوجی ہوائی اڈے پر اترے گا اور وہاں انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس اس کی حفاظت کے لئے موجود ہوگی اس کی آئندہ کی مصروفیات فی الحال صیغۂ راز میں ہیں۔"

ہارڈ نے جواب دیا

"ٹھیک ہے ہمیں مزید رسک نہیں لینا چاہیئے۔ وزیر صنعت کو دہیں اڈے پر ہی ختم ہونا چاہیئے۔ اور اگر عمران وہاں موجود ہے تو وہ بھی وہیں ختم کر دیا جائے باقی رہ گیا ایکسٹو تو اس سے بعد میں نبٹ لیا جائے گا۔"

نارمن نے پروگرام مرتب کر لیا

"ہاں میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔"

ہارڈ نے بھی نارمن کے خیال کی تردید کی

"تو ٹھیک ہے اب بیٹھ کر تمام پلان مرتب کر لیتے ہیں۔"

نارمن نے میز کی دراز کھول کر وہ سرخ رنگ کی فائل دوبارہ نکالی اور پھر اسے کھول کر سامنے رکھ لیا۔ نارمن اور ہارڈ دونوں اس فائل پر جھک گئے۔

کاری پور کے فوجی ہوائی اڈے پر خاص چہل پہل تھی۔ رن وے کے چاروں طرف انٹیلی جنس کے مسلح افراد کثیر تعداد میں موجود تھے۔ کیپٹن فیاض مین بلڈنگ کے ایک چھوٹے سے کمرے میں سر رحمان کے ساتھ بیٹھا تھا اوپر کنٹرول ٹاور میں ڈیوٹی آفیسر کے ساتھ صفدر موجود تھا۔ اس کی چوکی نظریں چاروں طرف گھوم رہی تھیں جیسے اسے خطرہ ہو کہ کہیں کے کے

کونے کدرسے ہی کوئی جاسوس نہ چھپا ہوا ہو۔

پیچھے مین ہال میں صدر مملکت کے پرسنل سیکرٹری، سیکرٹری داخلہ سرسلطان اور سیکرٹری خارجہ اور چند وزیر تشریف فرما تھے

ان سب کے چہروں پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ سرسلطان کے چہرے پر البتہ اطمینان کے آثار تھے۔

وہ خاموشی سے بیٹھے سامنے لگی ہوئی شیشے کی دیوار سے وسیع و عریض قطعے پر پھیلے ہوئے رن وے پر نظریں جمائے ہوئے تھے

جہاز کے آنے میں ابھی پندرہ منٹ رہتے تھے۔ ایمرجنسی نائٹ بریگیڈ اپنے سٹور کے سامنے تیار کھڑا تھا عمران اور کیپٹن شکیل قریب کھڑی ایک جیپ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں کی آنکھوں پر دوربین لگی ہوئی تھیں اور نظریں رن وے پر بھٹک رہی تھیں

"کیا بات ہے عمران صاحب آج آپ ضرورت سے زیادہ سنجیدہ ہیں!"
کیپٹن شکیل نے دوربین آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے عمران سے سوال کیا

وہ کافی دیر سے عمران کی معنی خیز سنجیدگی کو تشویش کی نظروں سے دیکھ رہا تھا بے پناہ سنجیدگی کی وجہ سے عمران کا چہرہ قدرے بدلا بدلا سا نظر آرہا تھا

"ارے نہیں سنجیدگی تو مونث ہے اور تمہیں پتہ ہے مونث کا عمران کے ساتھ کیا میل ہو سکتا ہے!"

عمران نے دوربین آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے جواب دیا
اور کیپٹن شکیل جواب میں مسکرا دیا

"میں سوچ رہا ہوں کہ آخر یہ وزیر صنعت یہاں کیا تیر مارنے آرہے ہیں کہ ان کی اتنی زبردست حفاظت کے احکامات دیئے گئے ہیں!"

عمران نے لہجے میں لاپرواہی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"ہوگا کوئی خاص مسئلہ ویسے آج آپ نے انتظام بھی تو اس طرح کر رکھا ہے جیسے آنے والے وزیر صنعت کو قتل کرنے کے لئے پورا پاکیشیا تیار ہو!"

کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

لیکن اتنے انتظامات کے باوجود بھی میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ آج کوئی خاص واقعہ رونما ہونے والا ہے!"

عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔
اور کیپٹن شکیل نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر عمران کو دوبارہ رن وے کی طرف دیکھتا پاکر وہ خاموش ہوگیا۔

چند لمحوں بعد عمران نے دوربین آنکھوں سے ہٹا کر ایک طرف رکھی اور خود جیپ سے اتر گیا

"شکیل: میں اعلیٰ حکام کی معیت میں وزیر صنعت کے قریب رہوں گا جیسے ہی جہاز اترے تم یہ جیپ اس کے قریب لے آنا اور پھر پیچھے پیچھے چلے آنا۔ انتہائی محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ کسی بھی لمحے جیپ کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔"

عمران نے کیپٹن شکیل کو ہدایات دیں اور خود مین ہال کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں اعلیٰ حکام موجود تھے۔

کیپٹن شکیل نے جواب میں سر ہلایا اور وہ دوبارہ رن وے کی طرف متوجہ ہوگیا۔

ویسے اس کا دل ایک نامانوس سی بے چینی کا شکار تھا۔ اس کے لاشعور میں کوئی چیز کھٹک رہی تھی جیسے جیسا کہ خطرہ کہیں قریب ہی منڈلا رہا ہو۔ مگر وہ اسے شعور میں لانے کی بھرپور کوشش کے باوجود ناکام ہو رہا تھا۔

آخر کار اس نے اسے اعصابی دباؤ کا نتیجہ گردانا اور اپنی توجہ دوسری طرف مبذول کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

پھر کنٹرول ٹاور سے جہاز کی آمد کا اعلان ہونے لگا اور پورے ہوائی اڈے میں اضطراب کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔

کیپٹن شکیل بھی چوکنا ہو گیا۔ اس نے اگنیشن میں چابی گھمائی اور جیپ کا بے آواز انجن جاگ اٹھا۔

اس نے آہستہ سے گیئر تبدیل کیا اور پھر سٹیئرنگ کو مضبوطی سے سنبھال لیا چند لمحوں بعد فضا میں ایک سرخ رنگ کا مگر انتہائی چھوٹا تیز رفتار طیارہ نمودار ہوا۔

سب کی بے چین نظریں جہاز پر جمی ہوئی تھیں جہاز نے فضا میں ایک چکر لگایا اور پھر رن وے کے انتہائی سرے کی طرف بڑھتا چلا گیا چند لمحوں بعد اس نے غوطہ لگایا اور پھر وہ تیزی سے رن وے کی طرف جھکنا شروع ہو گیا جلد ہی اس کے پہیوں نے رن وے کو چھو لیا۔ اور اب جہاز انتہائی تیزی سے رن وے پر دوڑ رہا تھا۔

فائر بریگیڈ پہلے ہی رن وے کے قریب پہنچ چکا تھا کیپٹن شکیل نے بھی ایکسیلیٹر پر پیر کا دباؤ بڑھا دیا اور جیپ کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح رن وے کی طرف بڑھنے لگی

جہاز رن وے کا چکر لگا کر اب آہستہ رفتار سے لانچنگ پیڈ کی طرف بڑھ رہا تھا

کیپٹن شکیل نے جیپ لانچنگ پیڈ کے قریب روک دی

مین ہال سے اعلیٰ حکام لانچنگ پیڈ کی طرف چل پڑے۔ عمران ان

سب کے پیچھے تھا۔

سوپر فیاض وہیں بلڈنگ میں ہی رہ گیا تھا سر رحمان نے ایک بار عجیب نظروں سے عمران کو دیکھا جو حکام کے ساتھ ہی آ رہا تھا۔ مگر عمران نے نظریں چرالیں اور سر رحمان کندھے جھٹک کر آگے بڑھ گئے۔

جہاز لانچنگ پیڈ پر رک چکا تھا سیڑھی دروازے کے ساتھ لگائی جا چکی تھی اعلیٰ حکام سیڑھی سے تھوڑی دور رک چکے تھے۔

اب وہ مہمان کے باہر آنے کا انتظار کر رہے تھے دروازہ کھلا اور ایک ایئر ہوسٹس باہر نکلی، وہ سیڑھیاں اترتی نیچے چلی آئی اور پھر سیڑھیوں کے قریب آکر رک گئی دوسرے لمحے ایک طویل القامت غیر ملکی دروازے میں نمودار ہوا۔ اس نے شمسی رنگ کا گرم سوٹ پہنا ہوا تھا جو اس کی وجاہت میں غیر معمولی اضافہ کر رہا تھا

وہ ایک لمحے کے لئے دروازے میں رکا اور پھر سامنے اعلیٰ حکام کو منتظر پاکر وہ مسکراتے ہوئے سیڑھیاں اترنے لگا

یہی مہمان وزیر صنعت تھا جس کی حفاظت کا اتنا زبردست انتظام کیا گیا تھا جیسے ہی وہ سیڑھی سے نیچے اترے اعلیٰ حکام ان کے استقبال کے لئے آگے بڑھے۔ صدر مملکت کے پرسنل سیکرٹری نے آگے بڑھ کر ان سے مصافحہ کیا اور پھر اپنا تعارف کرانے کے بعد باری باری باقی حکام کا تعارف بھی کرا دیا سب سے ہاتھ ملا کر وزیر صنعت حکام کے جھرمٹ میں ایئر پورٹ بلڈنگ کی طرف بڑھنے لگے

کیپٹن شکیل بھی جیپ میں آہستہ آہستہ ان کے پیچھے چلنے لگا۔

ابھی وہ بلڈنگ کے قریب ہی پہنچے تھے کہ عمران نے پیچھے مڑ کر کیپٹن شکیل کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔

کیپٹن شکیل تیزی سے جیپ آگے بڑھا لایا۔ مین بلڈنگ ابھی سو گز دور تھی
عمران نے کیپٹن شکیل کو جیپ سے اترنے کا اشارہ کیا
کیپٹن شکیل جیپ روک کر تیزی سے نیچے اتر آیا جیپ کا انجن سٹارٹ ہی
تھا عمران پھرتی سے آگے بڑھا اور پھر اچھل کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا
ابھی کیپٹن شکیل حیرت سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا کہ عمران نے جیپ انتہائی تیز
رفتاری سے آگے بڑھا دی۔

اور پھر جب جیپ غیر ملکی وزیر صنعت کے قریب سے کراس کرنے لگی اچانک
عمران کے ہاتھوں میں ایک ریوالور کی جھلک نظر آئی اور دوسرے لمحے فضا ایک
زور دار دھماکے سے گونج اٹھی
غیر ملکی وزیر صنعت لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑے، ان کے سر کے پرخچے اڑا
دیئے گئے تھے۔

سارے ایئرپورٹ پر ایک لمحے کے لئے سکتہ طاری ہو گیا
دوسرے لمحے عمران کی جیپ بندوق سے نکلنے والی گولی کی طرح انتہائی
تیز رفتاری سے ایئرپورٹ کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگی
سب عمران کو غیر ملکی وزیر صنعت پر گولی چلاتے دیکھ چکے تھے۔ اس ناگہانی
اور غیر متوقع صورت حال نے سب کو بوکھلا دیا
اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سب اس اچانک اعصاب شکن دھماکے سے
سنبھلتے عمران کی جیپ تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی ہوئی گیٹ کے قریب
پہنچ چکی تھی۔

عمران نے لباس بدل کر جیپ تک ریوالور ڈالا اور پھر تیزی سے دروازے
کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیڑھیاں اترتے ہی وہ سیدھا گیراج کی طرف گیا۔ اس
نے گیراج کا دروازہ کھولا اور چند لمحے بعد اس کی اسپورٹس کار گیراج سے باہر آ
گئی ظاہر ہے سٹیئرنگ پر عمران ہی تھا
سپورٹس کار تیزی سے شہر کی سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ عمران کا رخ کاری پور کے
ہوائی اڈے کی طرف تھا سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کو پہلے سے وہ کاری پور
کے اڈے پر پہنچنے کی ہدایت کر چکا تھا۔
سر سلطان کی باتیں اس کے ذہن میں بار بار گردش کر رہی تھیں۔ خاص طور
پر ان کا یہ فقرہ کہ اگر خدانخواستہ مہمان کو کچھ ہو گیا تو ایکسٹو کو سیکرٹ سروس کی سربراہی
سے علیٰحدہ ہونا پڑے گا وہ حیران تھا کہ ایسے کیا حالات تھے کہ صدر مملکت کو
اس قسم کی دھمکی دینی پڑی۔
کاری پور کا ہوائی اڈہ شہر سے چالیس میل دور تھا اور عمران کے کہنے پر ہی
سول اڈے کی بجائے جہاز اتارنے کے لئے کاری پور کا اڈہ منتخب کیا گیا تھا
صدر مملکت نے خود اس بات کی منظوری دے دی تھی۔ وہ ہر حالت میں مہمان
کی مکمل حفاظت چاہتے تھے۔

کار تیزی سے سڑکوں پر دوڑ رہی تھی اور کار سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے عمران کا دماغ چل رہا تھا۔ وہ بار بار اس فقرے پر غور کر رہا تھا۔

اچانک اس نے کار کی بریک پر پوری قوت سے پیر کا دباؤ ڈال دیا اور کار کے ٹائر شاید احتجاجاً ایک طویل چیخ مار کر رک گئے

سامنے سڑک پر بڑے بڑے ڈرم رکھے ہوئے تھے سڑک ٹریفک کے لئے بند تھی وہاں ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ایک بورڈ بھی موجود تھا جس پر سڑک بند ہونے کے لئے معذرت حاصل کی گئی تھی۔ اور راستے کے لئے سڑک کے بائیں طرف جانے والی پگڈنڈی کی طرف اشارہ کیا گیا تھا

عمران کے ذہن میں خطرے کا لفظ پوری قوت سے ابھر آیا اس نے تیزی سے کار بائیں سائڈ کی بجائے دائیں سائڈ کی طرف موڑ دی۔

ابھی وہ چند فٹ ہی آگے گیا تھا کہ اچانک ایک ڈرم کے پیچھے سے ایک سیاہ پوش نمودار ہوا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ نے فضا میں حرکت کی اور پھر ایک زوردار دھماکے سے فضا گونج اٹھی۔

کار کے پچھلے حصے کے پرخچے اڑ گئے تھے۔ اور اگلا حصہ بھی خاصا مجروح ہوا تھا یقیناً کار پر ہینڈ گرنیڈ مارا گیا تھا۔ اور اگر کار سپورٹس ماڈل کی نہ ہوتی تو یقیناً بم کار کی پشت پر آنے کی بجائے اس کے درمیان میں پڑتا اور پھر کار کا ایک پرزہ بھی سلامت نہ بچتا مگر چونکہ سپورٹس ماڈل ہونے کی وجہ سے کار کی پشت انتہائی ڈھلوان تھی اس لئے بم کار کی پشتی ڈھلان سے ٹکرایا تھا اور چونکہ کار کا انجن بھی پشت پر تھا اس لئے انجن ایک دھماکے سے پھٹ گیا تھا۔

بم کا دھواں جیسے ہی ہٹا اچانک چاروں طرف سے آدمی ہی آدمی امڈ پڑے وہ سب تیزی سے کار کے قریب آئے

عمران سٹیرنگ پر سر جھکائے پڑا تھا اس کے سر اور پشت سے تیزی سے خون بہہ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ سٹیرنگ کی سائیڈوں میں بے جان حالت میں لٹکے ہوئے تھے۔

پوری کار کی حالت بگڑ چکی تھی ایک آدمی نے تیزی سے عمران کے جسم کو گھسیٹ کر کار سے باہر نکالا اور پھر اس کے اشارے پر چند آدمی عمران کے جسم کو اٹھائے ایک سائیڈ پر دوڑ پڑے۔

باقی آدمی سڑک سے ڈرموں کو ہٹا رہے تھے سڑک کے بائیں سائیڈ پر ایک گہرا کھڈ تھا جس پر پتلی پتلی ٹکڑیاں بچھا کر اس پر مٹی ڈال دی گئی اگر عمران کا مشن بورڈ کے مطابق کار ادھر موڑ دیتا تو یقیناً اس گہرے کھڈ کا شکار ہو جاتا

اب سڑک پڑے ہوئے ڈرموں کا مدفن اس کھڈ کو بنایا جا رہا تھا جلد ہی سڑک صاف کر دی گئی ایک بند باڈی کا بڑا سا ٹرک سڑک کے دائیں سائیڈ پر موجود جنگل سے نکلا اور پھر وہ عمران کی شکستہ کار کے قریب آ کر رک گیا۔ ٹرک کا پچھلا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے اس میں موجود ایک چھوٹی سی کرین کا کنڈا باہر نکلنے لگا۔

چند منٹ بعد عمران کی کار اس کنڈے میں لٹکتی ہوئی ٹرک کی باڈی کے خالی حصے میں پہنچ گئی۔ ادھر ادھر بکھرے ہوئے پرزے بھی اٹھا کر ٹرک میں پھینک دیئے گئے ٹرک کا دروازہ بند ہوا اور ٹرک آگے بڑھ گیا۔

اس سب کارروائی میں تقریباً دس منٹ لگے ہر کام انتہائی پھرتی، مہارت اور پہلے سے مرتب پلان کے تحت فوری ہو گیا اور دس منٹ بعد سڑک بالکل صاف تھی جیسے یہاں کوئی غیر معمولی واقعہ ظہور پذیر ہی نہ ہوا ہو۔

صرف سڑک کے دائیں سائیڈ پر ہلکا سا گڑھا یا چند تیل کے دھبے موجود تھے جو اس ہولناک واقعہ کے نشانات ظاہر کر رہے تھے۔

عمران کو جب ہوش آیا تو اس کا سر اور سینہ پٹیوں میں لپٹا ہوا تھا۔ اس کے جسم میں درد کی ایک تیز لہر دوڑ گئی اور اس نے تکلیف کی شدت سے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔

اس کے دماغ میں اچانک گزرا ہوا تمام منظر آ گیا دوسرے لمحے وہ اچھل کر بیٹھ گیا گو اس طرح اضطراری طور پر اٹھنے میں اسے شدید تکلیف کا سامنا کرنا پڑا مگر وہ ضبط کر گیا۔

اس نے آنکھیں کھول کر ادھر اُدھر دیکھا، وہ کافی بڑے کمرے میں رکھے ہوئے ایک پلنگ پر موجود تھا۔

کمرے میں سوائے اس ایک پلنگ کے اور کوئی سامان نہ تھا کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا عمران حیرت بھری نظروں سے کمرے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کے لبوں پر ایک زخمی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ وہ مجرموں کا پلان سمجھ چکا تھا۔

مجرموں نے انتہائی چالاکی سے اسے راستے میں ہی ٹریپ کر لیا تھا اور یہ عمران کی زندگی ہی تھی کہ وہ اس ہولناک حادثے سے بچ نکلا تھا ورنہ اپنی طرف سے مجرموں نے اس کی موت کا پورا سامان کر لیا تھا۔

اس نے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا مگر ہاتھ خالی تھا گھڑی مجرموں کے قبضے میں پہنچ چکی تھی۔

تکلیف کی شدت سے عمران کے سر میں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے اور کبھی کبھی آنکھوں کے سامنے تارے ناچنے لگ جاتے، چند لمحوں تک خاموش بیٹھنے کے بعد وہ دوبارہ پلنگ پر لیٹ گیا۔

وہ سنجیدگی سے اس تمام سچویشن پر غور کر رہا تھا۔

چند لمحے ہی گزرے تھے کہ اچانک دروازہ کھلا اور دو نقاب پوش اندر داخل ہوئے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں ریوالور تھے، عمران خاموش پڑا رہا۔ ویسے اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں

"آپ کو ہوش آ گیا مسٹر عمران"

ایک نقاب پوش نے قریب آ کر طنزیہ لہجہ میں عمران سے کہا۔

"ابھی کہاں ہوش آیا ہے مسٹر نقاب پوش، انسان کو ہوش تو اس وقت آتا ہے جب وہ بے ہوش ہو جائے۔"

عمران نے چہرے پر حماقت کی تہیں چڑھاتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا

"خوب بہت خوب تو پھر کیا خیال ہے آپ کو ہوش میں لایا جائے"

اس نقاب پوش نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، لہجہ پہلے سے بھی زیادہ طنزیہ تھا

"آپ دونوں کہیں ماڈرن منکر نکیر نہیں"

عمران نے ان کی بات ٹالتے ہوئے الٹا سوال کر دیا۔

"کیا مطلب"

وہ دونوں بیک وقت بولے

شاید منکر نکیر کی تلمیح ان کی سمجھ سے بالاتر تھی۔

"یعنی منکر نکیر بھی جاہل ہوتے ہیں جنہیں اب مطلب سمجھانا پڑے گا"

عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا

"اچھا چھوڑیں اس قصے کو آپ کی طبیعت کیسی ہے"

دوسرے نقاب پوش نے بات ٹالتے ہوئے عمران سے سوال کیا۔

"بظاہر اچھی نظر آ رہی ہے مگر درحقیقت بے حد خراب ہے۔ کچھ پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں۔ نبض کی رفتار بھی خاصی تیز ہے اور دل یوں دھڑک رہا ہے جیسے دھڑکنا بھول کر کبڈی کھیلنے میں معروف ہو گیا ہو۔ عقل داڑھ کا ایک کونا ٹوٹ

چکا ہے ۔ دائیں آنکھ کی ایک پلک لوٹ کر پلنگ کے نیچے گر گئی ہے اور کیا بتاؤں بس یوں سمجھے کہ ایں ہمہ خانہ آفتاب است "

عمران نے بڑی تفصیل سے طبیعت کا حال بتادیا۔

" آپ کی طبیعت اور زیادہ خراب نہ ہو جائے اس لئے مختصر طور پر اتنا بتا دوں کہ آپ کے مہمان راہِ عدم کو کوچ کر چکے ہیں اور ان کو اس راستے پر ڈالنے والے آپ ہیں "

ایک نقاب پوش نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

اور اس دفعہ اچھلنے کی عمران کی باری تھی۔ اس خبر کا اس پر شدید ردّ عمل ہوا۔

اور وہ اضطراری طور پر اٹھ بیٹھا۔

" لیٹے رہیئے ۔ لیٹے رہیئے مسٹر علی عمران ، آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہو جائے گی "

نقاب پوش نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

" آپ نے میرا حوالہ اس خبر میں کس خوشی میں دیا ہے "

عمران نے ان کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

" یعنی مہمان کو قتل کرنے والے آپ تھے اور دیکھنے والے تمام اعلیٰ حکام "

نقاب پوش نے جواب دیا

" اچھا تو آپ نے میرے میک اپ میں وہاں اپنا آدمی بھیج دیا تھا "

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" نہیں آپ غلط سمجھے آپ وہاں خود موجود تھے اور یہ تمام کارروائی آپ نے خود کی ہے "

نقاب پوش نے گہری سنجیدگی سے جواب دیا۔

عمران ایک لمحے تک بغور انہیں دیکھتا رہا۔

پھر وہ مسکرا پڑا۔

" یعنی اب آپ مجھے خواہ مخواہ ایک انہونی بات کا یقین دلانا چاہتے ہیں دلائیے صاحب میں تو ازلی یقین کر لینے والوں میں سے ہوں "

عمران نے مسکی سی صورت بناتے ہوئے جواب دیا

" آپ یقین کریں یا نہ کریں آپ کی مرضی بہرحال جو حقیقت تھی وہ آپ کے گوش گزار کر دی گئی ہے ۔ آپ اس وقت ٹرانس میں تھے اس لئے آپ نے ہماری ہدایات پر بڑی اچھی طرح عمل کیا تھا "

نقاب پوش نے اسے پر اعتماد لہجے میں یقین دلایا۔

" اوہ ہاں یاد آگیا شاید میں نے مہمان کے جہاز پر جب کہ وہ فضا میں ہی تھا ہینڈ گرنیڈ مارا تھا چنانچہ جہاز پھٹ کر مجھ پر آگرا اور میں زخمی ہو گیا آپ لوگوں نے ازراہِ ترحم میری مرہم پٹی کر دی ۔ ٹھیک ہے نا میں آپ کا بڑا مشکور ہوں بلکہ میری آنے والی نسلیں بشرطیکہ وہ آئیں تب آپ کی شکر گزار ہوں گی "

عمران نے خوابناک لہجے میں جواب دیا جیسے وہ تصور ہی تصور میں سب منظر دیکھ رہا ہو۔

" بہرحال اطلاع دینا ہمارا فرض تھا۔ اب آپ یقین کریں یا مذاق اڑائیں آپ کی مرضی ہے "

ایک نقاب پوش نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

" بڑا شکریہ مسٹر اطلاع دہندہ ۔ آپ کا فرض ادا ہو گیا ۔ اب آپ تشریف لے جائیں اور مجھے ذرا استراحت فرمانے دیں "

عمران نے دوبارہ پلنگ پر لیٹتے ہوئے جواب دیا

" ٹھیک ہے اب آپ لیٹ ہی گئے ہیں تو کیوں نہ آپ کی مستقل استراحت

کا بندوبست کر دیا جائے تاکہ بعد میں آپ کو اٹھنے کی تکلیف نہ کرنی پڑے۔"
ایک نقاب پوش نے ریوالور کے ٹریگر پر انگلی کی گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہا۔

"ارے اگر ایسی بات ہے تو آپ تکلیف نہ کریں۔ دیکھئے میں خود ہی اٹھ بیٹھتا ہوں۔ بلکہ پلنگ سے نیچے اترتا ہوں۔"

عمران نے کہا

اور دوسرے لمحے وہ پلنگ سے اتر کر کھڑا ہو گیا۔

اس کے چہرے سے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

عمران کو اس طرح آرام سے اٹھ کر کھڑا ہوتے دیکھ کر وہ دونوں حیرت سے سن ہو کر رہ گئے۔ یہ تو ان کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ اتنا شدید زخمی آدمی یوں اطمینان سے کھڑا ہونے میں کامیاب ہو جائے گا۔

اس سے پہلے کہ ان کی طرف سے کوئی ردعمل ظاہر ہوتا اچانک عمران اپنی جگہ سے اچھلا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے اپنا ایک ہاتھ ایک نقاب پوش کے ریوالور پر مارا اور ٹانگ سے دوسرے نقاب پوش کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور پر وار کر دیا۔

زخمی ہونے کے باوجود اس کے انداز میں بے پناہ پھرتی تھی۔ اور ان دونوں نقاب پوشوں کے ہاتھوں سے ریوالور نکل گئے۔

عمران اس طرح فرش سے اچھل کر دوبارہ کھڑا ہو گیا جیسے فرش پر سپرنگ لگے ہوئے ہوں۔

ان دونوں کو بھی ہوش آ گیا تھا چنانچہ ان دونوں نے بیک وقت عمران پر چھلانگ لگا دی۔ عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ خاصا زخمی ہے اور زیادہ پھرتی اور طاقت استعمال نہیں کر سکتا۔

اس لئے وہ جھکائی دے گیا اور ایک طرف ہو گیا اور دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے فرش پر جا گرے

عمران نے لپک کر قریب پڑا ایک ریوالور اٹھا لیا اور وہ دونوں جب فرش سے اٹھے تو عمران کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا

"اب آپ دونوں ہاتھ اٹھا لیں ورنہ میں بڑے اطمینان سے دو دفعہ ٹریگر دبا دوں گا۔"

عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

اور وہ دونوں حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتے رہے جیسے عمران بجائے ان کے سامنے دنیا کا آٹھواں عجوبہ کھڑا ہو۔

اسی لمحے عمران نے محسوس کیا کہ اس کے دماغ میں تیزی سے اندھیرا چھاتا چلا جا رہا ہے۔ اب تک وہ اپنی مضبوط ترین قوت ارادی کے بل بوتے پر اتنا کچھ کر گیا تھا اب جب وہ ان پر قابو پا چکا تھا تو تکلیف کی شدت دوبارہ ابھر آئی تھی۔ عمران نے دماغ سے اندھیرا جھٹکنے کی کافی کوشش کی مگر اندھیرا زیادہ تیزی سے اس پر مسلط ہوتا جا رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ جلد ہی وہ بے ہوش ہونے والا ہے اور جیسے ہی وہ بے ہوش ہوا یہ دونوں نقاب پوش اس کی بے ہوشی کو قیامت تک کے لئے طویل کر دیں گے۔

چنانچہ وہ تیزی سے پیچھے ہٹنے لگا۔ ریوالور پر ابھی تک اس کی گرفت مضبوط تھی

"خبردار اگر تم نے حرکت کی" عمران غرایا

وہ دونوں خاموش کھڑے رہے

عمران جلد ہی کھلے ہوئے دروازے کے قریب پہنچ گیا اور دوسرے لمحے اس نے باہر چھلانگ لگا دی۔

یہ کمرہ شاید دوسری منزل پر تھا کیونکہ دروازے کے سامنے گیلری سی تھی اور گیلری کے سامنے لکڑی کی بنی ہوئی باڑ ٹوٹی ہوئی تھی عمران نے پوری قوت سے باہر چھلانگ لگائی تھی اس لئے جب تک وہ سنبھلے اس کے پیر زمین چھوڑ چکے تھے اور دوسرے لمحے وہ کافی بلندی سے سر کے بل نیچے گرتا چلا گیا ایک بار پھر اندھیرا اس کے دماغ پر پوری طرح مسلط ہو چکا تھا اور شاید ایسا ہمیشہ کے لئے ہی ہوا ہو۔ کیونکہ اتنی بلندی سے ایک زخمی آدمی کا گر کر بچ جانا تقریباً ناممکن ہی تھا

پھر یک دم جیسے تمام ایئرپورٹ بھونچال کی زد میں آ گیا ہو۔ لوگ چیخ پڑے کیپٹن فیاض اور انٹیلی جنس کے دوسرے آدمی جیپ کی طرف لپکے۔

"گولی مار کر ٹائر پھاڑ دو"

فیاض نے چیخ کر حکم دیا

اور پھر بیک وقت کئی گولیاں جیپ سے جا ٹکرائیں مگر اضطراب اور افراتفری میں کوئی بھی گولی نشانے پر نہ لگی اور جیپ تیزی سے گیٹ کراس کرتی ہوئی دائیں طرف مڑ گئی۔

پھر ایئرپورٹ پر کھڑی ہوئی دوسری گاڑیاں سٹارٹ ہوئیں اور انٹیلی جنس کے افراد ان گاڑیوں پر سوار تیزی سے عمران کی جیپ کے پیچھے چل پڑے۔

کیپٹن شکیل چند لمحوں تک تو حیرت کی زیادتی سے سُن اپنی جگہ کھڑا رہا، اس کے تصور میں بھی نہیں آ رہا تھا کہ حالات یوں پلٹ جائیں گے اور جب اسے ہوش آیا تو عمران کی جیپ پر فائر ہو رہے تھے مگر عمران کی جیپ نکل چکی تھی وہ بھلا کیا کر سکتا تھا اس لئے خاموشی سے کھڑا رہا پھر وہ سوچ رہا تھا کہ عمران نے یہ سب کچھ کیوں کیا۔ کیا وہ پاگل ہو چکا تھا۔ یا دشمنوں سے مل چکا تھا مگر یہ دونوں باتیں ہی ناممکن تھیں اور پھر اس تمام واقعے کی وجہ اور یہی ایسی الجھن تھی جس کا حل کسی صورت میں نہیں مل رہا تھا۔

وزیر صنعت کے گرد تمام اعلیٰ حکام ہکا بکا کھڑے تھے لیکن کیپٹن شکیل نے دیکھا کہ سر سلطان کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں ان کی آنکھوں سے انتہائی الجھن آشکارا تھی۔ سر رحمان کا چہرہ غصے کی شدت اور انتہائی خجالت کے احساس سے سرخ ہو رہا تھا کیونکہ سب کی زبان پر عمران کا نام تھا اور وہ نالائق عمران انہی کا بیٹا تھا۔

"عمران کو یہاں گھسنے کس نے دیا تھا؟"

سر رحمان نے غصے سے کانپتی ہوئی آواز میں قریب کھڑے سر سلطان سے سوال کیا۔

"وہ ایکسٹو کے نمائندے کی حیثیت سے اس کیس کا انچارج تھا۔"

سر سلطان نے مدھم سے لہجے میں جواب دیا۔

ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ یہاں پیش آنے والے واقعہ کے لئے اپنے آپ کو مجرم سمجھ رہے ہوں۔

اتنے میں ایمبولینس وہاں پہنچ گئی اور پھر غیر ملکی وزیر صنعت کی لاش وہاں

سے لے جائی جانے لگی۔

"ایکسٹو دنیا کا احمق ترین انسان ہے جس نے اس پاگل کو انچارج بنا دیا۔"
سر رحمان کا غصہ قابل دید تھا۔

اب بھلا سر سلطان اس بات کا کیا جواب دیتے وہ خاموشی سے تھکے تھکے قدموں سے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔

انٹیلی جنس کی کاریں جب مین گیٹ سے نکل کر بائیں طرف مڑیں تو انہیں دور جاتی ہوئی جیپ نظر آئی۔

جیپ کی رفتار انتہائی حد تک تیز تھی۔ انہوں نے بھی کاروں کی رفتار بڑھا دی۔

جیپ جلد ہی ایک موڑ مڑ کر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی اور پھر جب ان کی کاریں اس موڑ پر پہنچیں تو فضا میں ٹائروں کی چیخیں گونج اٹھیں سڑک کے کنارے پر جیپ رکی ہوئی تھی۔

جیسے ہی کاریں رکیں وہ سب ہتھیار سنبھال کر تیزی سے نیچے اترے اور پھر انہوں نے جیپ کے گرد گھیرا ڈال لیا۔

مگر جیپ خالی تھی اس میں کوئی ذی روح موجود نہیں تھا۔

ان سب کی گردنیں تیزی سے ادھر ادھر مڑنے لگیں اور پھر وہ سب چاروں طرف پھیلتے چلے گئے۔

جس جگہ جیپ رکی ہوئی تھی۔ وہاں دائیں طرف درختوں کا گھنا ذخیرہ تھا اور بائیں طرف ایک رہائشی کالونی

انٹیلی جنس کے افراد نے ذخیرے کا ایک ایک درخت چھان ڈالا اور کالونی کے تقریباً ہر گھر کی تلاشی لے ڈالی مگر عمران تو یوں غائب ہو گیا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

آخر تھک ہار کر وہ جیپ لئے واپس لوٹ گئے۔
عمران بجانے کہاں غائب ہو چکا تھا۔

صدر مملکت کا چہرہ غصے کی زیادتی سے کالا پڑ چکا تھا اور سامنے بیٹھے ہوئے سر سلطان چوروں کی طرح نظریں جھکائے ہوئے تھے۔

"سر سلطان وہی ہوا جس کا مجھے خدشہ تھا ہمارے ملک کا اب خدا حافظ ہے۔ وہ دوست ملک جس کا وزیر صنعت اس بے دردی سے قتل کر دیا گیا ہے۔ اب ہمارے خلاف ہو گیا ہے اور اس نے ہمارے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع کرنے کی دھمکی دی ہے۔ بہرحال سفارتی تعلقات تو شاید ختم ہوں یا نہ ہوں ہماری تمام اقتصادی اور فوجی پروگرام اس نے روک دیئے ہیں۔ اور آپ کو علم ہے۔ ہمارے آئندہ پنج سالہ منصوبے کا تمام تر انحصار اسی ملک پر تھا۔ تیل کی تلاش اسی ملک کے ماہرین کر رہے تھے اور ہم کامیابی کے قریب تھے کہ اب اس نے ہاتھ روک دیا فولاد کے تین کارخانے جو وہ ملک ہمیں لگا کر دے رہا تھا روک دیئے گئے ہیں۔ اگر فولاد کے کارخانے لگ جاتے تو ہمارے ملک کی معیشت میں انقلاب آجاتا۔ تیل نکل آتا تو ہمارے تمام دلدر دور ہو جاتے اور اس کے

علاوہ وہ ایٹمی منصوبہ بھی دھرے کا دھرا رہ گیا جو ہم اس دوست ملک کی مدد سے مکمل کر رہے تھے اب تبلائیں کیا کروں۔"

صدر مملکت نے بے بسی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا

"مگر جناب اس واقعے کا اتنا شدید ردعمل کیسے ہو سکتا ہے یہ مجرموں کی گہری سازش معلوم ہو رہی ہے کم از کم ہمیں تحقیقات تو کر لینے دیں وہ تو ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے اس بات پر تلے بیٹھے تھے کہ کب ان کا وزیر صنعت قتل ہو اور کب وہ یہ تمام مراعات واپس لیں۔"

سرسلطان نے قدرے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"آپ نہیں جانتے سرسلطان ان کے وزیر صنعت ان کی مرکزی پارٹی کے کتنے اہم رکن تھے اور ان کے ملک کا اعلیٰ ترین دماغ، یہ وہی وزیر صنعت تھے جنہوں نے اپنی ذہانت سے بھرپور منصوبوں سے اس ملک کو دنیا کی عظیم طاقت بنا دیا تھا وہ ہمارے فائدے کے لئے یہاں آئے تھے اور ہم نے ان کی حفاظت کی مکمل ذمہ داری لی تھی۔"

صدر مملکت نے غصے سے بھرپور لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب مگر ہم نے جان بوجھ کر تو ان کو قتل نہیں کیا۔ ہم اپنے پیروں پر آپ کلہاڑی کیسے مار سکتے تھے۔ کم از کم اتنا تو ان کو سوچنا چاہئے۔"

سرسلطان نے جواب دیا

"اس سے ان کو کوئی مطلب نہیں کہ ہم نے انہیں جان بوجھ کر مارا یا نہیں۔ بہر حال ہم نے حفاظت کی ذمہ داری لی تھی اور ہم اس ذمہ داری کو نبھا نہیں سکے۔ چنانچہ ہمیں عبرتناک خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔"

صدر مملکت نے جواب دیا۔

اب بھلا سرسلطان کیا جواب دیتے، خاموش ہو رہے۔

صدر مملکت کرسی سے اٹھے اور کمرے میں بے چینی سے ٹہلنے لگے ان کے چہرے پر ایک رنگ آتا تھا ایک جاتا تھا۔

وہ کسی گہری کشمکش کا شکار ہو گئے تھے کبھی ان کا چہرہ چمک اٹھتا اور کبھی اس پر مایوسی کی تہہ جم جاتی۔

سرسلطان خاموشی سے بیٹھے انہیں دیکھ رہے تھے کمرے میں مسلط خاموشی بڑی مافوق الفطرت محسوس ہو رہی تھی، ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی بہت بڑا طوفان آنے والا ہو۔

ماحول کو محسوس کر کے سرسلطان کے جسم میں سردی کی تیز لہریں دوڑ رہی تھیں

"یہ عمران کو آخر کیا سوجھی۔"

اچانک صدر مملکت نے رک کر سرسلطان سے سوال کیا۔

ان کے چہرے پر تذبذب کے آثار نمایاں تھے۔

"میرا اب بھی یہی خیال ہے کہ وہ عمران نہیں تھا بلکہ اس کے میک اپ میں کوئی اور تھا اور یہ سب کچھ عمران کے خلاف کسی گہری سازش کا نتیجہ ہے۔"

ان کی آواز واضح طور پر لرز رہی تھی

"ناممکن یہ کارستانی عمران کی ہی ہو گی۔ اگر وہ عمران نہ ہوتا تو کم از کم اسے کوئی نہ کوئی پہچان ضرور لیتا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران کے ساتھ وہ وہاں رہا ہے اس کے والد سر رحمان نے اسے دیکھا، آپ خود وہاں موجود تھے۔ اسے گولی چلاتے سب نے دیکھا ہے اب بھی آپ نہ مانیں تو یہ آپ کی زیادتی ہے۔"

صدر مملکت نے زوردار لہجے میں جواب دیا۔

"جناب آج کل زمانہ بہت ایڈوانس ہے مکمل ترین میک اپ ناممکن نہیں

یہ مجرموں نے شاید پہلے سے پلان بنایا ہوا تھا۔"
سر سلطان عمران کو بچانے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔
"خیر جو کچھ بھی ہو بہر حال ایکسٹو کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اگر بعد میں عمران نے
اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کر دیا تو میں اس کا عہدہ بحال کر دوں گا۔ فی الحال میں نے
فیصلہ کر لیا ہے کہ ایکسٹو کو برطرف کر دیا جائے۔"
صدر مملکت کرسی پر بیٹھ گئے۔
اب ان کے چہرے سے تذبذب کے آثار ختم ہو چکے تھے کیونکہ اتنی دیر کی کشمکش
کے بعد وہ حتمی فیصلے پر پہنچ چکے تھے۔
"سر آپ اتنی جلدی فیصلہ مت دیں، ایکسٹو کا وجود ہمارے ملک کے لئے
نعمت ہے اور اگر ایک بار ہم نے اس نعمت کو اپنے ہاتھ سے کھو دیا تو پھر شاید
ساری عمر ہاتھ ملتے رہیں گے۔"
سر سلطان نے مضبوط لہجے میں جواب دیا
"نہیں یہ جذباتی فیصلہ نہیں بلکہ میں نے یہ فیصلہ سوچ سمجھ کر کیا ہے اور اب میں
اپنا فیصلہ کسی قیمت پر تبدیل نہیں کر سکتا۔"
صدرِ مملکت نے بھی جواباً مضبوط لہجے میں جواب دیا۔
"اگر ایسی بات ہے تو میں بطور احتجاج استعفیٰ دیتا ہوں۔"
سر سلطان بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔
صدر مملکت ایک لمحے تک بغور سر سلطان کو دیکھتے رہے۔ پھر انہوں نے
پُر اعتماد لہجے میں جواب دیا۔
آپ کی ہمارے ملک کو بے حد ضرورت ہے مگر آپ چونکہ اپنا استعفیٰ
میرے فیصلہ کو تبدیل کرانے کے لئے دے رہے ہیں تو آپ کو مایوسی ہو گی، آپ

استعفیٰ دے دیجئے میں اسے قبول کر لوں گا مگر میں اپنا فیصلہ تبدیل نہیں کر
سکتا۔"
صدر مملکت کو بھی شاید غصہ آ گیا تھا۔
"بہتر جیسے آپ کی مرضی۔ آپ مجھے اجازت دیجئے، میرا استعفیٰ آپ کے پاس
جلد پہنچ جائے گا۔"
سر سلطان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔
"آپ بیٹھیں میں نے آپ سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں۔"
صدر مملکت نے سر سلطان کو بیٹھنے کی ہدایت کرتے ہوئے انتہائی نرم لہجے میں
کہا۔"
سر سلطان مجبوراً بیٹھ گئے۔
"آپ کی کیا رائے ہے۔ عمران کی بطور ایکسٹو علیحدگی کے بعد کس کو ایکسٹو کے
عہدے پر تعینات کیا جائے۔"
صدرِ مملکت نے سوال کیا۔
سر سلطان چند لمحے خاموش رہے پھر انہوں نے جواب دیا
"صدر محترم اگر آپ فیصلہ کر ہی چکے ہیں تو پھر آپ صفدر کو یہ عہدہ دے
دیں۔ ایکسٹو کی ٹیم میں وہ سب سے زیادہ ہوشیار، ذہین اور سینئر آدمی ہے۔"
سر سلطان نے جواب دیا
"ٹھیک ہے ویسے اس مسئلے کا ایک اور حل بھی نکل سکتا ہے۔"
سر سلطان اچانک کسی خیال پر چونک کر بولے
"وہ کیا۔"
صدر مملکت نے سوال کیا۔

"عمران نے بطور ایکسٹو اپنا رول ادا کرنے کے لئے ایک اور آدمی کو بیک گراؤنڈ میں رکھا ہوا تھا اس کا کوڈ نام بلیک زیرو ہے۔ عمران کی غیر موجودگی میں بطور ایکسٹو وہ ٹیم کو ہینڈل کرتا تھا۔ کیوں نہ عمران کی بجائے اسے باقاعدہ طور پر ایکسٹو نامزد کر دیا جائے۔ اس طرح ایکسٹو کا بھرم بھی رہ جائے گا اور کام بھی بخوبی چلتا رہے گا۔"
سر سلطان نے تجویز پیش کی۔
"مگر اس آدمی کی قانونی حیثیت کیا ہے۔"
صدر مملکت نے سوال کیا۔
"قانونی حیثیت تو کچھ نہیں کیونکہ پرسنل لیول پر اسے رکھا ہوا تھا ویسے اس سے فرق بھی کیا پڑتا ہے۔ اگر آپ میری تجویز مان لیں تو پھر میں استعفیٰ نہیں دوں گا۔"
سر سلطان نے ساتھ ساتھ لالچ بھی شامل کر دیا
"نہیں میں غیر قانونی کام نہیں کروں گا اور دوسرا میں عمران سے متعلق کسی بھی آدمی کو اس سیٹ پر نہیں دیکھنا چاہتا اس لئے صفدر ٹھیک رہے گا اور رہا آپ کا استعفیٰ تو میں آپ سے ذاتی طور پر آخری بار اپیل کروں گا کہ آپ قومی مفاد کے پیش نظر استعفیٰ نہ دیں۔"
صدر مملکت نے جواب دیا۔
"نہیں جناب میرا فیصلہ اٹل ہے اور پھر آپ کے کہنے کے مطابق بہر حال میرا بھی عمران سے گہرا تعلق تھا۔ اس لئے میں مجبور ہوں۔"
سر سلطان پر بھی شاید ضد کا بھوت سوار ہو گیا تھا اس لئے وہ بھی اڑ گئے تھے۔
"ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔ بہر حال جب تک آپ کا استعفیٰ منظور نہ ہو جائے آپ ڈیوٹی پر ہیں، میرے آرڈرز بھی آپ کو پہنچ جائیں گے۔ آپ صفدر کو نئے عہدے کی اطلاع دے دیں۔ اور اب اس کا عہدہ ایکسٹو کی بجائے ایکس تھری ہوگا۔ وہ سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کا چارج سنبھال کر مجھے براہ راست رپورٹ کرے۔ اور اس کے ساتھ ہی میرا یہ آرڈر بھی پہنچ جائے کہ سیکرٹ سروس کا چارج اب براہ راست میرے پاس رہے گا۔"
صدر مملکت نے آرڈرز دے دیئے
"بہتر جناب"
سر سلطان نے اٹھتے ہوئے کہا
ان کے چہرے پر مایوسی کے گہرے آثار تھے۔
اور پھر صدر مملکت نے انہیں سر کے اشارے سے جانے کی اجازت دے دی اور سر سلطان سر جھکائے تھکے تھکے قدم اٹھاتے کمرے سے باہر چلے گئے۔

یہ عمارت تین منزلہ تھی اور شہر سے قدرے باہر ایک سڑک کے کنارے تھی اس میں عموماً غیر ملکی کمپنیوں کے دفاتر تھے سڑک دن کے وقت تو خاصی مصروف رہتی تھی مگر رات کو اکا دکا ٹریفک ہی یہاں سے گزرتی تھی۔
اس وقت تقریباً آدھی سے زیادہ رات گزر چکی تھی جب سپر کلاتھ فیکٹری کا ٹرک میلے کپڑوں کے ڈھیر لادے شہر سے باہر موجود واشنگ فیکٹری کی طرف جا رہا تھا جیسے ہی وہ ٹرک اس عمارت کے نیچے سے گزرا تقریباً اسی لمحے اس عمارت

کی دوسری منزل سے عمران سر کے بل نیچے گرا۔ اور دوسرے لمحے وہ سیدھا میلے کپڑوں کے ڈھیر میں دھنستا چلا گیا۔

ٹرک کافی تیز رفتاری سے چلا جا رہا تھا میلے کپڑوں کی وجہ سے ٹرک ڈرائیور کو شاید احساس ہی نہیں ہوا کہ کوئی آدمی ان کے پچھلے حصے میں گرا ہے۔ عمران بے ہوش ہو چکا تھا میلے کپڑوں میں دھنس کر وہ چوٹ سے بچ گیا مگر اسے ہوش نہ آسکا۔

جیسے ہی عمران کمرے سے باہر نکلا وہ دونوں نقاب پوش تیزی سے دروازے کی طرف لپکے ان دونوں کے انداز میں ضرورت سے زیادہ تیزی تھی اس لئے وہ صحیح اندازہ نہ کر سکے اور دروازے کے درمیان ہی دونوں آپس میں ٹکرا گئے ٹکر خاصی زوردار تھی وہ دونوں ہی دروازے میں گر گئے

"بہت تیرے کی وہ نکل جائے گا"

نارمن نے جھنجھلا کر کہا۔

اور پھر وہ دونوں تیزی سے اٹھے اور جب وہ گیلری میں پہنچے تو گیلری سنسان پڑی تھی۔

نارمن نے نیچے سڑک پر جھانکا مگر ٹرک عمارت کے قریب سے موڑ مڑ کر غائب ہو چکا تھا۔ اس لئے سڑک بھی سنسان پڑی تھی۔

"کمال ہے۔ یہ کہاں غائب ہو گیا"

ہارڈی نے حیرت سے کہا۔

اور پھر ان دونوں نے ساری عمارت چھان ماری انہوں نے سڑک اور اس کے آس پاس کی زمین بھی اچھی طرح چیک کی۔ مگر عمران وہاں ہوتا تو انہیں ملتا عمران تو عمارت سے کافی دور کپڑوں کے ڈھیر پر بے ہوش پڑا واشنگ فیکٹری کی طرف سفر کر رہا تھا۔

عمران کو جب ہوش آیا تو چند لمحوں تک وہ خالی خالی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتا رہا اس کے دماغ میں دھند سی چھائی ہوئی تھی اور ٹرک کے چلنے کی وجہ سے ہلکے ہلکے ہچکولے اسے یوں محسوس ہو رہے تھے جیسے وہ بادلوں میں تیر رہا ہو۔

پھر برق کے کوندے کی طرح پچھلے تمام واقعات اس کے ذہن میں آگئے اور دوسرے لمحے وہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔

گہرے اندھیرے کی وجہ سے چند لمحوں تک وہ یہ اندازہ ہی نہ لگا سکا کہ وہ کہاں ہے۔ پھر جب آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو گئیں تو اسے پتہ چلا کہ وہ ایک ٹرک میں کپڑوں کے ڈھیر پر بیٹھا ہوا ہے وہ قدرت کی اس کرم نوازی پر بے اختیار مسکرا پڑا۔ اسے اندازہ ہو گیا کہ جب وہ ریلنگ ٹوٹی ہونے کی وجہ سے نیچے گرا تھا تو بجائے سڑک پر گرنے کے ٹرک میں آگرا ہو گا اور یہ محض اتفاق تھا کہ اس کی جان بچ گئی ورنہ اس دفعہ بچ جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا جسم میں درد کی ٹیسیں بدستور موجود تھیں مگر ان میں اب وہ پہلے کی سی شدت باقی نہیں رہی تھی۔

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر اس نے ٹرک کی باڈی سے باہر جھانک کر دیکھا اور دوسرے لمحے اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ کون سی جگہ پر ہے۔ ٹرک کی رفتار خاصی تیز تھی۔ اس لئے اس رفتار کے دوران نیچے کودنا زخمی ہونے کی صورت میں جان لیوا بھی ہو سکتا تھا۔

چنانچہ وہ موقع کا انتظار کرتا رہا اور جلد ہی اسے موقع مل گیا۔ ایک تنگ موڑ پر ٹرک کی رفتار جیسے ہی آہستہ ہوئی اس نے ٹرک سے چھلانگ لگا دی ایک ہلکے سے جھٹکے کے بعد وہ زمین پر کھڑا تھا اور ٹرک کی بیک لائٹیں

لمحہ بہ لمحہ اس سے دور ہوتی چلی جا رہی تھیں۔

اس نے طویل سانس لیتے ہوئے بھرپور انگڑائی لی۔ اب مسئلہ تھا واپس شہر پہنچنے کا اور اس جگہ کسی ٹیکسی وغیرہ کا ملنا تقریباً ناممکن تھا اور کوئی ذریعہ نہ دیکھتے ہوئے وہ پیدل ہی شہر کی جانب چل پڑا۔

اس کا دماغ مختلف خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ غیر ملکی وزیر صنعت کے متعلق تو اسے تبلا دیا گیا تھا کہ وہ قتل کئے جا چکے ہیں مگر مجرموں کی ایک بات اس کے ذہن میں الجھن پیدا کر رہی تھی کہ اسے قتل کرنے والا وہ خود تھا۔

اسے سر سلطان کی یہ بات بھی یاد آئی کہ اگر غیر ملکی وزیر صنعت قتل کر دیئے گئے تو ایکسٹو کو برطرف کر دیا جائے گا۔

اور وہ سوچ رہا تھا کہ اگر واقعی صدر مملکت نے دھی کیا جن کی انہوں نے دھمکی دی تھی تو بے شمار مسائل پیدا ہو جائیں گے اور دوسرا مجرموں کے ہاتھوں یہ سیکرٹ سروس کی عبرتناک شکست ہو گی۔ اور اس خیال کے آتے ہی اس کے دماغ میں غصے کی ایک شدید لہر سی دوڑ گئی۔

اگر ایسا ہوا تو وہ مجرموں سے عبرتناک انتقام لے گا۔ ایسا انتقام کہ جس کا وہ تصور بھی نہ کر سکیں۔

کافی دور تک چلنے کے بعد جیسے ہی وہ ایک موڑ مڑا اسے وہ عمارت سامنے نظر آ گئی جس سے وہ نیچے گرا تھا۔

ایک لمحے کے لئے وہ ٹھٹھک گیا کہ کہیں مجرم اس کی گھات میں نہ ہوں۔

مگر دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک نیا خیال آیا کہ کیوں نہ وہ مجرموں سے یہیں دو دو ہاتھ کر لے۔

ٹوٹی ہوئی ریلنگ سے وہ کمرہ پہچان چکا تھا۔

اس نے بے اختیار جیبیں تھپتھپا کر ریوالور کی موجودگی کا اندازہ کرنا چاہا مگر ریوالور تو پہلے ہی مجرم نکال چکے تھے۔

اس نے سر جھٹکا

اور پھر آگے بڑھ گیا

اندھیری رات میں وہ تاریکی کا ایک جزو معلوم ہوتا تھا بڑے محتاط انداز میں چلتا ہوا وہ بلڈنگ کی سیڑھیوں کے قریب پہنچا اور پھر ادھر ادھر دیکھ کر وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

بلڈنگ میں قطعی خاموشی تھی۔

ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے یہ بلڈنگ صدیوں سے ویران پڑی ہو۔ سیڑھیاں چڑھتا ہوا وہ سب سے پہلے اس کمرے کے سامنے پہنچا۔ کاریڈور میں بلی کی طرح دبے پاؤں چلتا ہوا وہ سب سے پہلے اس کمرے کے سامنے پہنچا جس میں اسے قید کیا گیا تھا۔ مگر کمرہ خالی تھا۔

دوسری منزل میں موجود باقی تمام کمرے بند تھے اور ان پر تالے لگے ہوئے تھے۔

ہر کمرے کے باہر مختلف دفاتر کی نیم پلیٹیں موجود تھیں صرف وہی کمرہ جس میں وہ قید تھا خالی تھا۔

اس پر کسی فرم کی پلیٹ موجود نہیں تھی۔ اس نے تمام بلڈنگ چھان ماری مگر کہیں بھی کسی آدمی کا نشان نہ ملا۔

وہ حیران تھا کہ اتنی بڑی بلڈنگ میں کوئی دربان تک نہیں ملا۔ یہ ایک غیر معمولی بات تھی۔

مگر ظاہر ہے غیر معمولی بات صرف سوچنے سے تو معمولی نہیں بن سکتی۔

جب وہ نیچے اترا تو اسے اس غیر معمولی بات کا حل بھی مل گیا۔
بلڈنگ کے دوسرے کونے کے پاس اسے دربان بھی فرش پر پڑا مل گیا۔
اس کے ہاتھ پیر باندھ دیئے گئے تھے منہ میں کپڑا ٹھنسا ہوا تھا اور وہ بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

شاید اس کے سر پر چوٹ لگائی گئی تھی۔

"ہونہہ تو اس کا مطلب ہے مجرموں نے یہ بلڈنگ ہنگامی طور پر استعمال کی تھی۔"

عمران نے سوچا۔

اور پھر دربان کے ہاتھ پیر کھول دیئے اس نے اس کے منہ سے کپڑا بھی نکال لیا لیکن دربان کو ہوش میں لے آنے کی اس نے ضرورت نہ سمجھی

اور خود وہ آگے بڑھ گیا یہ بلڈنگ بذاتِ خود شہر سے کافی دور تھی اور رات کافی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ اس لئے یہاں سے بھی کسی ٹیکسی کے ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

وہ چلتا رہا چلتا رہا، متواتر چلتا رہا۔ اور پھر جلد ہی وہ شہر کی حدود میں داخل ہو گیا۔

پھر اسے جلد ہی ٹیکسی مل گئی اس نے دانش منزل کے قریب کا پتہ دیا اور پھر ٹیکسی کی سیٹ پر اطمینان سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اپنے فلیٹ پر جانے سے پہلے وہ دانش منزل جا کر حالات کا پتہ کرنا چاہتا تھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی اور بلیک زیرو نے چونک کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"

اس نے بھرائے ہوئے مگر انتہائی پروقار لہجے میں جواب دیا

"سلطان سپیکنگ"

دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"فرمایئے جناب میں بلیک زیرو بول رہا ہوں۔"

بلیک زیرو نے سر سلطان کی آواز سنتے ہی مودبانہ لہجے میں جواب دیا

"عمران کہاں ہے بلیک زیرو"

سر سلطان نے سوال کیا

ان کے لہجے میں عجیب سی یاس تھی

"معلوم نہیں جناب وہ ائیر پورٹ کے واقعے کے بعد سے غائب ہیں اور اب تک ان کا کوئی پتہ نہیں چل رہا۔"

بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں جواب دیا

"اس کا کوئی پیغام بھی نہیں آیا۔"

سر سلطان نے سوال کیا۔
"نہیں جناب میں خود بھی ان کے پیغام کے انتظار میں ہوں۔"
بلیک زیرو نے کہا
"عجیب چند آدمی ہے یہ۔ جانے اس کی عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ ملک میں اتنا بڑا واقعہ ہو گیا ہے۔ اور خود غائب ہے واقعی یہ لاپرواہ ہوتا جا رہا ہے۔"
سر سلطان غصے سے بڑبڑائے۔
"ایسی بات نہیں جناب عمران صاحب زندگی کی کسی بھی گھڑی میں لاپرواہ نہیں ہو سکتے۔ وہ ضرور کسی اہم کام میں مصروف ہوں گے۔"
بلیک زیرو نے عمران کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا۔
"ایسا بھی کیا اہم کام کہ وہ اطلاع بھی نہ دے سکے۔ یہاں ہم پر قیامت بیت چکی ہے اور وہ اہم کام میں مصروف ہے۔"
سر سلطان کا غصہ بدستور عروج پر تھا۔
"مجھے احساس ہے جناب غیر ملکی وزیر صنعت کا قتل ہماری خارجہ پالیسی میں دور رس نتائج کا انقلاب لے آئے گا ——"
بلیک زیرو نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔
"خارجہ پالیسی ہی نہیں ہماری داخلہ پالیسی پر بھی قیامت ٹوٹ چکی ہے۔"
سر سلطان نے بھرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا
اور بلیک زیرو یہ سن کر بے اختیار چونک پڑا
"کیوں کیا ہوا جناب"
اس نے حیرت سے بھرپور لہجے میں سوال کیا۔
"یہ پوچھو کیا نہیں ہوا۔ عمران نے بڑھاپے میں ہمیں یہ دن بھی دکھانا تھا۔"

سر سلطان نے جواب دیا۔
بلیک زیرو کی حیرت سر سلطان کے اس جواب سے اور بھی بڑھ گئی۔
"کیا میں تفصیلات پوچھ سکتا ہوں جناب"
بلیک زیرو نے انتہائی مودبانہ لہجے میں سوال کیا۔
"میں نے استعفیٰ دے دیا ہے۔"
سر سلطان نے جواب دیا۔
گو یہ ایک چھوٹا سا فقرہ تھا مگر بلیک زیرو کو ایسے محسوس ہوا جیسے کمرے میں ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔ حیرت کی شدت سے اس کے ذہن میں جھماکے سے ہونے لگے
"مگر —— کیا آپ صحیح کہہ رہے ہیں جناب۔"
بلیک زیرو حیرت کی شدت سے بوکھلا گیا تھا۔ اس لئے اس کی زبان میں لڑکھڑاہٹ آ گئی تھی۔
"مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں بلیک زیرو"
سر سلطان نے غصے بھرے لہجے میں جواب دیا۔
"اوہ معاف کیجئے صاحب اس اچانک خبر نے میرے اعصاب کو مفلوج کر دیا تھا۔ میں اپنے اس فقرے کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ مگر کیا میں اس کی وجہ جان سکتا ہوں۔"
بلیک زیرو جو اس اچانک اعصابی حملے سے اب سنبھل چکا تھا نے مودبانہ لہجے میں سوال کیا۔
"وجہ یہ ہے کہ صدر مملکت نے ایجنسی کو برطرف کر دیا ہے۔"
سر سلطان نے ایک اور انکشاف کیا
اور بلیک زیرو پہلے تو چند لمحے خالی الذہنی کی کیفیت میں ساکت بیٹھا رہا۔

اسے اس فقرے کی اہمیت سمجھ ہی نہ آسکی حیرت کی انتہائی زیادتی میں انسان کی عموماً ایسی حالت ہو جاتی ہے اور جب اس کے دماغ میں اس فقرے کی اہمیت اجاگر ہوئی تو اس کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ کر نیچے جا گرا۔ اسے یوں محسوس ہوا۔ جیسے کسی نے اسے پکڑ کر دس منزلہ بلڈنگ سے نیچے دھکیل دیا ہو۔

"یہ — یہ کیسے ہو سکتا ہے جناب"

جب اسے ہوش آیا تو اس نے دوبارہ ریسیور اٹھا کر کہا۔

"یہ ہو گیا ہے بلیک زیرو۔ صدر مملکت ضد پر اتر آئے ہیں۔ وہ کسی صورت میں نہیں مان رہے۔ چنانچہ میں نے احتجاجاً استعفیٰ دے دیا ہے انہوں نے میرا استعفیٰ قبول کر لیا ہے مگر اپنے فیصلے میں ترمیم نہیں کی"

سر سلطان کے لہجے میں ابھی تک جھلاہٹ موجود تھی۔

"یہ بہت برا ہوا جناب اور اس کے نتائج ملک کے حق میں انتہائی بھیانک نکلیں گے اس وقت ایکسٹو کی برطرفی جب کہ ہمارا ملک کسی گہری سازش کا شکار ہو چکا ہے صدر مملکت کی نادانی ہے"

بلیک زیرو کو اب غصہ آگیا تھا۔

"بہرحال میں اس کے سوا اور کیا کر سکتا تھا کہ استعفیٰ دے دوں۔ اور میں نے استعفیٰ دے دیا ہے میں نے تو اس بات کی تجویز بھی پیش کی تھی کہ وہ عمران کی بجائے تمہیں باقاعدہ طور پر ایکسٹو نامزد کر دیں تاکہ سیکرٹ سروس کا بھرم بھی برقرار رہے اور جب عمران اپنی بے گناہی ثابت کرے تو دوبارہ ایکسٹو ہو جائے اور کسی کو کانوں کان پتہ بھی نہیں چلے گا مگر وہ اس بات پر بھی رضامند نہیں ہوئے"

سر سلطان نے تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا

"اس کی بھی کوئی وجہ تو ضرور ہو گی"

بلیک زیرو نے پوچھا

"دراصل وہ اس کا ذمہ دار عمران ہی کو سمجھتے ہیں اس لئے وہ عمران سے متعلق کسی بھی آدمی کو اس سیٹ پر نہیں دیکھنا چاہتے"

سر سلطان نے جواب دیا

"پھر اب آئندہ کے بارے میں کیا پروگرام ہے"

بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ اب اچانک اعصابی دباؤ سے باہر نکل آیا تھا۔ اس لئے اس بار اس کا لہجہ قدرے مطمئن تھا۔

"صفدر کو ایکس تھری کا عہدہ دے دیا گیا ہے اب صفدر سیکرٹ سروس کا انچارج ہوگا۔ کل وہ چارج سنبھال لے گا اور اب سیکرٹ سروس کو وزارت خارجہ کی بجائے براہ راست صدر مملکت کے تحت کر دیا گیا ہے"

سر سلطان نے جواب دیا۔

"لیکن چارج کا کیا طریقہ ہوگا۔ کیا صفدر کو یہ بتا دیا گیا ہے کہ عمران ہی ایکسٹو تھا"

بلیک زیرو نے پوچھا

"نہیں یہ صفدر کو نہیں بتلایا جائے گا بلکہ اسے یہ کہا گیا ہے کہ ایکسٹو نے استعفیٰ دے دیا ہے اور تم صبح کو دانش منزل خالی کر دینا وہ خود ہی آکر چارج سنبھال لے گا"

سر سلطان نے جواب دیا

"ٹھیک ہے جناب میں رانا ہاؤس میں منتقل ہو جاؤں گا"

بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے اس لئے میں نے تمہیں تمام تفصیل بتا دی ہیں کہ جیسے ہی عمران آئے یا اس کا کوئی پیغام ملے اسے یہ تمام تفصیل بتلا دو اور اس کے ساتھ ہی رہو

طرف سے یہ پیغام بھی دے دینا کہ وہ مجھے پہلی فرصت میں ملے۔"
سر سلطان نے ہدایت دیتے ہوئے کہا
"بہتر جناب"
بلیک زیرو نے جواب دیا۔
"خدا حافظ"
سر سلطان نے کہا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا۔
بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا اور چند لمحوں تک خاموش بیٹھا رہا
اس کے ذہن میں عجیب سے خیالات گردش کر رہے تھے یہ اس کی زندگی میں پہلا موقع آیا تھا کہ ایکسٹو کو یوں معمولی سی بات پر برطرف کر دیا گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ عمران کا اس اطلاع پر کیا ردعمل ہوگا کبھی اسے خیال آتا کہ عمران کو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ ایکسٹو ہے یا نہیں۔ اور کبھی اسے خیال آتا کہ ہو سکتا ہے کہ عمران انتقام پر اتر آئے اور اس بات کا تصور کر کے ہی اس کی روح فنا ہو جاتی تھی کہ اگر عمران تخریب پر اتر آیا تو اب کون ہے جو اسے روک سکے چند لمحوں تک سوچنے کے بعد آخر وہ ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا اس نے یہی فیصلہ کیا کہ عمران کا جو بھی ردعمل ہو وہ بہرحال عمران کے ساتھ رہے گا بُرے میں بھی اور بھلے میں بھی اس نے اٹھ کر اپنے مخصوص کمرے سے ایسا تمام سامان اٹھا کر ایک پیٹی میں بند کرنا شروع کر دیا جس سے ان کی شناخت ہو سکتی تھی جو دانش منزل سے سرکاری طور پر وابستہ نہیں تھا۔
تقریباً دو گھنٹے کی مصروفیت کے بعد وہ تین بڑی بڑی پیٹیوں میں تمام غیر متعلقہ سامان پیک کر چکا تو اس نے باری باری پیٹی اٹھا کر مخصوص کمرے سے باہر برآمدے میں رکھ دی اور پھر خود رانا ہاؤس میں جوزف کو بلانے کے لئے

ٹیلی فون کرنے لگا
تقریباً آدھے گھنٹے بعد جوزف کار لے کر دانش منزل پہنچ گیا اور پھر اس نے وہ پیٹیاں اٹھا کر کار میں رکھنی شروع کر دیں۔
ابھی اس نے آخری پیٹی کار میں رکھی ہی تھی کہ اس نے عمران کو دیکھا۔ عمران کے سر پر اور سینے پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں اور وہ کافی سے زیادہ تھکا تھکا محسوس ہو رہا تھا۔
"کیا ہوا باس کس نے تمہیں زخمی کرنے کی جرأت کی مجھے بتاؤ باس نارگاڈ سیک مجھے بتاؤ میں اس کا خون پی جاؤں گا"
عمران کی حالت دیکھ کر جوزف کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں
"ارے تم خون کب سے پینے لگ گئے۔ بیٹے چھ بوتلیں شراب تو میں مہیا کر سکتا ہوں مگر چھ بوتلیں خون کہاں سے مہیا کروں گا۔ میرے جسم میں تو ایک بوتل خون بھی نہیں ہوگا"
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اس کے چہرے پر وہی ازلی حماقت کی تہہ چڑھی ہوئی تھی۔
"باس میری بات مذاق میں مت اڑاؤ تمہاری یہ حالت دیکھ کر میرا خون کھول رہا ہے"
جوزف نے جواب دیا
"مگر ابھی تو صبح کاذب کا وقت ہے۔ ابھی تمہاری یہ حالت ہے دن چڑھے جب ٹمپریچر بڑھے گا تو پھر........"
عمران نے کار کی ڈگی میں رکھی ہوئی پیٹیوں کو بغور دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"باس تمہاری مرضی تم مت بتلاؤ مگر باس میں خود اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔"
جوزف جانتا تھا کہ عمران سے اس کی مرضی کے بغیر بات اگلوا لینا بچوں کا کھیل نہیں۔
"یہ پٹیاں تم کہاں لے جا رہے ہو۔ کیا دانش منزل میں ڈاکہ ڈالا ہے۔"
عمران نے بغور جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ سنجیدگی سے پُر تھا۔
"نہیں باس مسٹر طاہر نے مجھے فون کر کے بلایا تھا اور یہ پٹیاں رانا ہاؤس پہنچانے کا حکم دیا ہے۔"
جوزف نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے تم جاؤ اور وہیں رہنا میں آج ہی وہاں آؤں گا۔"
عمران نے جوزف سے کہا اور خود مخصوص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔
جیسے ہی وہ مخصوص کمرے میں پہنچا بلیک زیرو اسے دیکھ کر استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا ٹیلی ویژن سکرین پر عمران کو دانش منزل میں داخل ہوتے وہ دیکھ چکا تھا۔
"ہیلو طاہر کیا دانش منزل میں بھوتوں نے بسیرا کر لیا ہے کہ تم یہاں سے منتقل ہو رہے ہو۔"
عمران نے مزاحیہ لہجے میں کہا اور ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا
"جی ہاں اب تو دانش منزل میں بھوتوں کا بسیرا ہی ہو گا۔"
بلیک زیرو نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔
"کیا ہوا بلیک زیرو کیوں مرچیں چبا رہے ہو۔"
عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا
"کیا نہیں ہوا صاحب یہ پوچھیں۔"
بلیک زیرو ابھی تک جھنجلایا ہوا تھا۔

"آخر کچھ بتلاؤ گے بھی یا یونہی تمہید باندھتے رہو گے۔"
عمران نے گہری سنجیدگی سے پوچھا۔
"سر سلطان صاحب نے استعفیٰ دے دیا ہے۔"
بلیک زیرو نے بھی سر سلطان کی طرف انکشاف کرتے ہوئے کہا۔
"ارے یہ کیوں۔"
عمران کے لئے بھی یہ خبر حیرت انگیز اور قطعی غیر متوقع ثابت ہوئی
"اس لئے کہ آپ کو بطور ایکسٹو برطرف کر دیا گیا ہے۔"
بلیک زیرو نے دوسرا انکشاف کیا
"تو اس سے سر سلطان کے استعفیٰ کا کیا جواز نکلتا ہے۔"
عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔ دوسرے انکشاف کا اس پر رتی برابر بھی اثر نہیں ہوا تھا کیونکہ جوزف کو پٹیاں لے جاتے دیکھ کر وہ پہلے ہی حالات کا اندازہ لگا چکا تھا
"آپ کو اس بات پر حیرت نہیں ہوئی۔"
بلیک زیرو نے حیرت سے پوچھا۔ عمران کا یہ اطمینان اس کی سمجھ سے باہر تھا۔
"بھائی آخر اس میں غصے والی کیا بات ہے میرے ایکسٹو نہ ہونے سے کون سی آفت ٹوٹ پڑے گی۔ میرے بجائے تم ایکسٹو بن جاؤ گے۔ بات تو وہیں رہے گی۔"
عمران نے اطمینان سے جواب دیا۔
"نہیں جناب صدر مملکت نے اس تجویز کو بھی رد کر دیا ہے۔ انہوں نے صفدر کو سیکرٹ سروس کا انچارج نامزد کیا ہے اور اسے ایجنسی تھری کا عہدہ دے دیا گیا ہے۔ آج نو بجے صفدر چارج سنبھال لے گا اور سیکرٹ سروس اب وزارت خارجہ کے تحت نہیں رہی۔ بلکہ اب صدر مملکت نے براہِ راست اس کا چارج سنبھال لیا ہے۔"
بلیک زیرو نے تفصیلات بتلائیں۔

تو ٹھیک ہے ہمارا ملک جمہوری ہے صفدر کا نمبر بھی آنا چاہیئے۔ بلکہ میرے خیال میں
صفدر کا چناؤ بطور ایکس ٹو بہت مناسب ہے۔"
عمران نے اطمینان سے بھرپور لہجے میں جواب دیا
اور بلیک زیرو عمران کے اس اطمینان پر بھونچکا رہ گیا۔ اتنے بڑے عہدے سے
یوں بے قصور علیحدہ ہونے کے باوجود عمران یوں مطمئن تھا جیسے اس نے کان سے
مکھی اڑا دی ہو اور بس۔
"مگر دیکھا جائے تو حق جولیا کا بنتا تھا۔"
بلیک زیرو نے کہا۔
"نہیں جولیا مونث ہے اور اگر جولیا کو بنایا جاتا تو تمام تبدیلی کرنا پڑتا پھر ایکس ٹو
کی بجائے وائی ون رکھنا پڑتا۔ اور میرے خیال میں ایکس کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔
وائی کا نمبر بعد میں آئے گا۔"
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا
"مگر کیا صفدر تمام حالات سے نمٹ لے گا؟"
بلیک زیرو نے سوال کیا۔
"کیوں نہیں" عمران جیسے دو ولیوں کی دعائیں جب صفدر کے ساتھ ہوں گی
تو پھر بیڑا پار ہی ہوگا۔"
عمران نے جواب دیا۔
تو کیا آپ صفدر کے ماتحت کام کریں گے؟
بلیک زیرو نے سوال کیا۔
"تو اس میں کیا حرج ہے پہلے میں جولیا کے ماتحت کام کرتا تھا اب صفدر کے
ماتحت کر لوں گا۔ صفدر تو بہرحال مذکر ہے۔ میں تو مونث کے ماتحت بھی کام کرتا رہا ہوں"
عمران نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی میں بھلا کیا کہہ سکتا ہوں۔"
بلیک زیرو نے جواب دیا۔ ظاہر ہے جب عمران نے ایکسٹو کے عہدے کی کوئی
پرواہ نہیں کی تو بلیک زیرو کیا کر سکتا ہے۔
"نہیں تم بہت کچھ کر سکتے ہو۔ تقریر کر سکتے ہو، گانا گا سکتے ہو۔ ڈانس کر سکتے ہو، ہنس
سکتے ہو۔ رو سکتے ہو۔ شادی کر سکتے ہو۔ بچے پیدا کر سکتے ہو۔ کیا نہیں کر سکتے؟"
عمران پھر پٹڑی سے اتر گیا۔
اور بلیک زیرو جھینپ کر خاموش ہو گیا۔
"سنو بلیک زیرو ہمیں عہدوں کا کوئی لالچ نہیں ہونا چاہیئے اصل بات ملک کے
مفاد میں کام کرنا ہے آزاد رہ کر کیا جائے یا کسی عہدے کے تحت کیا جائے ایک ہی
بات ہے عہدے تو آنے جانے ہیں اگر عہدوں کے بغیر ہم ملک کے مفاد میں کام نہیں
کر سکتے تو پھر ہمیں محب الوطن کہلانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ تم، میں اور ٹائیگر تینوں
مل کر آزادی سے مجرموں کو شکست دیں گے۔ کریڈٹ بے شک صفدر کے کھاتے
میں چلا جائے۔ آخر وہ ہمارا سب سے ذہین ممبر رہا ہے اس کا کریڈٹ ہمارا کریڈٹ ہے"
عمران نے اسے واضح طور پر تبلایا۔
اور بلیک زیرو حیرت سے عمران کو یوں دیکھنے لگا جیسے وہ آدمی نہ ہو کوئی
فرشتہ ہو۔
"اب تم رانا ہاؤس منتقل ہو جاؤ۔ تم نے یقیناً اپنی ذاتی چیزیں یہاں سے ہٹا
دی ہوں گی۔ میں صفدر کو جا کر اس کے نئے عہدے کی مبارک باد دیتا ہوں۔ پھر میں رانا
ہاؤس آکر مجرموں کے خلاف کام کرنے کا کوئی پلان مرتب کروں گا۔"
"آپ پہلے سر سلطان سے رابطہ قائم کر لیں کیونکہ انہوں نے یہ ہدایت دی تھی کہ

جیسے ہی عمران آئے ان سے پہلی فرصت میں مل لیں۔"
بلیک زیرو کو سر سلطان کی ہدایت کا خیال آ گیا۔
"میں ان سے مل لوں گا اور انہیں استعفیٰ واپس لینے پر مجبور کر دوں گا۔"
عمران نے جواب دیا۔
اور پھر اٹھ کھڑا ہوا اس کے چہرے پر پہلے سے زیادہ بشاشت تھی۔

ہارڈ نے رسیور رکھا اور پھر نارمن کی طرف گھوم گیا جو میز کی دوسری طرف بیٹھا اسے بغور دیکھ رہا تھا۔
"ایک تیر سے دو شکار ہو گئے۔"
اس نے مسکراتے ہوئے نارمن سے کہا۔
"کیا مطلب"
نارمن نے چونکتے ہوئے کہا۔
"اس دفعہ ہماری قسمت یاوری کر رہی ہے ابھی ابھی نمبر الیون نے اطلاع دی ہے کہ صدر مملکت نے ایکسٹو کو برطرف کر دیا ہے اور سیکرٹ سروس کے ایک ممبر صفدر کو ایکس ٹو کا عہدہ دے دیا گیا ہے وہ آج چارج سنبھال لے گا۔
اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہمارے پلان کے مطابق عمران کو بھی وزیر صنعت

کا قتل کر دانا چاہتا ہے اور ایکس ٹو کو عمران کی گرفتاری کا آرڈر بھی دیا جائے گا ادھر سیکرٹری خارجہ سر سلطان نے بھی استعفیٰ دے دیا ہے۔"
ہارڈ نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔
"ویری گڈ ، ویری گڈ۔ یہ تو ایک تیر میں تین شکار ہو گئے۔"
نارمن نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا۔
"ہاں تین ہی ہو گئے۔"
ہارڈ نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"دیکھا ہارڈ تم نے خواہ مخواہ اس ملک کی سیکرٹ سروس کو ہوا بنایا ہوا تھا۔ ہمارے ایک ہی ایکشن نے پوری سیکرٹ سروس کا پانسہ ہی پلٹ دیا ہے۔"
نارمن نے طنزیہ لہجہ میں کہا۔
"زیادہ خوش فہمی اچھی نہیں ہوتی نارمن۔ تمہیں عمران کے متعلق ہلکا سا اندازہ تو ہو ہی گیا ہے کہ وہ کس طرح شدید زخمی ہونے کے باوجود ہم دونوں کو جل دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اب آگے دیکھو کیا ہوتا ہے۔"
ہارڈ نے قدرے تلخ لہجے میں جواب دیا۔ شائد اسے نارمن کا طنزیہ لہجہ ناگوار گزرا تھا۔
"بہر حال ایکسٹو کا تو کانٹا نکل گیا اب رہ گیا عمران وہ بھی جلد ہی ہمارے ہتھے چڑھ جائے گا اور اس دفعہ تم دیکھنا کہ وہ خود ہمارے پیچھے سے نہیں نکلے گا۔ بلکہ اس کی روح ہی نکلے گی۔"
نارمن نے بھی سخت لہجے میں جواب دیا۔
"اب کیا پروگرام ہے باس نے تین مشن شروع کرنے کے احکامات دے دیئے ہیں۔"

ہارڈ نے موضوع کو ٹالتے ہوئے کہا ۔

" یہ مشن بھی جلد شروع ہو جائے گا ۔ ہمارے آدمی تیزی سے معلومات اکٹھی کرنے میں مصروف ہیں ۔ جیسے ہی معلومات مکمل ہو گئیں ہم پلان مرتب کر لیں گے ۔"

نارمن نے جواب دیا ۔

" بہرحال یہ ڈیوٹی تمہاری ہے کہ تم مین مشن کے لئے پلان مرتب کرو ۔ میں اس وقت سیکرٹ سروس کے نئے انچارج صفدر کی خبر لیتا ہوں میرا خیال ہے کہ میں صفدر کی بجائے اپنا آدمی فٹ کر دوں ۔"

ہارڈ نے خیال انگیز لہجے میں کہا ۔

" کیا مطلب کیا صفدر کی بجائے تم کسی اور کو ایکس ٹو کی سیٹ پر بٹھانا چاہتے ہو ؟"

نارمن نے چونک کر کہا ۔

" نہیں بلکہ میرا یہ خیال ہے کہ صفدر کو اغوا کر لیا جائے اور اس کے ایٹیک میک اپ میں ہمارا آدمی وہاں موجود ہو تاکہ ہم سیکرٹ سروس کی طرف سے قطعی بے پرواہ ہو جائیں گے اور دوسرا اس طرح ہم آسانی عمران پر بھی ہاتھ ڈال سکیں گے ۔ کیونکہ عمران کا وجود میری نگاہ میں زہریلے کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے ۔"

ہارڈ نے پوری تقریر کر ڈالی ۔

" تم تو عمران سے الرجک ہو گئے ہو ۔ تم نے دیکھا کہ میرے پلان کے تحت لیے کسی حقیر چوہے کی طرح پکڑ لیا گیا تھا ۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہماری معمولی سی غفلت کی وجہ سے وہ ہمارے ہاتھوں سے بچ کر نکل گیا ہے مگر اس بار جب وہ ہمارے ہاتھ آیا تو پھر وہ اتنی آسانی سے نہیں نکل سکے گا ۔ تمہیں میرے پلانوں پر اعتماد رکھنا چاہیئے ۔"

نارمن نے جواب دیا

" نارمن مجھے تمہاری ذہانت پر مکمل اعتماد ہے اور مجھے ہی کیا تمام دنیا کے افراد

نارمن کی ذہانت کے گن گاتے ہیں تمہارے مرتب کئے ہوئے پلان کبھی ناکام نہیں ہوئے تم ہماری تنظیم کے دماغ ہو اور باس تم پر بے پناہ اعتماد کرتے ہیں مگر چند افراد ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہر پلان کو الٹ دینے کے ماہر ہوتے ہیں اور عمران ایسا ہی آدمی ہے ۔"

ہارڈ عمران سے بری طرح متاثر تھا ۔

" ٹھیک ہے وقت آنے پر دیکھا جائے گا ۔ بہرحال تمہاری تجویز ٹھیک ہے تم ایکس ٹو کا بندوبست کر دو ۔"

نارمن نے جواب دیا ۔

" ٹھیک ہے میں چلتا ہوں اچھا بائی بائی ۔"

ہارڈ نے جواب دیا

اور پھر کمرے سے باہر نکل آیا ۔

سیڑھیاں اتر کر وہ نیچے مین روڈ پر آیا وہاں اس کی کار موجود تھی اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر سٹیرنگ پر بیٹھ گیا ۔ کار سٹارٹ ہو کر آگے بڑھ گئی ۔

مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی کار جب سرکلر روڈ پر پہنچی تو اس نے گھڑی میں وقت دیکھا اور پھر کار ایک نزدیکی فون بوتھ کے قریب روک دی ۔

کار سے اتر کر وہ فون بوتھ میں داخل ہوا ۔ اس نے جیب سے دو سکے نکالے اس میں ڈالے اور پھر نمبر گھما کر رسیور اٹھا لیا

" ہیلو "

دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی

" ہارڈ سپیکنگ "

بارڈ نے آواز کو جان بوجھ کر بھاری کرتے ہوئے کہا۔

"کوڈ"

دوسری طرف سے اسی لہجہ میں سوال کیا گیا

"ایکا"

بارڈ نے دہرایا

"ہاں"

دوسری طرف سے بھی جواب دیا گیا

"کیا رپورٹ ہے نمبر الیون؟"

بارڈ نے اس دفعہ سخت لہجے میں سوال کیا

"صفدر کو ایکس تھری کا عہدہ باقاعدہ طور پر دے دیا گیا ہے اور اسے عمران کی گرفتاری کا حکم بھی باقاعدہ طور پر دے دیا گیا ہے۔"

نمبر الیون نے رپورٹ دی

"یہ تو تم پہلے ہی بتلا چکے ہو، مجھے ایکس تھری کا پتہ چاہئیے۔"

بارڈ نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیا۔

"ایکس تھری کا فلیٹ رائبسن روڈ پر ہے فلیٹ نمبر ۱۱۸۔"

نمبر الیون نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم باقی عمران کی رہائش گاہ کا پتہ چلاؤ۔"

بارڈ نے اسے ہدایت دی

"بہتر جناب"

نمبر الیون نے جواب دیا۔

اور بارڈ نے رسیور رکھ دیا اور پھر وہ فون بوتھ سے باہر نکل آیا۔

اب اس کی کار کا رخ رائبسن روڈ کی طرف تھا

جلد ہی وہ رائبسن روڈ پر پہنچ گیا

اس نے کار فلیٹ نمبر ۱۱۸ سے تھوڑی دور پہلے روک دی اور پھر خود اتر کر فلیٹ کی طرف چل پڑا۔

اس کی نظریں فلیٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ فلیٹ کی بیرونی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ فلیٹ کے قریب جا کر وہ رک گیا فلیٹ کے نیچے کوئی کار وغیرہ موجود نہیں تھی۔

اس نے ایک ستون کی آڑ میں ہو کر جیب سے ریڈی میڈ میک اپ باکس نکال کر میک اپ کیا۔ دائیں گال پر ایک مصنوعی مسہ اور ناک میں ایک چھوٹا سا سپرنگ اور گھنی مونچھیں لگانے کے بعد اس کی شکل بڑی حد تک بدل چکی تھی جیب سے اس نے زیرو نمبر کے شیشوں کی عینک نکال کر آنکھوں پر لگائی اور پھر وہ آہستگی سے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

سیڑھیوں پر چڑھنے سے پہلے اس نے ادھر ادھر دیکھا، مگر کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ پا کر وہ تیزی سے اوپر جانے لگا۔

مگر یہ اس کی خام خیالی تھی کہ اسے میک اپ کرتے یا اوپر جاتے کسی نے چیک نہیں کیا۔

جس وقت وہ میک اپ میں مصروف تھا عمران بھی فلیٹ سے قریب ہی ٹیکسی سے اترا تھا۔

اور پھر جیسے ہی عمران کی نگاہ اس پر پڑی وہ میک اپ کر چکا تھا۔ مگر عمران کے ذہن میں اس کا وجود کھٹک گیا۔ اسے اس کی حالت یاد آگئی جب وہ زخمی حالت میں دو نقاب پوشوں کا مقابلہ کر رہا تھا۔

اور پھر وہ بغور دیکھنے کے بعد اس کے ریڈی میڈ میک اپ کو پہچان

چکا تھا۔ اس لئے وہ فوراً ہی قریبی بک سٹال سے اخبار اٹھا کر پڑھنے لگا تھا اخبار کی آڑ میں اس کی تیز نظریں بارڈر پر جمی ہوئی تھیں۔

جب بارڈر سیڑھیاں چڑھ گیا تو اس نے مسکرا کر اخبار دوبارہ سٹال پر رکھ دیا

اور خود آگے بڑھ گیا

اس کا ارادہ فوری طور پر صفدر کے فلیٹ پر جانے کا نہیں تھا وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا فلیٹ کے سامنے سے گزر کر آگے بڑھ گیا اس کی نظریں ادھر ادھر بھٹک رہی تھیں۔

تھوڑی ہی دور ایک خالی کار سڑک کے کنارے کھڑی نظر آگئی وہ تیزی سے اس کار کی طرف بڑھ گیا۔

اور پھر اس نے اس کی باڈی پر ہاتھ رکھ کر دیکھا۔ کار کا انجن ابھی تک گرم تھا وہ مسکرایا اور پھر دوسرے لمحے اس کا ہاتھ جیب میں رینگ گیا۔

صفدر کی طبیعت رات سے کسلمندی کی طرف مائل تھی۔ اس کے دماغ میں خواہ مخواہ عجیب قسم کے خیالات گردش کر رہے تھے۔ دراصل ایئرپورٹ والے واقعے کے بعد ماحول پر کچھ عجیب قسم کی بے حسی سی طاری ہو گئی تھی جیسے کوئی بہت بڑا طوفان آنے والا ہے۔ کوئی آفت ٹوٹنے والی ہو۔ اس کی چھٹی حس اسے بار بار تنبیہ کر رہی تھی کہ کوئی انہونا واقعہ پیش آنے والا ہے۔ مگر وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ ایسا کون سا واقعہ پیش آنے والا ہے۔

اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ وہ سمجھ گیا کہ ایکسٹو کا ٹیلی فون ہوگا اس نے بڑی پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس صفدر سپیکنگ۔"

اس نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"سلطان سپیکنگ سیکرٹری وزارت خارجہ"

دوسری طرف سے سر سلطان کی پروقار آواز سنائی دی

"یس سر"

صفدر گھبرا گیا کیونکہ اس سے پہلے سر سلطان نے کبھی براہ راست ٹیلی فون نہیں کیا تھا

"مسٹر صفدر تمہارے لئے اہم خبر ہے"

سر سلطان کے لہجے میں سرسراہٹ تھی۔

"فرمایئے جناب"

صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ واقعہ جو اس کے لاشعور میں کھٹک رہا تھا۔ اب سامنے آنے والا ہے۔

"تمہیں سیکرٹ سروس کا نیا انچارج نامزد کر دیا گیا ہے۔"

سر سلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا کمرہ زلزلے کی زد میں آگیا ہو۔ یہ بات تو اس کے تصور میں بھی نہیں تھی

"کک کیا مطلب جناب۔ میں سمجھا نہیں۔"

صفدر بری طرح ہکلاتے ہوئے بولا۔ اس اچانک خبر نے اس کے اوسان خطا کر دیئے تھے۔

"تم اپنے اوسان بحال کرو۔ سیکرٹ سروس کے سربراہ کو اس طرح نہیں گھبرانا چاہیئے۔ ایکسٹو نے استعفیٰ دے دیا ہے اور صدر مملکت نے ان کا استعفیٰ قبول کر لیا ہے اور تمہیں سیکرٹ سروس کا نیا سربراہ نامزد کیا گیا ہے۔ تمہارا عہدہ ایکس ٹو ہی ہوگا۔ اور تم آج نو بجے دانش منزل کا چارج سنبھال لو گے۔ تحریری آرڈرز تمہیں دانش منزل میں مل جائیں گے۔"

سر سلطان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"مگر جناب یہ سب کچھ کیسے ہوگیا۔ ایکسٹو نے استعفیٰ کیوں دیا؟"

صفدر کی کچھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہے اور کیا نہ کہے۔

"ایئرپورٹ پر حالیہ قتل پر ایکسٹو نے استعفیٰ دے دیا ہے وہ اپنے فرائض کی بجا آوری میں ناکام رہے ہیں۔ اور ہاں اب سیکرٹ سروس وزارت خارجہ کے تحت نہیں ہوگی بلکہ اس کا چارج براہ راست صدر مملکت نے سنبھال لیا ہے۔ اب تمہارا تعلق براہ راست صدر مملکت سے ہوگا تم ابھی فون نمبر ۱۰۰۰ پر صدر مملکت سے رابطہ قائم کرو۔ مزید احکامات وہ تمہیں براہ راست دیں گے۔"

سر سلطان نے جواب دیا

اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔

صفدر نے بے جان ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر پٹکا اور سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

اس کا دماغ چکرا رہا تھا اسے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ابھی وہ بے ہوش ہو کر گر جائے گا ایکسٹو کا استعفیٰ اور اس کا یوں یکایک ایکس ٹو ہی بن جانا اس کے اعصاب کے لئے دھماکہ خیز ثابت ہوا۔

اچانک اس نے چونک کر رسیور اٹھایا اور پھر ایکسٹو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہوگیا۔

"ایکسٹو"

دوسری طرف سے ایکسٹو کی مانوس آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی

"صفدر سپیکنگ سر"

صفدر نے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"مسٹر صفدر سیکرٹ سروس کی سربراہی مبارک ہو"

ایکسٹو کا لہجہ بے حد نرم اور خوشگوار تھا۔

"سر میں نے آپ کو اس لئے فون کیا تھا کہ میں سیکرٹ سروس کی سربراہی نہیں سنبھالوں گا میں آپ کے تحت کام کرنے میں فخر محسوس کرتا ہوں"

صفدر کا لہجہ کافی حد تک گوگیر تھا۔

"جذباتی مت بنو صفدر۔ یہ ملکی فرائض کا معاملہ ہے اس میں جذبات کا کوئی دخل نہیں ہونا چاہیئے۔"

ایکسٹو نے اسے سرزنش کرتے ہوئے کہا۔

"مگر جناب میں اپنے آپ کو اس عظیم ذمہ داری کا اہل نہیں سمجھتا اس لئے میں مجبور ہوں"

صفدر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"نہیں مسٹر صفدر تمہیں ہر قیمت پر یہ ذمہ داری پوری کرنی ہوگی ہمارا ملک اس وقت ایک گہری سازش کا شکار بنایا جا رہا ہے اور تمہاری معمولی سی غفلت ملک کے لئے بھیانک نتائج پیدا کر دے گی"

ایکسٹو نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"مگر جناب گستاخی معاف اس وقت جبکہ ملک ان حالات سے دوچار ہے آپ کو ملک کے وسیع تر مفاد کی خاطر استعفےٰ نہیں دینا چاہئے تھا"

صفدر نے پہلی بار جرأت کر کے یہ فقرے کہہ دیئے۔ اس کا خیال تھا شاید اس طرح وہ ایکسٹو کو استعفےٰ واپس لینے پر مجبور کر دے گا۔

"صفدر یہ میرے ذاتی وقار کا مسئلہ ہے ویسے میں استعفےٰ دینے کے باوجود تم سے زیادہ دور نہیں رہوں گا جہاں بھی میری ضرورت ہوئی میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ پھر عمران بھی تمہارے ساتھ ہو گا اس لئے تمہیں زیادہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اپنی تمام تر دماغی اور جسمانی صلاحیتوں سے کام لے کر اس ذمہ داری کو نبھاؤ تاکہ کم از کم کوئی یہ نہ کہے کہ ایکسٹو کا انتخاب غلط نکلا"

ایکسٹو نے سخت لہجے میں جواب دیا

"اگر آپ میری مدد کا وعدہ کریں تو جناب میں مجبوراً یہ ذمہ داری قبول کر لوں گا"

صفدر کے لئے اب سوائے ہاں کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا۔

ٹھیک ہے تم ٹھیک نو بجے دانش منزل پہنچ جانا میں نو بجے سے پہلے دانش منزل خالی کر دوں گا، دانش منزل کے برآمدے میں تمہیں دانش منزل کے متعلق تمام تفصیلات کا چارٹ پڑا مل جائے گا"

ایکسٹو نے اسے آخری بار ہدایات دیں

"بہتر جناب"

صفدر نے نیم دلی سے جواب دیا

"ہاں اور سنو ایک بات میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ فرائض کی بجا آوری میں تم کسی کا لحاظ نہیں کرو گے۔ چاہے تمہیں میرے خلاف ہی کیوں نہ کام کرنا پڑے اصول پر سختی سے کاربند رہنا اور کسی قسم کی رو رعایت تمہاری سیٹ اور ملک کے لئے نقصان دہ ثابت ہو گی"

ایکسٹو نے اسے ہدایت کی۔

بہتر جناب آپ قطعی بے فکر رہیں میں اس سلسلے میں ہر ممکن کوشش کروں گا"

صفدر نے جواب دیا

"اچھا خدا حافظ مسٹر ایکس تھری"

دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا۔

اور رابطہ ختم ہو گیا

صفدر نے ریسیور رکھ دیا۔ وہ چند منٹ تک نئے اور پیش آنے والے واقعات کے متعلق سوچتا رہا۔ پھر اس نے ریسیور اٹھا کر سر سلطان کے بتلائے ہوئے نمبر گھمانے شروع کر دیئے اس کے ہاتھوں میں ہلکی سی لرزش تھی وہ زندگی میں پہلی بار براہ راست صدر مملکت سے رابطہ قائم کر رہا تھا چند لمحوں تک دوسری طرف سے گھنٹی بجتی رہی پھر رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو ہو از سپیکنگ"

دوسری طرف سے ایک انتہائی پروقار آواز صفدر کے کانوں سے ٹکرائی

"ایکس تھری"

صفدر نے انتہائی باوقار لہجے میں جواب دیا

"یس مسٹر ایکس تھری۔ پریذیڈنٹ فرام دس اینڈ"

صدر مملکت کی آواز اسے سنائی دی

"جناب سر سلطان نے مجھے آپ سے رابطہ قائم کرنے کی ہدایت کی تھی"

صفدر نے مردانہ مگر پروقار لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں مسٹر ایکس تھری تم نے سیکرٹ سروس کا باقاعدہ چارج سنبھال لیا ہے یا نہیں"

صدر مملکت نے جواب دیا۔

"نہیں جناب چارج سنبھالنے سے پہلے میں آپ سے رابطہ قائم کر رہا ہوں"

صفدر نے جواب دیا

"مسٹر ایکس تھری اب آپ ملک کی ایک انتہائی ذمہ دار پوسٹ پر کام کرنے والے ہیں۔ ملک کے تمام محکموں کو آپ سے ہر قسم کا تعاون کرنے کے آرڈر بھجوا دیئے گئے ہیں۔ ایئرپورٹ پر غیر ملکی وزیر صنعت کے قتل نے ہمارے ملک کو بڑے خطرناک بحران سے دوچار کر دیا ہے۔ تم نے اس سازش کے بخیئے ادھیڑنے ہیں تاکہ ملک کو آنے والے خطرات سے بچایا جاسکے"

صدر مملکت نے اسے ہدایات دیں

"بہتر جناب میں اپنی ہر ممکن کوشش کروں گا کہ اس سازش کا تار و پود بکھیر دوں"

صفدر نے جواب دیا

"سنو ایک خاص بات جو میں تمہیں کہنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ غیر ملکی وزیر صنعت کا قاتل عمران ہے۔ اور وہ اس قتل کے بعد سے اب تک مفرور ہے۔ تمہیں ہر قیمت پر اسے گرفتار کرنا ہے تاکہ اس پر مقدمہ چلا کر دوست ملک کو مطمئن کیا جاسکے یہ میرے آرڈرز ہیں"

صدر مملکت نے اسے حکم دیا

اور صفدر ایک بار پھر بوکھلاہٹ کا شکار ہو گیا۔ اسے پہلا فرض ہی انتہائی خطرناک سونپا گیا تھا۔

"مگر جناب ......"

صفدر نے شاید عمران کی حمایت میں کچھ کہنا چاہا۔

"مسٹر ایکس تھری اب آپ سیکرٹ سروس کے صرف ممبر نہیں بلکہ سربراہ ہیں اس لئے مجھے سوچ سمجھ کر بات کیا کریں۔ تمہیں عمران کو گرفتار کرنا پڑے گا۔ بعد میں اگر اس نے اپنی بے گناہی ثابت کر دی تو ٹھیک ہے لیکن فوری طور پر دوست ملک کو مطمئن کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کیونکہ قتل کی تمام رپورٹیں جو ملکی اور غیر ملکی اخبارات نے شائع کی ہیں ان میں واضح طور پر عمران کو مورد الزام ٹھہرایا گیا ہے اور دوست ملک کے سفارت خانہ نے عمران کی گرفتاری کے لئے ہم سے باقاعدہ طور پر درخواست بھی کی ہے اس لئے اس کا گرفتار ہونا ضروری ہے اگر تم اسے مجرم نہیں سمجھتے تو یہ تمہارا کام ہے کہ عمران کی گرفتاری کے بعد اصل مجرم کو گرفتار کر لو۔ لیکن پہلے عمران کو گرفتار ہونا چاہیے"

صدر مملکت نے اسے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب میں جلد ہی عمران کو گرفتار کر کے عدالت کے سامنے پیش کر دوں گا"

صفدر نے جواب دیا۔

صدر مملکت کی اس واضح ہدایت کے بعد اس کے لئے چوں چرا کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رہ گئی ہے۔

"ٹھیک ہے اب تم چارج سنبھالو اور کام شروع کر دو تمہیں سر سلطان نے تو بتلا دیا ہوگا کہ اب تمہارا ادارہ وزارت خارجہ کی بجائے براہ راست میرے تحت ہوگا۔ اس نمبر پر تم ہر وقت مجھ سے رابطہ قائم کر سکتے ہو"

"بہتر جناب"

صفدر نے جواب دیا

"اوکے"

صدرِ مملکت نے کہا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا۔

صفدر نے رسیور رکھا اور کچھ خاموش بیٹھا گہری سوچوں میں غرق ہو گیا۔ آج کا دن بھی اس کی زندگی کے لئے عجیب و غریب ثابت ہوا اس کی چھٹی حس جس انقلاب کے متعلق اسے بار بار احساس دلا رہی تھی وہ اس کے سامنے عجیب انداز میں واضح ہو گیا تھا۔ ایکسٹو کا استعفا۔ اس کا سیکرٹ سروس کا سربراہ مقرر ہونا اور پھر سب سے بڑی بات عمران کی گرفتاری کے احکام۔

اس نے فیصلہ کیا کہ ہرچہ بادا باد۔ بہرحال اسے دانش منزل جا کر چارج سنبھال لینا چاہئے تاکہ وہ مجرموں کے خلاف باقاعدگی سے کام شروع کر سکے۔

یہ فیصلہ کر کے وہ اٹھا اور ٹوائلٹ میں گھس گیا۔

جب وہ کپڑے تبدیل کر کے باہر نکلا تو باہر نکلتے ہی ٹھٹھک کر رک گیا۔ سامنے فلیٹ کے بیرونی دروازے پر ایک خاصا لحیم شحیم شخص ہاتھ میں ریوالور لئے کھڑا تھا

"مسٹر ایکس ٹھری اپنے ہاتھ خاموشی سے اونچے کر لو ورنہ ...."

نو وارد نے جس کے گال پر کافی بڑا مسّا تھا۔ گھنی مونچھیں اور نظر کی عینک لگائے وہ خاصا خطرناک معلوم ہو رہا تھا انتہائی سرد لہجے میں اسے حکم دیا۔

صفدر نے چونک کر ہاتھ اونچے کر لئے ابھی ابھی اسے خود اپنے ایکس ٹھری ہونے کی اطلاع ملی تھی اور یہ نو وارد اسے ایکس ٹھری کے نام سے پکار رہا تھا۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی کہ اتنی جلدی مجرموں کو اس کے ایکس ٹھری ہونے کا پتہ کیسے چل گیا

"تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو"

صفدر نے بڑے مطمئن لہجے میں اس سے پوچھا۔

"میں تمہیں ایکس ٹھری بننے کی مبارکباد دینے آیا ہوں۔ ہماری وجہ سے ہی تمہیں یہ منصب ملا ہے اس لئے میرا خیال ہے تم ہماری طرف ضرور دوستی کا ہاتھ بڑھاؤ گے"

نو وارد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور صفدر نے ہاتھ نیچے گرا دیئے

"نہیں تمہیں اپنے ہاتھ اونچے کر لو جب تک ہمیں تمہاری دوستی کا یقین نہ ہو جائے ہم تم پر اعتماد نہیں کر سکتے"

نو وارد کا لہجہ پہلے سے زیادہ سخت ہو گیا۔

"تم دوستی کا ہاتھ بھی بڑھا رہے ہو اور اعتماد بھی نہیں کرنا چاہتے۔ یہ کیا بات ہوئی"

صفدر نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کہتا ہوں ہاتھ اونچے کر لو۔ میرا نشانہ آج تک کبھی خطا نہیں ہوا"

نو وارد نے بات سنی ان سنی کرتے ہوئے بھیانک لہجے میں اسے حکم دیا۔

اور صفدر نے دوبارہ ہاتھ بلند کر لئے۔

"دیوار کی طرف منہ کر لو۔ جلدی کرو"

نو وارد نے اسے حکم دیا۔

صفدر نے خاموشی سے دیوار کی طرف منہ کر لیا وہ اپنے ذہن میں ایک فیصلہ کر چکا تھا۔

نو وارد احتیاط سے قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر جیسے ہی وہ صفدر کے قریب پہنچا اس نے اس کی بائیں جیب سے ریوالور نکال لینے کے لئے ہاتھ جیسے بڑھایا۔ صفدر پھرتی سے پلٹ پڑا اور دوسرے لمحے ہاتھ کی زوردار ضرب نو وارد کے ریوالور پر پڑی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا۔

مگر نو وارد بھی خاصا تیز نکلا۔ ریوالور تو اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا مگر بائیں ہاتھ کا مکہ اس نے پوری قوت سے صفدر کے پیٹ میں مار دیا۔ ضرب خاصی شدید تھی۔ صفدر لڑکھڑا کر دیوار سے جا لگا اور نو وارد نے بغیر کوئی وقت ضائع کئے صفدر

پر چھلانگ لگا دی۔ صفدر اب سنبھل چکا تھا چنانچہ وہ تیزی سے ایک طرف ہو گیا اور نووارد دیوار سے جا ٹکرایا اس نے بڑی پھرتی سے اپنے دونوں ہاتھ دیوار سے ٹیک دیئے تھے۔ ورنہ جس تیزی سے وہ دیوار کی طرف گیا تھا۔ اس کا سر ضرور پھٹ جاتا۔

دوسرے لمحے صفدر نے بھی بغیر وقت ضائع کئے بغیر کہنی کا زبردست وار اس کے پہلو میں کر دیا۔ اور وہ پہلو کے بل فرش پر جا گرا

پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھل کر اٹھتا۔ صفدر نے جیب سے ریوالور نکال لیا

"اب خاموشی سے اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ"

صفدر نے انتہائی سرد لہجے میں اسے حکم دیا۔

وہ اس کے قدموں کے قریب ہی پڑا تھا نووارد نے ہاتھ زمین پر ٹیکے اور پھر اٹھنے لگا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ کرب کے آثار تھے۔ کہ اسے کافی کاری خاصا زوردار تھا۔

صفدر اطمینان سے ریوالور لئے اس کے سر پر کھڑا تھا مگر دوسرا لمحہ صفدر کے لئے حیرت انگیز ثابت ہوا کیونکہ نووارد نے اٹھتے اٹھتے اچانک ایک جھٹکے سے صفدر کی ٹانگیں پکڑیں اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر سنبھلتا وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا اور صفدر اس کے سر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے بھی نکل گیا تھا۔

صفدر دوسری طرف گرتے ہی پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا اب وہ ایک بار پھر آمنے سامنے کھڑے تھے۔ نووارد کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ مگر صفدر کے چہرے پر اطمینان تھا جیسے وہ لڑ نہ رہا ہو بلکہ کسی بچے کو بہلا رہا ہو۔

نووارد نے صفدر کو ڈاج دینے کے لئے اچانک اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اور پھر انتہائی پھرتی سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی ضرب اس کے پہلوؤں میں مارنے

کی کوشش کی مگر صفدر بھلا اس سے ڈاج کب کھاتا تھا اور اس نے اچانک اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے ایک زوردار فلائنگ کک نووارد کے سینے پر پڑی اور وہ الٹ کر فرش پر جا گرا۔ صفدر بھی فلائنگ کک لگانے کی وجہ سے اس کی مخالف سمت میں گرا تھا۔ صفدر جس سمت میں گرا تھا۔ وہاں ایک چھوٹی تپائی پڑی ہوئی تھی۔ صفدر کا سر تپائی سے زوردار طریقے سے ٹکرایا اور صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی آنکھوں کے سامنے تارے ناچ گئے ہوں اس نے سر جھٹک کر اپنی اس کیفیت پر قابو پانا چاہا مگر اس وقت تک نووارد سنبھل چکا تھا۔ اس نے بوٹ کی ایک زوردار ٹھوکر صفدر کی ٹھوڑی پر ماری اور صفدر کا منہ گھوم گیا لیکن نادانستہ طور پر نووارد نے صفدر کے لئے یہ ٹھوکر مار کر اچھا ہی کیا کیونکہ ضرب کی شدت سے اس کے سامنے ناچنے والے ستارے یکدم غائب ہو گئے اور صفدر سانپ کی طرح لہرا کر ایک طرف ہو گیا نووارد نے صفدر کو دوسری بھرپور ٹھوکر مارنی چاہی مگر صفدر نے پھرتی سے اس کی ٹانگ پکڑ کر مروڑ دی اور نووارد الٹ کر فرش پر آرہا پھر صفدر پلٹ کر اس پر سوار ہو گیا اس نے پوری قوت سے ایک مکہ نووارد کی گردن پر مارا مگر نووارد کے جسم میں بھی بھینسے کی سی طاقت تھی۔ اس زوردار مکے کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ تیزی سے کروٹ بدل گیا اور دوسرے لمحے اس نے اوپر چڑھے ہوئے صفدر کے پیٹ میں ٹانگ اڑا کر زوردار دھکا دیا اور صفدر اس کے سر سے ہوتا ہوا دوسری طرف پڑے ہوئے صوفے پر جا گرا۔

نووارد تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ صفدر نے صوفے کے سپرنگوں سے فائدہ اٹھایا اور وہیں سے جمپ کر کے تیزی سے اٹھتے ہوئے نووارد پر آگرا اور وہ دونوں ایک بار پھر فرش نشین ہو گئے۔ دونوں تقریباً ایک دوسرے پر یکساں بھاری پڑ رہے تھے اس سے پہلے کہ نووارد اٹھ کر صفدر پر وار کرتا۔ سرسیڑھیوں پر قدموں کی چاپ سنائی دی اور نووارد نے دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی جیسے ہی

وہ دروازے کی قریب پہنچا دروازے ہی میں عمران کی صورت نظر آئی۔ نووارد اسے تیزی سے دھکیلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"ارے ارے کیا آفت آگئی؟"

عمران تیزی سے پلٹا

اسی لمحے نووارد کا پیر سیڑھی پر سے رپٹ گیا اور وہ قلابازیاں کھاتا ہوا سیڑھیوں پر سے ہوتا ہوا فرش پر جا گرا

"خبردار رک جاؤ"

عمران حلق کے بل چیخا مگر نووارد رکنے کی بجائے اٹھ کر بھاگ پڑا سڑک پر لوگ اسے یوں بھاگتا دیکھ کر رک گئے۔ نووارد تیزی سے بھاگتا ہوا ان میں مل گیا

"چلو چھوڑو بھاگ گیا تو بھاگنے دو"

عمران صفدر کا بازو پکڑ کر دوبارہ فلیٹ میں داخل ہو گیا۔ صفدر جو نووارد کے پیچھے لپکتا ہوا دروازے کی طرف آیا تھا۔ خاموشی سے عمران کے ساتھ واپس چلا گیا

"اوہ خاصی زوردار جنگ ہوئی ہے"

عمران نے کمرے کی حالت دیکھتے ہوئے کہا۔

اور صفدر خاموش کھڑا چند لمحوں تک بغور عمران کو دیکھتا رہا پھر ایک طویل سانس لے کر وہ اپنا ریوالور اٹھانے کے لئے مڑا۔

"ارے یہ کیا ہے"

عمران چونک کر اس طرف بڑھا جدھر فرش پر سرخ رنگ کا ایک کارڈ پڑا تھا صفدر کی نظریں بھی کارڈ پر پڑیں۔ اس نے لپک کر کارڈ اٹھانا چاہا مگر عمران اس سے پہلے کارڈ اٹھا چکا تھا۔

"ایکا ہان"

عمران کارڈ دیکھ کر بڑبڑایا۔ اس کے چہرے پر جوش کے آثار نمایاں تھے۔ تیز سرخ رنگ کے کارڈ پر سفید رنگ سے ایک دائرہ بنا ہوا تھا اور دائرے کے اندر لہراتے ہوئے سانپ کی تصویر تھی

"کیا مطلب"

صفدر نے چونک کر عمران سے پوچھا۔

"کس کا مطلب یار یہ مطلب پوچھنے والی بیماری تو وبائی صورت اختیار کرتی جا رہی ہے جس کو دیکھو مطلب پوچھ رہا ہے۔ میں یہ جاسوسی کا دھندا چھوڑ کر مطلب بتلانے کا مطب نہ کھول لوں خاصا منافع بخش کاروبار رہے گا"

عمران نے مسکراتے ہوئے کارڈ صفدر کے ہاتھ میں دے دیا۔

صفدر نے ایک لمحے کے لئے بغور کارڈ کی طرف دیکھا اور اسے لاپرواہی سے جیب میں ڈال لیا۔ اس نے اپنا اور نووارد کا دونوں ریوالور اٹھا کر جیبوں میں ڈالے اور عمران کی طرف گھوم گیا۔

"چلو دانش منزل چلتے ہیں"

صفدر نے گھمبیر آواز میں کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکا سا تحکم تھا۔

"کیوں کیا عقل خریدنے کی ضرورت پڑ گئی ہے"

عمران نے لفظ دانش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"تم چلو تو سہی ایک انتہائی ضروری کام ہے"

صفدر نے عمران کا بازو پکڑ لیا۔

"ارے ارے مجھے چھوڑو کیا اغوا بالجبر کا ارادہ ہے"

عمران نے چیخ کر کہا۔ اس کے چہرے پر حماقتوں کا سایہ کچھ زیادہ ہی گہرا ہو گیا تھا مگر صفدر نے اس کا بازو نہ چھوڑا اور وہ اسے تقریباً گھسیٹتا ہوا دروازے

سے باہر لے آیا۔

"ارے میرا بازو تو چھوڑو چھوڑو بھائی تم تو خواہ مخواہ ہی پر اتر آئے۔"

عمران نے کہا اور صفدر نے اس کا بازو چھوڑ دیا۔ عمران یوں بازو سہلانے لگا جیسے کسی نے بازو پر کاٹ کھایا ہو۔

صفدر نے فلیٹ کا دروازہ لاک کیا اور پھر خاموشی سے نیچے اترنے لگا اس کے چہرے پر شدید الجھن کے آثار نمایاں تھے۔ عمران اس کے پیچھے پیچھے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔

"کیا ایکسٹو نے طلبی کر لی ہے صفدر جو یوں بھاگے جا رہے ہو۔"

عمران نے پیچھے سے ہانک لگائی اور صفدر کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا وہ خاموش ہو گیا۔ وہ اپنے آپ کو عجیب سی الجھن میں گرفتار محسوس کر رہا تھا۔

نیچے جا کر صفدر نے گیراج سے موٹر سائیکل نکالی اور پھر خاموشی سے اسے سٹارٹ کر کے اس پر سوار ہو گیا۔

"بیٹھو جلدی کرو"

صفدر نے عمران کو پیچھے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"بھائی اگر ایکسٹو نے تمہاری پٹائی کرنے کے لئے طلبی کی ہے تو مجھے مت ساتھ لے جاؤ میں تو ویسے ہی کمزور دل آدمی ہوں میری تو لڑائی سے روح فنا ہو جاتی ہے کسی تگڑے سے آدمی کو امداد کے لئے ساتھ لے جاؤ جو ایکسٹو کا ہاتھ صحیح طریقے سے بٹا سکے۔"

عمران نے موٹر سائیکل پر بیٹھتے ہوئے کہا

اور صفدر نے صرف مسکرانے پر ہی اکتفا کیا۔

موٹر سائیکل کافی تیز رفتاری سے اڑی چلی جا رہی تھی۔ صفدر خاموش بیٹھا

کسی گہری سوچ میں غرق تھا

"آج کیا چپ شاہ کا روزہ رکھ لیا ہے یا پھر گفتگو کا بھی گورنمنٹ نے راشن کر دیا ہے۔"

عمران نے آگے ہو کر صفدر کے کان کے پاس ہانک لگائی۔

"خاموش بیٹھے رہو۔"

صفدر نے اچانک سخت لہجے میں کہا اور عمران نے یوں منہ بنا لیا جیسے نانی کی بجائے غلطی سے کونین کی گولی چبا ڈالی ہو۔

جلد ہی موٹر سائیکل دانش منزل کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ موٹر سائیکل کے رکتے ہی عمران اچھل کر اتر آیا۔ صفدر نے خاموشی سے موٹر سائیکل سٹینڈ کی اور پھر دانش منزل کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے گیٹ کے باہر لگے ہوئے ایک بٹن کو مخصوص انداز میں چار دفعہ دبایا۔ اور گیٹ کھلتا چلا گیا۔

صفدر واپس موٹر سائیکل کی طرف آیا۔ اس نے بغیر موٹر سائیکل سٹارٹ کئے اسے سٹینڈ سے اتارا اور پھر اسے دھکیل کر دانش منزل کے اندر لے گیا۔ اس نے موٹر سائیکل سٹینڈ پر کھڑا کیا اور پھر مڑ کر گیٹ بند کر دیا۔ عمران احمقوں کی طرح کھڑا آنکھیں جھپک رہا تھا جیسے اسے صفدر کی ان حرکات کا مطلب سمجھ نہ آ رہا ہو اس کے چہرے پر ایسے تاثرات واضح تھے جیسے وہ صفدر کی دماغی صحت کے لئے مشکوک ہو۔

"میرے ساتھ آؤ۔"

صفدر نے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا اور آگے عمارت کی طرف بڑھ گیا

"ارے ارے ایکسٹو مارے گا۔ بغیر پوچھے کیوں مکان میں جا رہے ہو مستورات

بس کھلبلی مچ جائے گی۔"

عمران نے یوں چیخ کر کہا جیسے واقعی صفدر کسی پردہ دار گھر میں بغیر اجازت داخل ہونے جا رہا ہو۔ صفدر خاموشی سے چلتا ہوا برآمدے میں آیا۔ برآمدے میں پڑے ہوئے پیپر سٹینڈ پر ایک سرخ رنگ کی فائل موجود تھی اس نے فائل اٹھائی اور اسے کھول کر مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔

عمران بھی اس کے قریب پہنچ کر وہ فائل دیکھنے میں منہمک تھا۔

"ارے یہ عمارت ہے یا بھوت خانہ۔"

جیسے ہی صفدر نے فائل بند کی عمران حیرت سے چیخ پڑا۔

"آؤ چلیں"

صفدر نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر یار وہ پردہ دار اندر جو بیٹھا ہوگا۔"

عمران نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"پردے داری کا زمانہ گیا اب تو بے پردگی کا وقت ہے اس لئے اسے چھٹی دے دی گئی ہے۔"

صفدر نے مسکراتے ہوئے دروازے کے قریب لگے بٹن کو دباتے ہوئے کہا

"کک، کیا مطلب"

عمران کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے

"اب آپ بھی مطلب پوچھنے لگ گئے۔"

صفدر نے دروازہ کھلتے ہی اسے بازو سے پکڑ کر اندر گھسیٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں یار یہ دبا مجھے بھی متاثر کر گئی۔"

عمران نے اندر جاتے ہوئے مسکے سے لہجے میں کہا

صفدر مختلف کمروں سے گزرتے ہوئے اس مخصوص کمرے میں پہنچ گیا جو اس سے پہلے بلیک زیرو کے قبضے میں تھا چند لمحوں تک وہ حیرت سے کمرے میں موجود ساز و سامان کو دیکھتا رہا

یہ آپریشن روم تھا۔ اس کمرے میں بیٹھ کر پوری عمارت میں موجود جدید ترین سائنٹفک حفاظتی انتظامات کو کنٹرول کیا جا سکتا تھا۔

"تشریف رکھئے۔"

صفدر نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے عمران سے کہا۔

"ہم تو پہلے ہی تشریف رکھ چکے ہیں۔"

عمران نے جواب دیا۔

وہ کچھ یوں آنکھیں پھاڑے کمرے میں موجود مشینری کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ پہلی بار کمرے میں آیا ہو۔

"ایکسٹو نے استعفیٰ دے دیا ہے۔"

صفدر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے انکشاف کیا۔

اور عمران اپنی کرسی سے بری طرح اچھل پڑا جیسے کرسی میں اچانک کرنٹ آ گیا ہو۔

"کیا واقعی"

عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔ وہ واقعی بے مثال اداکار تھا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔"

صفدر نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ خدایا تیرا شکر ہے آخر جان چھوٹ ہی گئی اس چوہے سے۔ جان عذاب میں ڈال رکھی تھی۔ اب آرام سے چین کی بانسری بجائیں گے۔ اب کون ہے جو ہمیں پوچھنے والا"

عمران نے اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
اس کے چہرے پر کامل اطمینان کے آثار تھے۔
"مجھے ایکس تھری کا عہدہ دے دیا گیا ہے۔ اب سیکرٹ سروس کا سربراہ میں ہوں"
صفدر نے ایک اور انکشاف کیا
"ارے واقعی"
عمران یک دم کرسی سے اٹھا۔
اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں، وہ اندھوں کی طرح صفدر کے جسم کو ٹٹولنے لگا جیسے اس کی موجودگی کا یقین کرنا چاہتا ہو۔
"مزہ آگیا یار تم ایسا کرو مجھے ایکس فور کا عہدہ دے دو اور میں ایکس فائیو کا عہدہ سلیمان کو دے دوں گا۔ آگے کے لئے باقاعدہ لسٹ میں تمہیں بعد میں دے دوں گا"
عمران نے خوشی سے بغلیں بجاتے ہوئے کہا۔
"اور جتنے مجھے جو پہلا فرض سونپا گیا ہے وہ آپ کی گرفتاری کا ہے"
صفدر نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور عمران یوں نڈھال ہو کر کرسی پر بیٹھ گیا جیسے غبارے سے ہوا نکل گئی ہو
اب اس کے چہرے پر پریشانی اور بے بسی آبشار کی طرح بہہ رہی تھی۔
"ایکس تھری صاحب، کیوں غریبوں سے مذاق کر رہے ہیں آپ"
عمران نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔
ویسے اس کی ریڈنگ بک کھوپڑی کافی تیزی سے گھوم رہی تھی۔ صفدر کی یہ اطلاع اس کے لئے نئی اور حیران کن تھی۔
"میں مذاق نہیں کر رہا بلکہ یہ حقیقت ہے اور آپ جانتے ہیں کہ میں فرض کے سامنے ہر قسم کا رشتہ بھلا دینے کا قائل ہوں"
صفدر کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔
"کس نے احکام دیئے ہیں تمہیں، کیا یہ سر سلطان کے احکام ہیں"
عمران نے بھی اب سنجیدگی سے سوال کیا۔
"نہیں اب سیکرٹ سروس وزارت خارجہ کے انڈر نہیں رہی بلکہ براہ راست اس کا چارج صدر مملکت نے سنبھال لیا ہے اور آپ کی گرفتاری کے احکام بھی صدر مملکت نے دیئے ہیں"
صفدر نے اسے بتلایا
"کوئی الزام بھی لگایا ہے"
عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا
"ہاں غیر ملکی وزیر صنعت کے قتل کا الزام"
صفدر نے جواب دیا
"تو کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ قتل میں نے کیا ہے"
عمران نے صفدر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے سوال کیا
صفدر، عمران کی تیز نظروں کی تاب نہ لا سکا۔ اس نے منہ پھیر لیا۔
"نہیں، مگر جب تک اصل قاتل گرفتار نہیں ہو جاتا۔ دوست ملک کو مطمئن کرنے کے لئے آپ کی گرفتاری ضروری ہے"
صفدر نے جواب دیا
"تو کیا ہے میری گرفتاری کا اعلان کرا دو"
عمران نے تجویز پیش کی۔
"نہیں آپ کو گرفتار کر کے شاید اس ملک کے سفارت خانہ کے حوالے کیا جائے گا۔ وہ ملک آپ پر مقدمہ چلائے گا"

صفدر نے کہا۔

"تو کیا ہے میرے بیک اپ میں کسی اور کو بھیج دو۔"

عمران نے جیسے تنکے کا سہارا لیتے ہوئے بڑی امید بھری نظروں سے کہا۔

"نہیں چونکہ مجھے آپ کی گرفتاری کے احکامات ملے ہیں اس لئے میں مجبور ہوں۔ البتہ یہ میرا وعدہ رہا کہ میں جتنی جلدی بھی ہو سکا اصل قاتل کو گرفتار کر کے آپ کو چھڑا لوں گا۔"

صفدر نے بڑے خلوص سے پیش کش کی

"تو تمہارا کیا مطلب ہے میں اپنے آپ کو اتنی آسانی سے گرفتاری کے لئے پیش کر دوں گا اس لئے کہ تمہیں احکامات ملے ہیں؟"

عمران کے لہجے میں تلخی تھی

"میں اس سلسلے میں مجبور ہوں میں آپ کو یہاں اسی لئے لایا تھا کہ یہیں سے آپ کو گرفتار کر کے حکومت کے حوالے کر دوں گا۔ اور یہاں کا نظام ایسا ہے کہ آپ بغیر میری مرضی کے یہاں سے باہر نہیں نکل سکتے۔"

صفدر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا

"تو ٹھیک ہے تم اپنا فرض پورا کرو میں اپنا فرض پورا کروں گا اور یاد رکھو صفدر عمران کو ہتھکڑیاں لگانے کی آرزو بہت سے لوگ اپنے ساتھ قبروں میں لے گئے ہیں۔ بہرحال میں تمہیں فرض کی ادائیگی سے نہیں روکتا، لیکن اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ تم عمران کو گرفتار کر سکتے ہو تو اس کو بھول جاؤ۔ اور اگر تم یا تمہارے عمران یا حکومت کے دیگر حکام نے مجھے گرفتار کرنا چاہا تو وہ اپنے انجام کے خود ذمہ دار ہوں گے۔"

عمران نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا

صفدر نے مسکراتے ہوئے میز پر لگے ہوئے ایک سرخ بٹن کو دبا دیا اور عمران کے سامنے موجود دروازہ کھٹاک سے بند ہو گیا۔

عمران تیزی سے مڑا تو سامنے صفدر ریوالور لئے کھڑا تھا۔

"تم جانتے ہو صفدر، کہ ریوالور کی گولیاں مجھ پر اثر نہیں کر سکتیں پھر تم ایسی حرکت کیوں کر رہے ہو؟"

عمران نے زہرخند لہجے میں کہا۔

"فکر نہ کریں عمران صاحب میں نے ریوالور تو صرف اس لئے نکالا ہے کہ آپ ریوالور نہ نکال لیں ورنہ......"

صفدر نے آگے کچھ کہنا چاہا تھا کہ اچانک عمران نے صفدر پر چھلانگ لگا دی۔ صفدر تیزی سے ایک طرف ہو گیا اور عمران سیدھا اس میز پر جا پڑا جس کے سامنے صفدر موجود تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ صفدر کچھ کہتا، عمران نے میز پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا۔ کمرے کی ایک سائڈ سے سرخ رنگ کی روشنی کی دھار نکل کر صفدر پر پڑنے لگی اور صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے جان نکل گئی ہو ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر نیچے جا گرا۔

"صفدر اس فائل کو صرف تم نے ہی نہیں بلکہ میں نے بھی دیکھا تھا اور شکر ہے کہ تمہیں اس حربے کا خیال نہیں آیا تم نے صرف دروازہ بند کرنے پر ہی اکتفا کیا۔"

عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا

اور پھر میز پر لگا ہوا دوسرا بٹن دبا کر اس نے دروازہ کھولا اور باہر جانے لگا

صفدر ابھی تک اسی طرح بے حس و حرکت کھڑا تھا۔ عمران جاتے جاتے واپس

مڑا اس نے میز پر پڑی ہوئی وہی سرخ فائل اٹھائی اور پھر اسے کھول کر دیکھنے لگا چند لمحے تک اسے بغور دیکھنے کے بعد اس نے مسکراتے ہوئے فائل بند کر کے دوبارہ میز پہ رکھ دی اور پھر اس سرخ بٹن کے ساتھ موجود ایک چھوٹے سے ڈائل کو گھمانے لگا۔

"یہ شعاعیں ٹھیک دو منٹ بعد بند ہو جائیں گی میں نے سسٹم سیٹ کر دیا ہے اور تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔ لیکن اس وقت تک میں دانش منزل سے باہر ہوں گا۔ اچھا خدا حافظ ایکس تھری صاحب۔"

عمران نے خوشگوار لہجے میں کہا اور پھر دروازے سے باہر نکل گیا

صفدر بے بسی کے عالم میں بے حس و حرکت کھڑا تھا

جیپ نیگ ہراں ... ہٹ پر رکی گیٹ پر موجود مسلح پولیس کی ایڑیاں ایک ساتھ بجیں اسی کار کا دروازہ کھلا اور ڈرائیور نیچے اترا۔ اس نے بڑی پھرتی سے پچھلا دروازہ کھولا اور سیکرٹری صنعت باہر آ گئے ان کے ساتھ ہی سیکشن آفیسر بھی ہاتھ میں فائل لئے باہر آ گیا۔

اور پھر گیٹ پولیس نے دروازے کے سامنے پڑا ہوا پردہ اٹھا دیا سیکرٹری صنعت اور دروازے میں داخل ہو گئے۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی راہداری

کراس کرتے ہی وہ ایک کافی وسیع میدان میں پہنچ گئے میدان کے انتہائی شمالی کونے میں دیوہیکل مشینیں موجود تھیں، مگر اس وقت وہاں سکوت طاری تھا مشینوں سے ہٹ کر پکی اینٹوں کا ایک چھوٹا سا کمرہ بنا ہوا تھا سیکرٹری صنعت جیسے ہی میدان میں داخل ہوئے اس کمرے سے دو غیر ملکی باہر نکلے اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے سیکرٹری کی طرف بڑھے۔

قریب پہنچ کر انہوں نے سیکرٹری سے مصافحہ کیا اور سیکشن آفیسر نے تعارف شروع کرایا

"مسٹر ڈکسن چیف انجینئر"

سیکشن آفیسر نے بلڈاگ نما چہرے والے کا تعارف کرایا

"مسٹر سولر چیف ایگزیکٹو"

دوسرے چھوٹے قد والے غیر ملکی کا تعارف کرایا گیا

سیکرٹری نے مسکراتے ہوئے ایک بار پھر مصافحہ کیا اور پھر ان غیر ملکیوں کی رہنمائی میں وہ اسی کمرے کی طرف چل پڑے

کمرہ گو باہر سے ناپختہ تھا مگر اندر سے لے بڑے خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا درمیان میں خاصی بڑی میز تھی جس کے گرد پانچ چھ کرسیاں موجود تھیں

"تشریف رکھئے"

مسٹر سولر نے کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

وہ سب بیٹھ گئے دوسرے لمحے ایک ملازم ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا اس نے چائے اٹھا کر سب کے سامنے رکھی اور خود ٹرالی لئے بیروں واپس ہو گیا

"فائل دکھایئے"

سیکرٹری صنعت نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے سیکشن آفیسر کو حکم دیا۔ سیکشن

افسر نے میز پر رکھی ہوئی فائل اٹھائی اور پھر اسے کھول کر سیکرٹری کے سامنے رکھ دیا۔

"آپ نے خود کیوں تکلیف فرمائی۔ ہمیں وہیں دفتر طلب کر لیا ہوتا۔"

مسٹر سولر نے مودبانہ لہجے میں کہا

"نہیں آپ کی رپورٹ اتنی اچانک اور حیران کن تھی کہ صدر مملکت نے مجھے خصوصی احکام دیئے ہیں کہ میں خود یہاں آ کر چیک کروں اور انہیں رپورٹ دوں۔"

سیکرٹری نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں ہمیں خود بھی افسوس ہے کہ جب ہم کامیابی کے قریب تھے تو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا"

چیف انجینئر مسٹر کنس نے جواب دیا اس کا لہجہ تاسف آمیز تھا

"کیا آپ اپنی رپورٹ کی وضاحت کر سکتے ہیں"

سیکرٹری صنعت نے فائل میں لگے ہوئے کاغذات کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"جی ہاں کیوں نہیں پہلے آپ زبانی تفصیلات سمجھ لیجئے پھر آپ کو عملی طور پر بھی وضاحت کر دی جائے گی۔"

چیف انجینئر نے جواب دیا

اور سیکرٹری صنعت بغور مسٹر کنس کی طرف دیکھنے لگے جیسے وہ اس کی طرف سے تفصیلات کے منتظر ہوں۔

"جیسا کہ ہم نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ہمیں ایسے شواہد ملے تھے کہ اس جگہ تیل کا بڑا ذخیرہ موجود ہے اور ہم نے اس کی تفصیل سابقہ رپورٹ میں دی تھی مگر چند دن پیشتر جب مزید کھدائی کی گئی تو ہمیں خلاف توقع ٹھوس چٹانوں سے سابقہ پڑا تب پتہ چلا کہ تیل کی ایک معمولی سی مقدار ان چٹانوں کے اوپر

موجود تھی اسی جیسے علاقوں میں عموماً پائی جاتی ہے جہاں بھی ایسی تہہ ملتی ہے وہاں پچھتر فیصدی تیل ملنے کے امکان ہوتے ہیں مگر یہاں ایسا نہیں ہوا۔ چنانچہ ہم نے اپنی ناکامی کی رپورٹ بھیج دی۔"

چیف انجینئر نے جواب دیا۔

"آپ نے کتنے علاقے کا سروے کیا ہے۔"

سیکرٹری صنعت نے سوال کیا

"ہم نے تقریباً اندرونی طور پر سو میل کے ایریئے میں ریسرچ کی ہے اور اس ریسرچ کے بعد ہی اس جگہ سے تیل نکلنے کے امکانات ملے مگر ہمیں ناکامی ہوئی۔"

چیف انجینئر نے جواب دیا

"آپ کا کیا خیال ہے یہاں اگر مزید ریسرچ کی جائے تو تیل ملنے کے کچھ امکانات باقی ہیں"

سیکرٹری صنعت نے پوچھا۔

"جی ہاں ہم سائنٹیفک طریقے سے جدید ترین آلات کے ساتھ مزید ریسرچ میں مصروف ہیں لیکن اب جو نتائج ہمارے سامنے آئے ہیں ان سے صرف پانچ فیصد امید ہو سکتی ہے۔"

چیف انجینئر نے جواب دیا

"آپ کو مکمل ریسرچ میں کتنا عرصہ اور لگے گا۔"

سیکرٹری صنعت نے ایک اور سوال کیا۔

"کم از کم دو سال کے بعد ہم فائنل رپورٹ دے سکتے ہیں"

اس دفعہ مسٹر چیف انجینئر نے جواب دیا

"یہ تو کافی طویل عرصہ ہے۔" سیکرٹری نے کہا۔

"جی ہاں بظاہر یہ کافی طویل عرصہ معلوم ہوتا ہے مگر معدنیات کی تلاش میں یہ عرصہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔"

چیف انجینئر نے ناگوار لہجے میں جواب دیا۔

"آپ نے ناکامی کی رپورٹ اپنی حکومت کو کی تھی؟"

سیکرٹری صنعت نے ایک اور سوال کیا

"جی ہاں ہم نے جزوی ناکامی کی رپورٹ اپنی حکومت کو بھیجی تھی ہمیں یہ بتلایا گیا تھا کہ ہمارے ملک کے وزیر صنعت جلد ہی اس ملک کے دورے پر آئیں گے اور وہ آئے بھی سہی مگر یہاں انہیں قتل کر دیا گیا۔ یہ ہمارا اتنا بڑا قومی نقصان ہے جس کا اندازہ آپ نہیں کر سکتے۔"

چیف انجینئر نے تلخ لہجے میں جواب دیا

"ہمیں اس واقعہ پر افسوس ہے۔ ہماری حکومت کوشش کر رہی ہے کہ قاتل کو جلد از جلد گرفتار کر لیا جائے۔"

سیکرٹری نے تاسف آمیز لہجے میں جواب دیا

غیر ملکیوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ خاموش رہے

"کیا آپ عملی طور پر اپنی رپورٹ کی وضاحت کر سکتے ہیں"

سیکرٹری نے کہا۔

"جی ہاں تشریف لے چلئے۔"

چیف انجینئر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر آفس میں موجود مزید تین افراد بھی اٹھ کھڑے ہوئے چیف انجینئر کی رہنمائی میں وہ آفس سے نکل کر ان دیوہیکل مشینوں کی طرف بڑھنے لگے۔

مشینوں کے درمیان ایک کافی گہرا گڑھا تھا۔ جس کے اندر اترنے کے لئے

لوہے کی سیڑھی بنی ہوئی تھی۔ کافی گہرائی میں جانے کے بعد بائیں سائیڈ پر ایک چھوٹا سا سوراخ تھا۔

"آیئے نیچے اتر آیئے"

چیف انجینئر نے سیڑھیوں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا

"نہیں نیچے جانے کا کیا فائدہ آپ یہیں سے بتلا دیجئے۔"

سیکرٹری صنعت نے مسکراتے ہوئے کہا

"یہ وہ کنواں ہے جس سے ہم نے وہ تیل نکالا تھا جس پر کامیابی کا دارومدار تھا۔" چیف انجینئر نے اس گڑھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیجئے اب لیبارٹری کی طرف چلتے ہیں"

اس نے دور بنے ہوئے ایک اور کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مگر دیوار کے نیچے بائیں سائیڈ میں مجھے ایک سوراخ نظر آ رہا ہے اس کا کیا مقصد ہے؟"

سیکرٹری صنعت نے سوال کیا۔

جب ہمیں یہاں ناکامی ہوئی تو ہم نے سائیڈ میں آلات داخل کر کے ارد گرد کے ایریئے کی زیر زمین سطح کی چیکنگ کی۔ یہ سوراخ ان آلات سے بنا ہے۔"

چیف انجینئر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

"ہونہہ اچھا اب لیبارٹری چلئے۔"

سیکرٹری صنعت نے ناگواری سے منہ بناتے ہوئے کہا کیونکہ کنوئیں میں سے تیل اور گیس کی ہلکی سی بو نکل رہی تھی۔

"مگر جناب اس کنوئیں سے نکلنے والی بو تو یہ بتلاتی ہے کہ تیل کہیں قریب ہی موجود ہے۔"

سیکشن آفیسر نے پہلی بار زبان کھولی۔ اور اس کا یہ فقرہ سنتے ہی چیف انجینئر اور چیف ایگزیکٹو سمیت سیکرٹری نے بھی چونک کر اسے دیکھا۔ ان تینوں کے چہروں پر ہلکی سی جھنجلاہٹ تھی۔

"نہیں جناب یہ بو اس تہہ سے آ رہی ہے جو پہلے دستیاب ہوئی تھی"

چیف انجینئر نے کھردرے لہجے میں جواب دیا اور پھر خود لیبارٹری کی طرف چل پڑا۔

سیکشن آفیسر خاموش رہا مگر اس کے چہرے پر الجھن کے آثار نمایاں تھے جلد ہی وہ لیبارٹری میں داخل ہو گئے۔ یہاں بھی جدید ترین مشینیں موجود تھیں پھر چیف انجینئر نے باقاعدہ ان مشینوں اور ان کی کارکردگی کی وضاحت کی اور پھر سائیڈ کے ایک حصے سے جار دکھا کر انہیں بتلایا کہ کس درجے کی مٹی ان جاروں میں موجود ہے۔

"ٹھیک ہے بس اچھی طرح سمجھ گیا ہوں میں صدر مملکت کو آج ہی تفصیلی رپورٹ بھیج دوں گا۔ مجھے امید ہے کہ دو سال کے لئے مزید ریسرچ کے آرڈر جلد ہی آپ کو مل جائیں گے"

سیکرٹری صنعت نے کہا اور پھر لیبارٹری سے باہر نکل آئے۔

پھر وہ سب تیزی سے چلتے ہوئے دوبارہ مین گیٹ کی طرف بڑھے۔ کار کے قریب پہنچ کر سیکرٹری صنعت نے ان دونوں سے ہاتھ ملایا اور دوسرے لمحے گیٹ پولیس کی ایڑیاں بج اٹھیں۔ کار جھٹکا کھا کر آگے بڑھ گئی۔

وہ دونوں غیر ملکی چند لمحوں تک وہاں کھڑے کار کو دیکھتے رہے اور پھر وہ دونوں واپس ہو گئے۔ اپنے آفس تک وہ خاموشی سے چلتے رہے۔ آفس میں داخل ہوتے ہی چیف انجینئر کے زوردار قہقہے نے خاموشی کا طلسم توڑ دیا

"کیسا رہا"

اس نے چیف ایگزیکٹو سے سوال کیا۔

"بہت اچھا میرا خیال ہے کہ سیکرٹری صنعت بھی اپنا ہی آدمی ہے ورنہ وہ اس بیوقوف سیکشن آفیسر کی بجائے کسی ارضی ماہر کو ساتھ لاتا"

چیف ایگزیکٹو نے جواب دیا۔

ہاں تب ہمیں اس ماہر کا کوئی انتظام کرنا پڑتا"

چیف انجینئر نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے باس کو اس کامیابی کی رپورٹ دے دینی چاہئے۔ اور آج رات سے ہی مشن شروع ہو جانا چاہئے کیونکہ جتنا بھی ہو سکے ہمیں فائدہ اٹھا لینا چاہئے کسی بھی وقت پالیسی پلٹ سکتی ہے"

چیف ایگزیکٹو نے جواب دیا

اور چیف انجینئر نے سر ہلاتے ہوئے میز پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا میز کی ٹاپ ایک تختے کی طرح اٹھتی چلی گئی۔

میز کے نیچے ایک کافی بڑا چپٹا سا سیاہ رنگ کا باکس موجود تھا۔

"تم خیال رکھو کوئی آدمی نہ آ جائے"

چیف انجینئر نے مسٹر سولر سے کہا

"فکر نہ کرو۔ آج لیبر کی چھٹی ہے اور پولیس گیٹ پر ہے اور یہاں کس نے آنا ہے"

سولر نے جواب دیا

کنس نے بٹن دبایا اور پھر دوسرے لمحے باکس سے بپ بپ کی آوازیں نکلنے لگیں

کنس نے باکس کے ساتھ اٹیچ ایک ہیڈ فون اٹھایا اور پھر اسے سر پر چڑھا

لیا۔ "بس ہواز سپیکنگ"

دوسری طرف سے ایک کرخت آواز گونجی

"کوڈ ایکالبرسکس سپیکنگ"

کنسن نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا

"گوڈ باس از اٹنڈنگ"

وہی کرخت آواز دوبارہ گونجی

"سر ابھی ابھی سیکرٹری صنعت اور ایک سیکشن آفیسر پوائنٹ زیرو کا معائنہ کرنے آئے تھے"

کنسن نے رپورٹ دی

"پھر"

باس نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"سب کام ٹھیک ہو گیا ہے کہ دو سال کی مزید مہلت مل جائے گی"

کنسن نے جواب دیا۔

"سیکشن آفیسر کو کوئی شک تو نہیں ہوا"

باس نے پوچھا۔

"نہیں جناب وہ تو قطعی احمق آدمی تھا"

کنسن نے دانستہ طور پر سیکشن آفیسر کے اعتراض پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اب مشن کی کیا رپورٹ ہے"

باس نے سوال کیا۔

"سر تمام تیاریاں مکمل ہیں آپریشن ٹنل تیار ہو چکی ہے۔ میرے خیال میں کام شروع ہو جانا چاہیئے"

کنسن نے جواب دیا۔

"نہیں جب تک دو سال کی مزید ریسرچ کے باقاعدہ آرڈرز نہ مل جائیں۔ مشن شروع مت کرو۔ کیونکہ ہو سکتا ہے صدر مملکت سیکرٹری کی رپورٹ سے مطمئن نہ ہو سکیں اور کسی اور کو معائنے کے لئے بھیج دیں"

باس نے کہا

"جی ہاں اس بات کا امکان تو موجود ہے"

کنسن نے مردہ لہجے میں جواب دیا۔

"تم بے فکر رہو میں نے صدر مملکت کے گرد کافی مضبوط حصار قائم کر لیا ہے اس لئے امید تو ہے کہ وہ ہماری منشا کے مطابق آرڈر دیں گے لیکن اگر اس کے خلاف بھی ہوا تو میں سنبھال لوں گا"

باس نے جواب دیا۔

"بہتر جناب ہم آپ کے آرڈرز کا انتظار کریں گے۔ ویسے میری طرف سے تمام کام مکمل ہے بس آپ کے حکم کی دیر ہے۔"

کنسن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں جلد ہی آرڈر دوں گا۔ بائی بائی"

باس نے جواب دیا

"بائی بائی"

کنسن نے کہا اور پھر بٹن آف کر کے میز کی ٹاپ دوبارہ برابر کر دی

"اب کیا پروگرام ہے"

سولر نے جواب دیا۔

"میرے خیال میں ایک دو روز بعد مزید ریسرچ کے آرڈرز مل جائیں گے"

"پھر ہم اپنا مشن شروع کر دیں گے۔"
کلسن نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے ویسے اب مجھے اس سیکشن آفیسر کی طرف سے خطرہ ہے کہ وہ کہیں سیکرٹ سروس کے کسی آدمی پر اپنے شبے کا اظہار نہ کر دے ورنہ ہماری پلاننگ کے لئے اچھی خاصی پریشانیاں پیدا ہو جائیں گی۔"
سولر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔
"نہیں اس بات کی فکر نہ کرو۔ مسٹر نارمن نے مجھے بتلایا ہے کہ انہوں نے سیکرٹ سروس کو مفلوج کر دیا ہے اور سیکرٹ سروس کا خطرناک سربراہ اپنے عہدے سے برطرف کر دیا گیا ہے۔"
کلسن نے اس کی ڈھارس بندھائی
"بہر حال ہمیں چوکنا رہنا چاہیئے، حالات بدلتے ہوئے کوئی دیر نہیں لگتی۔"
سولر نے اٹھ کر کہا۔
اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

عمران دانش منزل سے نکلتے ہی سیدھا رانا ہاؤس پہنچا۔ اپنی گرفتاری کی اطلاع اس کے لئے نئی تھی۔

"بلیک زیرو اس ملک کے دن قریب آگئے ہیں"
اس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا
"میں سمجھا نہیں"
بلیک زیرو نے الجھن آمیز لہجے میں جواب دیا
"صدر مملکت نے صفدر کو میری گرفتاری کے احکام دیئے ہیں اور صفدر فرض بجالانے کے لئے میری گرفتاری پر مصر ہے"
عمران نے اسے تفصیل بتائی
"کیا اس غیر ملکی وزیر صنعت کے قتل کا الزام آپ پر لگایا گیا ہے"
بلیک زیرو نے پوچھا۔
"ہاں"
عمران نے کہا اور پھر اس نے میز پر رکھا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف گھسیٹا۔ اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ مل گیا
"میں عمران بول رہا ہوں جناب"
رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے مودبانہ لہجے میں کہا۔
"تم کہاں سے بول رہے ہو"
دوسری طرف سے صدر مملکت نے اشتیاق بھرے لہجے میں سوال کیا۔
"ایک پبلک فون بوتھ سے جناب"
عمران نے جواب دیا
"اوہ عمران تم ایسا کرو فوراً اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دو یہ میرا حکم ہے"
صدر مملکت نے سخت لہجے میں کہا۔

"مگر جناب میں اس کی وجہ پوچھ سکتا ہوں"
عمران نے حتی الوسع اپنی آواز کو نرم اور لہجہ مودبانہ رکھتے ہوئے سوال کیا
"عمران اس وقت بین الاقوامی طور پر ہم انتہائی خطرناک حالات کا شکار ہو چکے ہیں دشمن ملک بھرپور جنگ کی تیاری کئے ہماری سرحدوں پر بیٹھا ہے۔ وہ کسی بھی موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ اس وقت دنیا میں صرف ایک طاقتور ملک ہماری پشت پر ہے جس کی وجہ سے اب تک ہم پر جنگ مسلط نہیں ہوئی مگر اس ملک کے وزیر صنعت کے قتل نے ان کی نظروں میں ہماری دوستی مشکوک کر دی ہے اس لئے کسی بھی لمحے وہ ہماری حمایت سے ہاتھ اٹھا سکتے ہیں پھر ہم طاقتور دشمن ہمسائے کے رحم وکرم پر ہوں گے"
صدر مملکت نے تفصیل بتلائی۔
"مگر جناب میری گرفتاری سے کیا یہ تمام مسائل حل ہو جائیں گے"
عمران نے زہر خند لہجے میں پوچھا۔
"ہاں مکمل طور پر تو نہیں البتہ کسی حد تک حالات کو اپنے حق میں کیا جا سکتا ہے ہمارے دوست ملک نے اپنے وزیر صنعت کے قاتل کی گرفتاری کی فوری درخواست کی ہے اور تمام دنیا میں بحیثیت قاتل تمہارا نام اور حلیہ نشر ہو چکا ہے اس لئے ہم تمہاری گرفتاری سے وقتی طور پر انہیں مطمئن کر سکتے ہیں"
"تو ٹھیک ہے میں ان کو مطمئن کرنے کے لئے اپنے میک اپ میں ایک آدمی حکومت کے حوالے کر دیتا ہوں"
عمران نے جواب دیا
"نہیں یہ فراڈ ہے اور اگر اس فراڈ کا راز کھل گیا تو پھر حالات مکمل طور پر تباہ کن ثابت ہوں گے"

صدر مملکت نے پر زور لہجے میں کہا۔
"جناب بات یہ ہے کہ میں اصل مجرم کو پکڑنا چاہتا ہوں۔ اگر میں گرفتار ہو گیا تو ملک اس سے بھی کہیں زیادہ تباہ کن حالات سے دوچار ہو جائے گا"
عمران نے اس بار تلخ لہجے میں جواب دیا
"کچھ بھی ہو فی الحال تمہاری گرفتاری ضروری ہے"
صدر مملکت نے تلخ لہجے میں کہا۔
"بہتر جناب میں جلد ہی اپنے فیصلے سے آپ کو آگاہ کر دوں گا" خدا حافظ"
عمران نے اب زیادہ زور دینا مناسب نہ سمجھا اور رابطہ ختم کر دیا۔
ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی زور سے بجنے لگی،
عمران نے دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔
"یس کون بول رہا ہے"
عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں پوچھا۔
"عمران صاحب سے بات کرائیں"
دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی
"رپورٹ۔ میں عمران بول رہا ہوں"
عمران اس بار اصل آواز میں بولا
"باس آپ کی اطلاع کے مطابق میں نے کار نمبر ۲۱۰۱ لا x کا تعاقب کیا کار کو ایک غیر ملکی چلا رہا تھا۔ کار اب ساؤتھ الیٹ کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۰۹ میں موجود ہے وہاں ایک اور غیر ملکی بھی موجود ہے رجسٹریشن آفس سے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ کار کا نمبر جعلی ہے"
ٹائیگر نے رپورٹ دی۔

"تم کہاں سے بول رہے ہو"
عمران نے سرد لہجے میں سوال کیا
"میں کوٹھی کے قریب پبلک فون بوتھ سے بات کر رہا ہوں"
ٹائیگر نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے تم وہیں ٹھہرو میں ابھی وہاں پہنچتا ہوں"
عمران نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا

بلیک زیرو تم میک اپ کر کے سیکرٹ سروس کے ممبران کی نگرانی کرو۔ یقیناً حضرات اب تمام سیکرٹ سروس کو میری تلاش میں لگا دے گا۔ تمہیں ان کے پروگرام سے آگاہ رہنا چاہیئے"
عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

اور بلیک زیرو اس عجیب و غریب سچویشن پر مسکرا دیا۔ یہ بھی وقت آنا تھا کہ ایکسٹو خود سیکرٹ سروس کے ممبران کی نگرانی کرتا پھرے گا۔

عمران سیدھا میک اپ روم میں گھس گیا اور پھر ڈیڑھ گھنٹے کی مسلسل محنت کے بعد جب وہ نکلا تو اس کا حلیہ یکسر بدلا ہوا تھا سپیشل میک اپ عمران کی اپنی ریسرچ تھی۔ یہ ایسا میک اپ تھا جو ہر لحاظ سے مکمل اور جامع تھا۔ اس میک اپ میں دو بنیادی خصوصیات تھیں پہلی تو یہ کہ یہ پلاسٹک میک اپ سے کہیں زیادہ پائیدار اور مستقل تھا۔ کسی بھی لوشن سے نہیں اترتا تھا صرف چند مخصوص کیمیکلز کا مکسچر ہی اسے اتار سکتا تھا دوسرا یہ کہ پلاسٹک میک اپ کی خامی اس میں نہیں تھی۔ پلاسٹک میک اپ میں چہرے کے تاثرات نیچرل انداز میں نہیں ابھرتے تھے بلکہ چہرہ زیادہ تر سپاٹ ہی رہتا تھا جس سے میک اپ کا پہچان لیا جانا معمولی سی بات تھی مگر اس میک اپ سے چہرے کے تاثرات پر کوئی فرق نہیں

پڑتا تھا اس مخصوص میک اپ کا فارمولہ عمران نے کافی طویل ریسرچ کے بعد مرتب کیا تھا اور عمران اس کی کارکردگی پر پُر اعتماد تھا۔

عمران غنڈے کے میک اپ میں تھا اس کے چہرے پر موجود چاقو کے دو تین نشانات جبڑوں کی ابھری ہوئی ہڈیاں پیچھے سے پتلی اور آگے سے موٹی ہوتی ہوئی ناک اور مضبوط ٹھوڑی نے اسے ایک ایسے غنڈے کا روپ دے دیا تھا جو اگر کسی کام کا بیڑہ اٹھائے تو پھر اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر اسے ہر حالت میں مکمل کر کے دم لیتا ہے اس کی آنکھوں میں تیرتی ہوئی ہلکی سی سرخی نے سونے پر سہاگے کا کام کیا تھا لیکن اس کے جسم پر لباس کافی حد تک سلیقے کا تھا۔

میک اپ کرنے کے بعد وہ باہر آیا اور پھر وہ اپنے خیالوں میں گم جیسے ہی گیٹ پر پہنچا اچانک اسے ایک بھیانک غراہٹ سنائی دی اور وہ غیر ارادی طور پر چونک پڑا دوسرے لمحے اس کے لبوں پر دھیمی دھیمی مسکراہٹ تیرگئی سامنے جوزف ایک ہاتھ پہلو پر رکھے اور دوسرے ہاتھ میں شراب کی خالی بوتل اٹھائے اسے بڑی حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ جوزف کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ غصے کی سرخی بھی نمایاں تھی اور اس کے منہ سے عجیب سی غراہٹ نکل رہی تھی وہ واقعی ایک بپھرا ہوا دیو معلوم ہو رہا تھا۔

"کون ہو تم اور اندر کیسے گھسے تھے"
اس نے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔ اب اس کے چہرے پر وحشت اور غصے کی پرچھائیاں ناچ رہی تھیں
"راستے سے ہٹو کالے ناگ کا راستہ آج تک کسی نے روکنے کی جرأت نہیں کی"
عمران نے بھی جواباً غراہٹ آمیز لہجے میں جواب دیا۔
ایک لمحے کے لئے جوزف کی آنکھوں میں خوف کے آثار ابھرے، شاید

یہ لفظ کالے ناگ کا اثر تھا کیونکہ جوزف افریقی ہونے کی وجہ سے انتہائی زیادہ توہم پرست تھا مگر دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ پر قابو پا لیا کیونکہ اس کے سامنے کالا ناگ نہیں بلکہ ایک آدمی کھڑا تھا اور آدمی کا نام چاہے کالا ناگ ہو یا سفید روح جوزف کو اس کی فکر کبھی نہیں ہوتی تھی۔

"شٹ اپ"

جوزف حلق کے بل دھاڑا۔ اور دوسرے لمحے اس کا دایاں ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا جس میں اس نے شراب کی خالی بوتل پکڑی ہوئی تھی وہ اس نے شاید ابھی ابھی خالی کی تھی اور بوتل بندوق کی گولی کی طرح عمران کی طرف جھپٹی۔ عمران کو ضرورت سے زیادہ پھرتی دکھانی پڑی تھی ورنہ بوتل اس کی کھوپڑی پر ٹوٹتی بوتل کا وار خالی جاتے دیکھ کر جوزف نے پھرتی سے ریوالور کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر عمران نے چیتے کی سی پھرتی سے اس پر چھلانگ لگا دی اور نتیجتاً ایک زوردار فلائنگ کک جوزف کے سینے پر پڑی اور جوزف پشت کے بل زمین پر آ گرا یہ عمران کی بے پناہ قوت کا معمولی سا مظاہرہ تھا کہ اس کی فلائنگ کک نے جوزف جیسے دیو کو زمین بوس کر دیا تھا ورنہ جوزف تو اس معاملے میں اہرام مصر کی طرح مشہور تھا جس طرح صدیوں سے اہرام مصر خطرناک ترین طوفانوں کے سامنے سینہ سپر کھڑے ہیں اسی طرح جوزف کو بھی اپنی جگہ سے ہلانا کافی دشوار تھا۔

عمران بھی فلائنگ کک کی وجہ سے نیچے گر گیا تھا مگر وہ جوزف کی نسبت کافی پہلے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ جوزف اٹھتا عمران تیزی سے اسے پھلانگتا ہوا کوٹھی کا پھاٹک کراس کر گیا۔ سڑک پار کرتے ہی وہ ایک کوٹھی کی دیوار کی آڑ میں ہو گیا کیونکہ اسے یقین تھا کہ بپھرا ہوا جوزف اسے ضرور ڈھونڈنے کی کوشش کرے گا۔ جوزف سے یہ معمولی سی جھڑپ اس نے صرف اپنے آپ کو مجرموں سے

کے ساتھ ہم آہنگ رکھنے کی وجہ سے کی تھی۔ ورنہ اگر وہ اپنی اصل آواز میں بول پڑتا تو اس چھیڑ خانی کی نوبت ہی نہ آتی۔

جوزف عمران کی توقع کے عین مطابق اسے کوٹھی سے باہر تلاش کر رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا اور چہرہ غصے کی شدت سے بگڑ چکا تھا

سڑک پر معمول کے مطابق ٹریفک چل رہی تھی اس لئے جوزف جلد ہی اپنی کوشش میں ناکام ہو کر واپس کوٹھی میں چلا گیا۔ عمران نے قریب سے گزرتی ہوئی خالی ٹیکسی کو ہاتھ دے کر روکا اور پھر اسے ساؤتھ ایسٹ کالونی چلنے کا کہہ کر وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا مختلف سڑکوں پر سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ساؤتھ ایسٹ کالونی میں داخل ہو گئی۔

"کہاں رکنا ہے جناب"

ٹیکسی ڈرائیور نے مڑے بغیر مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

وہ شاید سامنے لگے ہوئے بیک مرر میں عمران کی صورت دیکھ کر ہی مرعوب ہو چکا تھا۔

"جہاں رکنا ہوگا میں خود کہہ دوں گا"

عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں جواب دیا اور ڈرائیور سہم کر خاموش ہو گیا

عمران کوٹھیوں کے نمبروں پر نظریں دوڑاتا چلا جا رہا تھا۔ اور پھر اسے ۱۰۶ نمبر کوٹھی نظر آ گئی۔ اس سے دو کوٹھی چھوڑ کر ٹیکسی جیسے ہی ایک کراسنگ چوک پر پہنچی عمران نے ڈرائیور کو رکنے کے لئے کہا۔

ٹیکسی رکتے ہی عمران نیچے اترا اس نے جیب سے ایک چھوٹا نوٹ نکال کر لاپرواہی سے ڈرائیور کی گود میں پھینک دیا اور خود بائیں ہاتھ مڑ گیا۔

جب ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو عمران واپس پلٹا۔ اب اس کا رخ ۱۰۶ نمبر کوٹھی

کی طرف تھا کوٹھی کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس نے ایک ناقدانہ نظر کوٹھی پر ڈالی۔ گیٹ بند تھا کوٹھی خاصی عظیم الشان تھی۔ ایک بات جو عمران نے خاص طور پر نوٹ کی وہ یہ تھی کہ کوٹھی کی چار دیواری کے اوپر بجلی کے ننگے تار سیٹ کئے گئے تھے۔

کوٹھی سے بڑھ کر اس نے ٹائیگر کی تلاش شروع کر دی مگر ٹائیگر اسے کہیں بھی نظر نہ آیا۔ پھر جیسے ہی وہ چند قدم آگے بڑھا اسے ٹائیگر ایک درخت کی اوٹ میں کھڑا نظر آ گیا ٹائیگر گو میک اپ میں تھا مگر عمران کی ایکسرے ٹائپ نظروں سے اس کا میک اپ بھلا کہاں چھپ سکتا تھا۔

عمران اس کے قریب سے گزرا ٹائیگر کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں شاید وہ اسے مشکوک سمجھ رہا تھا۔

"ٹائیگر"

عمران نے قریب سے گزرتے ہوئے سرگوشی کی۔ اور ٹائیگر نمایاں طور پر چونک پڑا۔ مگر دوسرے لمحے عمران کی آواز پہچان کر اس کے لبوں پر اطمینان کی مسکراہٹ دوڑ گئی وہ خاموشی سے عمران کے پیچھے چلنے لگا۔

"کیا رپورٹ ہے ٹائیگر"

اس نے بغیر مڑے جواب دیا

"وہ ابھی تک اندر ہیں"

ٹائیگر نے جواب دیا۔ وہ دونوں اس طرح ایک دوسرے کے پیچھے اطمینان سے چل رہے تھے جیسے وہ اجنبی راہگیر ہوں

"تمہارے پاس پاکٹ ٹرانسمیٹر ہے۔ تم باہر رکو۔ میں اندر جا رہا ہوں ریڈ سپارکنگ خطرے کا نشان ہو گا"

عمران نے کہا۔

"بہتر جناب"

ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں علیحدہ علیحدہ سڑکوں پر مڑ گئے

عمران چکر کاٹ کر کوٹھی کی پشت پر آ گیا۔ کوٹھی کو واقعی ناقابل عبور بنا دیا گیا تھا۔ ایک تو اس کی دیواریں خاصی بلند تھیں دوسرا اس پر فٹ بجلی کے ننگے تار ایک بہت بڑی رکاوٹ تھے۔ کوٹھی کی پشتی دیوار کے قریب ایک بڑا درخت موجود تھا مگر اس درخت کے وہ تنے باقاعدہ طور پر کاٹ دیئے گئے تھے جن کا جھکاؤ کوٹھی کی طرف تھا۔

"خاصے عقلمند لوگ ہیں"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ کوٹھی کے گیٹ کی طرف آ گیا گیٹ پر پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا اور دوسرے لمحے اس نے کال بیل کا بٹن پوری قوت سے بجا دیا اب سوائے گیٹ کی طرف سے جانے کے اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ دن کا وقت تھا اس لئے دیوار پھلانگنے کی کوشش خطرناک بھی ثابت ہو سکتی تھی۔ رات ہوتی تو عمران ہر قیمت پر دیوار پھلانگ جاتا ننگی تاریں عمران کے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھیں۔

چند لمحوں بعد گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی اور پھر ایک غنڈہ نما شخص باہر نکلا اس کے تیور بگڑے ہوئے تھے جیسے عمران کی دخل اندازی اسے ناگوار گزر رہی ہو۔

"کیا بات ہے"

اس نے بگڑے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"باس اندر ہے"

عمران نے لہجے کو گمبھیر بناتے ہوئے پوچھا۔

"کون باس"

آنے والے نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں سوال کیا

"تمہارا سر"

عمران نے جھنجلا کر جواب دیا "جاؤ باس سے کہو۔ بلیک کوبرا آیا ہے" اس کے لہجے میں سانپ کی سی پھنکار تھی۔ ایک لمحے کے لئے نووارد عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتا رہا پھر اس نے آنکھیں جھکا لیں اور بغیر کوئی لفظ کہے وہ کھڑکی سے اندر داخل ہو گیا۔

عمران اطمینان سے پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈالے کھڑا رہا مگر اس کے چہرے پر سختی کے آثار منجمد ہو کر رہ گئے تھے۔ تقریباً پانچ منٹ بعد وہ دربان واپس آ گیا۔

"باس کسی بلیک کوبرے کو نہیں جانتے اس لئے تم جاؤ"

دربان کے لہجے میں غراہٹ تھی۔

"کیا مطلب"

عمران نے یوں ایکٹنگ کی جیسے باس کے جواب نے اسے بے پناہ حیرت میں مبتلا کر دیا ہو۔

مگر دربان واپسی کے لئے مڑ گیا تھا دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آ گیا اور اس نے پیچھے سے دربان کی گردن پکڑ لی۔ دربان نے غرا کر پلٹنا چاہا مگر عمران کا انگوٹھا گردن کی ایک مخصوص رگ پر دباؤ ڈال رہا تھا۔ عمران نے ہلکی سی قوت استعمال کی اور دربان یوں بے حس و حرکت ہو گیا جیسے وہ مٹی کا بنا ہوا ہو اور عمران نے جھٹکا دے کر اسے ایک طرف کر دیا اور خود تیزی سے ذیلی کھڑکی کراس کر کے اندر چلا گیا۔

خاصے وسیع لان کے بعد کوٹھی کا پورچ اور عمارت تھی۔ عمران تیزی سے پورچ کی طرف بڑھنے لگا ابھی اس نے آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ اسے اپنے پیچھے سرسراہٹ سی محسوس ہوئی اور عمران منہ زور گھوڑے کی طرح بدک کر ایک طرف ہو گیا اس کی گردن کے قریب سے خنجر گزرتا ہوا سامنے لان میں جا گرا۔

عمران بجلی کی طرح مڑا اور اب اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ریوالور تھا اور دوسرے لمحے ٹھک سی شک کی آواز آئی اور پھاٹک کے قریب موجود نوجوان فضا میں ہاتھ لہراتا ہوا ڈھیر ہو گیا۔ گولی اس کے دل پر لگی تھی۔

عمران نے لاپرواہی سے ریوالور کی نالی سے نکلنے والی دھوئیں کی ہلکی سی لکیر کو پھونک مار کر منتشر کیا اور ریوالور دوبارہ جیب میں ڈال کر آگے بڑھنے لگا اس نے ایک بار پھر مڑ کر پیچھے دیکھنے کی زحمت گوارا نہ کی۔

پورچ سے ہوتا ہوا وہ برآمدہ میں پہنچ گیا برآمدہ میں موجود دروازے بند تھے۔ عمران جیسے ہی ایک دروازے کے قریب پہنچا۔ دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا اور عمران کے سینے پر مشین گن کی نالی ٹک گئی۔ یہ ایک خاص لحیم شحیم دیو نما انسان تھا۔

"تم نے اندر آنے کی جرأت کیسے کی"

اس نے غراہٹ آمیز لہجے میں عمران سے کہا اس کی آنکھیں غصے کی شدت سے پھیل کر الو کی طرح گول ہو چکی تھیں۔

"ہٹ جاؤ" بلیک کوبرے کا راستہ روکنے والا ہمیشہ موت کا شکار ہو جاتا ہے"

عمران نے بھی جواباً چیتے کی طرح غراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم بلیک کوبرا ہو"

اس آدمی نے مشین گن کا دباؤ عمران کے سینے پر بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں میں بلیک کوبرا ہوں " باس کو کہہ دو "

عمران نے پہلے والے لہجے میں جواب دیا۔

مشین گن بردار ایک لمحے کے لئے بغور عمران کو ناقدانہ نظروں سے دیکھتا رہا اور پھر اس نے مشین گن ہٹالی۔

" ادھر ڈرائنگ روم میں بیٹھو میں اس کو اطلاع کرتا ہوں "

اس نے ساتھ والے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران اطمینان سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا دروازے کو دھکا دے کر اس نے کھولا اور پھر ڈرائنگ روم کی ایک کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا

تقریباً دس منٹ بعد ایک غیر ملکی پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے وہی مشین گن والا تھا۔

" ہیلو بلیک کوبرا "

اس غیر ملکی نے عمران سے ہاتھ ملاتے ہوئے نرم لہجے میں کہا

" ہیلو "

عمران نے نخوت بھرے لہجے میں جواب دیا

" تمہارے آدمی کی لاش پھاٹک پر پڑی ہے اسے اٹھوا لو "

عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

" کیا مطلب کیا تم نے اسے قتل کر دیا؟ "

غیر ملکی کے چہرے پر تشویش کی لہر دوڑ گئی۔

" ہاں بلیک کوبرا کا راستہ روکنے والے کم ہی زندگی پاتے ہیں "

عمران نے طنزیہ نظروں سے مشین گن بردار کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا

" یہ تو جا کر مارگن کی لاش ہٹا دو "

غیر ملکی نے اس مشین گن بردار کو حکم دیا اور وہ سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

" تم یہاں کیسے آئے اور تمہیں میرا پتہ کہاں سے ملا "

غیر ملکی نے سخت لہجے میں عمران سے پوچھا۔

" نرم لہجے میں بات کرو مسٹر۔ تم بلیک کوبرے کی فطرت کو نہیں جانتے یہ میری آخری وارننگ ہے "

عمران نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں جواب دیا۔

" میرے سوال کا جواب دو "

اس دفعہ غیر ملکی کا لہجہ پہلے سے نرم تھا۔

" بلیک کوبرے سے کوئی بات چھپی نہیں رہتی اور ایکا بان اس ملک میں جو کھیل کھیل رہی ہے وہ میری نظروں کے سامنے ہے۔ اس لئے تمہارا سوال فضول ہے "

عمران نے اطمینان سے پر لہجے میں جواب دیا۔

" ایکا بان۔ یہ کیا ہے "

غیر ملکی نے چونک کر سوال کیا ویسے اس کی آنکھوں میں دوڑنے والی تشویش کی ہلکی سی لہر عمران کی تیز نظروں سے چھپی نہ رہ سکی۔

" اب ایکا بان کا مطلب بھی مجھے سمجھانا پڑے گا "

عمران نے غراتے ہوئے کہا " کیا بلیک کوبرے کا نام تم نے پہلی بار سنا ہے "

" تم کیا چاہتے ہو؟ "

غیر ملکی نے سٹپٹاتے ہوئے لہجے میں سوال کیا جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ عمران سے کیسے نپٹے۔

" ہاں اب تم نے پہلی بار کام کی بات کی ہے۔ میں اپنا حصہ چاہتا ہوں "

عمران نے جواب دیا۔

"تم جانتے ہو کہ تم کہاں بیٹھے ہو۔ شیروں کے بھٹ میں گھسنے کے بعد آدمی کو محتاط رہنا چاہئے۔"

اس بار غیر ملکی کا لہجہ کافی سے زیادہ سخت تھا شائد وہ کسی فیصلے پر پہنچ چکا تھا

"ہونہہ تو تم جان بوجھ کر اپنی موت کو دعوت دینے کی سوچ رہے ہو۔ گیدڑوں کی بھٹ میں شیر کو محتاط ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ تم جانتے ہو کہ میری آمد نے ایک لاش کو جنم دیا ہے اور تم اچھی طرح سوچ سکتے ہو کہ میری واپسی یہاں کتنی لاشوں کو وجود میں لائے گی۔ پھر ایکا بان کا اس ملک میں کیا حشر ہو سکتا ہے یہ روز روشن کی طرح واضح ہے۔"

عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے پیٹو دوبارہ اندر داخل ہوا اب اس کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے اس کی مشین گن کا رخ عمران کی طرف ہی تھا

عمران نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور پھر لاپرواہی سے غیر ملکی کی طرف دیکھنے لگا۔ جو غصے کی شدت سے اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

"سنو میں صرف تمہیں وارننگ دینے آیا ہوں اپنے چیف باس کو میرے متعلق رپورٹ دو اور پھر جو فیصلہ وہ کرے مجھے اس سے مطلع کرنا۔ تمہارے فیصلے پر ہی ایکا بان کی موت اور زندگی کا انحصار ہے۔"

عمران نے کہا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"شوٹ"

اچانک غیر ملکی نے چیخ کر پیٹو سے کہا اور پیٹو نے جو شاید پہلے سے ہی اس حکم کا متوقع تھا مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور کمرہ مشین گن کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔

صفدر کی جب حالت ٹھیک ہوئی تو وہ ڈھیلے ڈھیلے قدم اٹھاتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا اس بات کا تو اسے اچھی طرح یقین ہو چکا تھا کہ عمران دانش منزل سے باہر جا چکا ہوگا اس لئے اب اس کے پیچھے بھاگنا اپنی انرجی ضائع کرنے کے مترادف تھا۔ وہ چند لمحوں تک خاموش بیٹھا اور پھر اس نے فائل اٹھا کر اس کو ایک بار پھر پڑھنا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ وہ میکنزم بھی چیک کرتا جا رہا تھا۔ عمران کا ذہن صفدر سے زیادہ تیز تھا اس لئے وہ صفدر کو بے بس کر کے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔

صفدر سوچ رہا تھا کہ اگر یہی حربہ وہ عمران پر استعمال کر دیتا تو اس وقت وہ کم از کم اپنی پہلی ڈیوٹی سے سبکدوش ہو چکا ہوتا۔

فائل میں درج تمام میکنزم سمجھنے کے بعد اس نے فائل ایک طرف رکھی اور پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا

"ہیلو جولیا سپیکنگ"

دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی

"جولیا میں صفدر بول رہا ہوں تمام ممبران کو فوراً دانش منزل پہنچنے کے احکامات دے دو۔ انتہائی اہم میٹنگ ہے۔"

صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا ایکسٹو نے تمہیں احکام دیئے ہیں؟"

جولیا کو حیرت ہو رہی تھی کہ ایکسٹو نے براہ راست اسے احکام دینے کی بجائے صفدر کو کیوں کہا

"حالات قطعی بدل چکے ہیں جولیا۔ مختصراً یہ کہ ایکسٹو نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ صدر مملکت نے ان کا استعفیٰ منظور کر لیا ہے اور اب ایکسٹو کی بجائے مجھے سیکرٹ سروس کا چیف بنا دیا گیا ہے۔ میرا عہدہ ایکس تھری ہے۔ میں نے دانش منزل کا چارج سنبھال لیا ہے۔ تمام ممبران کو بدلے ہوئے حالات سے آگاہ کرنے اور ایک اہم مشن پر گفتگو کرنے کے لئے میں نے یہ میٹنگ بلائی ہے"

صفدر نے اسے مختصر طور پر حالات سے آگاہ کیا چند لمحوں تک تو جولیا کی آواز سنائی نہ دی پھر جب اس کی آواز آئی تو وہ لرزتے ہوئے لہجے میں بول رہی تھی

"صفدر کیا تم مینٹل ہاسپٹل پہنچ گئے ہو یا تمہیں وہاں پہنچانا پڑے گا؟"

جولیا، تمہارا قصور نہیں جب مجھے یہ خبر اچانک سنائی گئی تھی تو مجھے بھی بتلانے والے کی دماغی صحت پر شک ہو گیا تھا۔ مگر حقیقت، حقیقت ہے۔ میں نے شک رفع کرنے کے لئے صدر مملکت سے براہ راست بات کی اور پھر ان کے کہنے پر مجھے یقین آیا اور اب تو میرے پاس تحریری احکامات بھی آ چکے ہیں تم لوگ یہاں آ جاؤ پھر تمام تفصیلات تمہیں پتہ چل جائیں گی۔ آدھے گھنٹے کے اندر اندر سب لوگ یہاں پہنچ جائیں"

صفدر نے نرم لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ ابھی اسے رسیور رکھے چند منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔

صفدر نے رسیور اٹھا لیا۔

"جولیا سپیکنگ باس" دوسری طرف سے جولیا کی کانپتی ہوئی آواز سنائی دی اور صفدر کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی وہ سمجھ گیا جولیا شک رفع کرنے کے لئے ایکسٹو کو کال کر رہی تھی۔

"جولیا وقت ضائع مت کرو۔ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ حقیقت ہے"

صفدر نے حتی الوسع لہجے کو نرم کرتے ہوئے جواب دیا۔

"میرے خدا یہ تک۔۔۔ کیسے ہو سکتا ہے"

جولیا کی ڈوبتی ہوئی آواز صفدر کے کانوں سے ٹکرائی اور پھر ادھر سے رسیور رکھ دیا گیا۔ صفدر نے بھی خاموشی سے رسیور رکھ لیا۔

وہ اب اس درمیانی وقفے میں اپنا لائحہ عمل تیار کر لینا چاہتا ہے اس کے ذمے پہلی ڈیوٹی ہی ایسی لگائی گئی تھی کہ وہ عمران کی ہمدردیاں کھو بیٹھا ہے ورنہ اس وقت عمران اس کے خاصا کام آتا۔ اب جو کچھ بھی کرنا تھا اس نے اپنی ذمہ داری پر عمل کرنا تھا اور صفدر کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اچانک وہ روشنی سے گہرے اندھیرے میں آ گیا ہو۔ اس کی دماغی سکرین پر سیاہی چھا گئی تھی ایسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں سے ہاتھ دھو بیٹھا ہو، یہ اس اچانک اور تیزی سے بدلتے ہوئے حالات کا ردعمل تھا آہستہ آہستہ اس کی حالت نارمل ہوتی گئی اور پھر کافی دیر تک غور و خوض کرنے کے بعد اس نے ایک لائن آف ایکشن سوچ لی اب وہ قدرے مطمئن تھا۔

پھر کمرے کا بلب سپارک کرنے لگا صفدر نے میز پر لگا ہوا بٹن دبا دیا دیوار پر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی سکرین پر جولیا اور کیپٹن شکیل کے چہرے تھے صفدر نے بٹن دبا کر گیٹ کھول دیا اور پھر اس نے گیٹ کھلا رہنے دیا تمام ممبران باری باری آتے رہے اور میٹنگ ہال میں بیٹھتے

چلے گئے۔ جب تمام ممبران وہاں جمع ہو گئے تو صفدر نے گیٹ بند کیا اور پھر وہ اٹھ کر خود بھی میٹنگ ہال کی طرف بڑھ گیا۔

میٹنگ ہال میں موجود تمام ممبران خاموش بیٹھے تھے ان کے چہروں پر تعجب اور پریشانی کے آثار بے حد نمایاں تھے ظاہر ہے ہر شخص کی وہی حالت ہوئی ہو گی جو جولیا یا صفدر کی اس انکشاف کو سن کر ہوئی تھی صفدر جیسے ہی میٹنگ ہال میں داخل ہوا سب لوگ یوں چونک کر اسے دیکھنے لگے جیسے وہ پہلی بار صفدر کو دیکھ رہے ہوں۔

صفدر خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

" دوستو اس وقت ہم عجیب و غریب حالات سے گزر رہے ہیں وہ سب کچھ اچانک ہو گیا ہے جس کا ہم نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا میں آپ کو تفصیلات بتلاتا ہوں "

صفدر نے کہا اور پھر وہ چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گیا پھر اس نے اب تک کی وہ تمام تفصیلات سنا دیں جن سے وہ گزر رہا تھا۔

" مگر ایکسٹو نے استعفیٰ کیوں دیا ہے؟"

کیپٹن شکیل نے سب سے پہلے سوال کیا

" مجھے جو وجہ بتائی گئی ہے وہ یہی ہے کہ صدر مملکت نے خاص طور پر سیکرٹ سروس اور خصوصاً ایکسٹو کو بذات خود مقتول وزیر صنعت کی حفاظت کے فرائض سونپے تھے اور معاملہ بے حد سیریس تھا اور چونکہ ایکسٹو اپنے فرائض میں ناکام رہا اس لئے اس نے استعفیٰ دے دیا " صفدر نے جواب دیا۔

لیکن یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی۔ غیر ملکی وزیر صنعت کے قتل سے تو اصل کیس شروع ہوتا ہے پھر پہلے مرحلہ پر ناکامی سے ایکسٹو کیسے استعفیٰ دے سکتا ہے؟"

تنویر نے جواب دیا۔ تنویر کے چہرے سے محسوس ہوتا تھا جیسے اس کو اس خبر سے سب سے زیادہ دھچکا لگا ہو۔

" کیا بات ہے۔ تنویر ایکسٹو کے استعفیٰ پر تمہیں تو سب سے زیادہ خوش ہونا چاہیے تھا " نعمانی نے طنزیہ لہجے میں تنویر پر چوٹ کی۔

" نہیں دوست جب تک ایکسٹو موجود تھا میں اس سے خار کھاتا تھا۔ مگر اب جب کہ ایکسٹو چلا گیا ہے تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میری زندگی میں کوئی خلا پیدا ہو گیا ہو۔ جیسے ہم اور ہمارا ملک بے دست و پا ہو کر رہ گیا ہے "

تنویر نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

اور تنویر کے خلوص نے سب ممبران کو بے پناہ متاثر کیا۔

" یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ایکسٹو کا استعفیٰ دراصل ایکسٹو کے ہی کسی پلان کا نتیجہ ہو؟"

جولیا نے امید کا سہارا لینے کی کوشش کی۔

" میرے خیال میں ایسا نہیں کیونکہ اس کی دو وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ ایکسٹو کون ہے اسے کہاں زد میں لایا جا سکتا ہے یہ کوئی نہیں جانتا۔ کم از کم مجرم نہیں جان سکتے اس لئے ایکسٹو کو استعفیٰ دے کر روپوش ہونے کی ضرورت نہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو حکومت کبھی تحریری طور پر مجھے ایکس تحریری کا عہدہ نہ دیتی اور نہ ہی ایکسٹو یہ مناسب سمجھتا کہ دانش منزل کا تمام چارج مجھے دے دیا جائے کیونکہ اس طرح میں ان رازوں سے واقف ہو چکا ہوں جن سے بطور ممبر مجھے نہیں ہونا چاہیے تھا۔ وہ دانش منزل چھوڑ کر کسی اور جگہ سے بھی ہمیں کنٹرول کر سکتا تھا؟"

صفدر نے دلائل دیئے

کیا آپ کو پتہ چل گیا ہے کہ ایکسٹو دراصل کون ہے؟

جولیا نے اشتیاق بھرے لہجے میں سوال کیا

" نہیں جولیا ایسا نہیں ہوا میرے یہاں آنے سے پہلے ایکسٹو یہاں سے جا چکا تھا اور یہاں مجھے اس کے کوئی آثار نہیں ملے جن سے اس کی شخصیت کا اندازہ ہوسکتا میری رہنمائی کے لئے دانش منزل کے تمام نظام کا نقشہ وہ ایک فائل کی صورت میں یہاں چھوڑ گیا ہے "

صفدر نے جواب دیا۔

" میرا خیال تھا اب صفدر بھی ایکسٹو کی طرح خفیہ رہ کر کام کرے گا "

چوہان نے پہلی دفعہ زبان کھولی۔

" نہیں تمہارا یہ خیال غلط تھا میں آپ لوگوں کے لئے یا اعلیٰ سطح کے مجرموں کے لئے کوئی نیا آدمی نہیں ہوں اس لئے میرا خفیہ رہنا حماقت ہی ہوتی "

صفدر نے جواب دیا۔

" اچھا اب آئندہ کے لئے کیا پروگرام ہے "

کیپٹن شکیل نے بحث سے اکتا کر کہا

" اب ہمارے سامنے تین باتیں ہیں پہلی بات تو یہ کہ ہمیں عمران کو گرفتار کرنا ہے اور...... "

صفدر نے بتلانا شروع کیا۔

" یہ تو حماقت ہے "

جولیا نے قطع کلامی کرتے ہوئے کہا

" نہیں مس جولیا ہمیں یہ کام کرنا ہے ملکی فرائض کے سامنے ہمیں ہر قسم کا رشتہ بھلا دینا چاہیئے "

صفدر نے قدرے سخت لہجے میں جواب دیا۔

" مگر میں تو نہیں سمجھتی کہ عمران مجرم ہے۔ اس لئے اس کی گرفتاری کیوں اتنی ضروری ہے "

جولیا نے بھی سخت لہجے میں جواب دیا۔

" یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ کیوں ایسا چاہتی ہے ہمارا کام حکومت کے آرڈرز کی تعمیل کرنا ہے۔ یہ تو مجھے بھی یقین ہے کہ عمران مجرم نہیں لیکن چونکہ صدر مملکت کے آرڈرز ہیں اس لئے اس کی تعمیل ضروری ہے ویسے ہم اپنی پوری کوشش کریں گے کہ اصل مجرم کو جلد از جلد ڈھونڈ نکالیں تاکہ عمران کی عزت پہ آنے والا یہ دھبہ جلد از جلد دور ہو سکے "

صفدر نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے آپ اپنی بات پوری کریں "

کیپٹن شکیل نے بحث ختم کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں عمران کی گرفتاری کے بعد ہمیں اصل مجرم کی گرفتاری کے لئے تگ و دو کرنا ہے اور جہاں تک میرا اندازہ ہے مجرم کوئی ایک فرد نہیں بلکہ اس تمام سازش کے پیچھے کوئی بہت بڑی تنظیم کام کر رہی ہے۔ بہرحال جو بھی ہو ہمیں اس مجرم یا مجرموں کو بے نقاب کرنا ہے تیسری بات یہ ہے کہ ہم اس تمام سازش کا اصل مقصد ڈھونڈ نکالیں اور اس سازش کے بخیے ادھیڑ دیں "

صفدر نے تفصیلات بتلائیں

" یعنی ہم نے دو کام کرنے ہیں۔ ایک تو عمران کی گرفتاری۔ دوسرے تنظیم یا مجرموں کی بیخ کنی "

کیپٹن شکیل نے صفدر کی بات کا لب لباب پیش کیا

" ہاں ایسے ہی سمجھ لو " ۔

صفدر نے اس کی بات سے اتفاق کیا۔

"پھر اب اس سلسلے میں کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے"

جولیانے پوچھا۔

"سب سے پہلی بات میں آپ سے یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ سے آپ لوگ میرا نام نہیں لیں گے بلکہ مجھے ایکس ٹو کے نام سے یاد کریں گے میں بحیثیت ممبر آپ لوگوں کے ساتھ کام کروں گا لیکن مستقل ایک نئے سیک اپ میں۔ اور اس نئے سیک اپ میں میرا نام جارج ہوگا۔ فون پر ایکس ٹو ہی چلے گا۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ مجرم مغالطے میں رہیں کیونکہ مجھے ایسے شواہد ملے ہیں کہ مجرموں کو میرا ایکس ٹو ہونے کا علم ہوگیا ہے اب وہ مجھ پر ہاتھ صاف کرنے کی کوشش کریں گے۔"

صفدر نے تجویز پیش کی۔

"یہ بالکل مناسب تجویز ہے۔"

کیپٹن شکیل نے صفدر کی تجویز سے اتفاق کیا اور باقی ممبران نے بھی تائید میں سر ہلا دیا۔

"اب آیئے دوسری طرف۔ کیپٹن شکیل، تنویر اور جولیا عمران کی گرفتاری کے لئے کام کریں گے۔"

"مجھے آپ لسٹ سے نکال دیں"

جولیا نے عمران کی گرفتاری کے سلسلے میں اپنے نام کی شمولیت پر فوراً احتجاج کر دیا۔

"مس جولیا میں بحیثیت ایکس ٹو آپ کو یہ حکم دے رہا ہوں۔"

صفدر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور جولیا کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا لیکن وہ خاموش رہی۔

"میں بحیثیت جارج جوہان اور نعمانی مجرموں اور ان کی سازش کا سراغ لگائیں گے"

صفدر نے دوسرا حکم دیتے ہوئے کہا۔

صدیقی ویٹنگ لسٹ میں رہے گا۔ انہیں کبھی بھی استعمال کیا جا سکتا ہے"

صفدر نے مزید کہا۔

"ٹھیک ہے"

صدیقی نے جواب دیا۔

یہ تو ہے ابتدائی پلان ویسے ہر ممبر کسی بھی وقت کسی بھی مقصد کے لئے کام کر سکتا ہے۔"

صفدر نے مزید ہدایات دیتے ہوئے کہا

"اب اس سلسلے میں مزید تفصیلات ہم بیٹھ کر طے کر لیتے ہیں اور ابھی سے یہ کام ہنگامی بنیادوں پر شروع ہو جانا چاہیئے۔"

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صفدر نے کہا

اور پھر تمام لوگ مزید تفصیلات طے کرنے میں مصروف ہو گئے۔

سیکشن آفیسر مسٹر خالد جب سیکرٹری صنعت کے ساتھ آئل ریفائنری پلانٹ کا معائنہ کر کے آئے تھے وہ عجیب الجھن میں گرفتار تھے انہیں معائنے کے

دوران یہ شک پڑا تھا کہ سب کارروائی ایک ڈرامے کے طور پر ہوئی تھی ان کی نظروں میں سیکرٹری صنعت کی شخصیت بھی مشکوک ہو گئی تھی لیکن وہ اس کا اظہار کرتے ہوئے ڈرتے تھے کیونکہ ان کا شک اگر غلط ثابت ہوا تو ان کے کیریئر کے لئے انتہائی طور پر باعث نقصان ثابت ہوگا اور اگر سچ ثابت ہوا تو مجرم ان کے خلاف ہو جائیں گے مسٹر خالد اچھی طرح جانتے تھے کہ اتنے اونچے پیمانے پر کام کرنے والے مجرموں کے سامنے وہ کاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ انہیں کسی بھی وقت قتل کیا جا سکتا ہے لیکن چونکہ وہ ایک انتہائی محب وطن آدمی تھے اس لئے وہ خاموش بھی نہیں رہ سکتے تھے کیونکہ انہیں احساس ہو رہا تھا کہ ان کی خاموشی ملک کے عظیم ترین مفادات کو نقصان بھی پہنچا سکتی ہے آخر سوچ سوچ کر انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ سر سلطان سے خفیہ طور پر اپنے شک کا اظہار کر دینا چاہیے۔ اور اس فیصلے پر پہنچنے کے بعد وہ کسی حد تک مطمئن ہو گئے۔

دفتر سے فارغ ہونے کے بعد وہ حسب معمول آفس کار میں اپنی کوٹھی پر گئے جب سے وہ آئل ریسرچ پلانٹ سے واپس آئے تھے انہیں احساس ہوا تھا کہ چند نامعلوم آدمی ان کی ہر وقت نگرانی کرتے رہتے ہیں اس لئے وہ اس سلسلے میں بے حد محتاط رہنا چاہتے تھے شام کو وہ حسب معمول کلب گئے اور پھر کلب میں کچھ دیر گزارنے کے بعد وہ پچھلے سے کلب کے ملازموں والے گیٹ سے باہر نکل آئے کلب کی عمارت کے قریب ہی ایک پبلک فون بوتھ تھا وہ تیزی سے فون بوتھ میں داخل ہوئے اور پھر انہوں نے ریسیور اٹھا کر سر سلطان کے نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے۔ کوٹھی سے معلوم ہوا کہ وہ چیف کلب جا چکے ہیں اس بار انہوں نے کلب کے نمبروں پر رنگ کیا اور پھر چند لمحوں کی رنگ و دو کے بعد سر سلطان ٹیلی فون پر آ گئے۔

"سر میں سیکشن آفیسر خالد وزارت صنعت بول رہا ہوں"

خالد نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"فرمائیے"

سر سلطان نے حیرت زدہ لہجے میں سوال کیا کیونکہ وزارت صنعت کے سیکشن آفیسر کو ان سے ایسا کون سا ایمرجنسی کام پڑ سکتا تھا یہ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا

"سر میں ایک پبلک فون بوتھ سے آپ کو کال کر رہا ہوں کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ کچھ لوگ میری نگرانی کر رہے ہیں"

خالد نے تمہید باندھی یا شاید وہ سر سلطان کو کال کی اہمیت جتانا چاہتے تھے۔

"فرمائیے"

سر سلطان نے اس تمہید سے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"سر میں پچھلے دنوں سیکرٹری صنعت کے ساتھ آئل ریسرچ پلانٹ کا معائنہ کرنے گیا تھا مجھے یوں شک پڑا کہ وہاں ملک کے مفاد کے خلاف کام ہو رہا ہے"

خالد نے مختصر طور پر بات کی۔

"تو پھر آپ سیکرٹری صنعت سے بات کیجئے"

سر سلطان نے تحمل سے بھرپور لہجے میں جواب دیا

"نہیں جناب میرے خیال کے مطابق سیکرٹری صنعت کی شخصیت بھی اس سلسلے میں مشکوک ہے لیکن مجھے پختہ یقین نہیں ہے اس لئے میں یہ چاہتا تھا کہ خفیہ طور پر آپ کو تفصیلات بتلاؤں اور آپ اس سلسلے میں تحقیقات کریں تاکہ درمیان میں میرا نام نہ آئے"

مسٹر خالد نے جواب دیا

"اگر ایسی بات ہے تو آپ میری کوٹھی پر رات کو آ جائیں وہاں بات چیت ہو جائے گی"

سر سلطان نے اب معاملہ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب دراصل مجھے شک ہے کہ میری کڑی نگرانی ہو رہی ہے اس لئے اگر نگرانی کرنے والوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ میں آپ سے ملا ہوں" تو میری جان کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ بھی ہوشیار ہو جائیں۔"

مسٹر خالد نے جواب دیا۔

"آپ کا کیا اندازہ ہے کہ اس وقت آپ کی کیا پوزیشن ہے؟"

سر سلطان نے سوال کیا۔

"اس وقت میری نگرانی نہیں ہو رہی ہے میں جونیئر کلب سے خفیہ طور پر اس فون بوتھ پر پہنچا ہوں۔"

مسٹر خالد نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے آپ یہاں سے ٹیکسی لے کر سیدھے ایمپائر ہوٹل پہنچ جائیں اس کے منیجر سے میرا نام لیں وہ آپ کو دوسری منزل روم نمبر ۲۰ میں پہنچا دے گا۔ میں بھی وہاں آجاتا ہوں۔"

سر سلطان نے جواب دیا۔

"بہتر جناب میرے خیال میں یہ مناسب رہے گا۔"

مسٹر خالد نے جواب دیا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔

مسٹر خالد نے بھی رسیور رکھا اور پھر وہ فون بوتھ سے نکل آئے انہوں نے محتاط نظروں سے چاروں طرف دیکھا۔ مگر انہیں کوئی مشکوک آدمی نظر نہ آیا اسی لمحے ایک خالی ٹیکسی قریب سے گزری۔ مسٹر خالد نے ٹیکسی روکی اور پھر اسے ایمپائر ہوٹل چلنے کو کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کمرہ نمبر ۲۰ میں بیٹھے تھے دروازہ کھلا اور پھر سر سلطان اندر داخل ہوئے

مسٹر خالد تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے

"تشریف رکھئے اور مجھے بتائیے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

سر سلطان نے مصافحہ کرنے کے بعد انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا

سر بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے دوست ملک ...... کی زیر نگرانی ہمارے ملک میں تیل کی تلاش کا کام بڑے وسیع پیمانے پر شروع ہوا ہے لیکن پچھلے چند ماہ سے یکایک یہ رپورٹ دی گئی کہ تیل کی تلاش میں ناکامی ہوئی ہے جب کہ اس سے پہلے جو رپورٹ دی گئی تھی اس میں یہ خوشخبری سنائی گئی تھی کہ تیل کی تلاش کامیاب ہو گئی ہے۔ اس سلسلے میں دوست ملک کے وزیر صنعت یہاں بذات خود تحقیقات کرنے اور حکومت سے مزید بات چیت کرنے کے لئے آئے تھے کہ ایئرپورٹ پر انہیں قتل کر دیا گیا ہمارے سابقہ سیکرٹری صنعت بھی قتل کر دیئے گئے ان کی جگہ نئے سیکرٹری صنعت تعینات ہوئے۔ میں اس دن باقاعدہ معائنہ کے لئے سیکرٹری صنعت کے ساتھ آئل ریسرچ پلانٹ پر گیا مقصد یہ تھا کہ سیکرٹری صاحب وہاں جا کر دیکھیں بات چیت کریں اور ایک خصوصی رپورٹ صدر مملکت کو دیں وہاں بات چیت کے دوران میں نے یہ محسوس کیا کہ یہ ہمارے ملک کے خلاف کوئی گہری سازش کی جا رہی ہے وہ کنواں جب ہم نے دیکھا جس سے تیل نکلنے کی امید تھی تو مجھے وہاں ایسی بو اس کنویں سے نکلتی محسوس ہوئی جیسے اس کنویں کے نیچے تیل موجود ہو پھر کنویں کی انتہائی گہرائی تک ایک سائیڈ پر ایک بڑی ٹنل کھودی گئی ہے اس ٹنل کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کوئی زیر زمین پائپ لائن بچھائی گئی ہو۔ میرے سوال کرنے پر وہاں کے چیف انجینئر اور چیف ایگزیکٹو کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے

اور سیکرٹری صنعت نے بھی وہاں سب باتیں ایسی کیں جیسے وہ مجبوراً یہ رسم نبھا رہے ہوں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ سیکرٹری صنعت کسی معدنیات اور خصوصاً آئل سپیشلسٹ کو ساتھ لے جاتے مگر وہاں انہوں نے ایسا نہیں کیا اور انہوں نے واپس آکر بالکل اسی طرح کی رپورٹ تیار کر کے صدر مملکت کو بھجوا دی ہے جیسا کہ وہ لوگ چاہتے تھے چونکہ میں نے وہاں شک کا اظہار کیا تھا اس لئے میں نے وہاں کے چیف انجنیئر اور چیف ایگزیکٹو دونوں کی نظروں میں اپنے لئے نفرت اور دشمنی کے تاثرات دیکھے پھر مجھے یوں احساس ہو رہا ہے جیسے میری ہر وقت کڑی نگرانی کی جا رہی ہو میں نہیں چاہتا تھا کہ میری خاموشی کی وجہ سے ملک کو بہت بڑا نقصان پہنچ جائے اور دوسری طرف میرا یہ شک تھا مجھے یقین نہیں اس لئے میں اپنے شک کا اظہار کرتے ہوئے بھی خوفزدہ تھا کہ اگر میرا شک غلط ثابت ہوا تو چونکہ اس شک میں سیکرٹری صنعت کی ذات بھی ملوث ہے اس لئے مجھے اپنا کیریئر تباہ ہوتا نظر آ رہا تھا چنانچہ کافی سوچ بچار کے بعد میں نے آپ سے گفتگو کرنے کا فیصلہ کیا۔ آپ اپنے طور پر تحقیقات کرائیں اگر یہ شک صحیح نکلا تو مجھے خوشی ہوگی کہ میری وجہ سے ملک ایک عظیم نقصان سے بچ جائے گا اور اگر یہ غلط نکلا تو آپ براہ مہربانی مجھے معاف کر دیں گے اور میرا نام درمیان میں نہیں آنے دیں گے کیونکہ میں یہ سب کچھ صرف ملک کے مفادات کے پیش نظر کر رہا ہوں۔"

مسٹر خالد نے تفصیلات بتلائیں اور پھر خاموش ہو گئے۔

سر سلطان کسی گہری سوچ میں غرق تھے۔ چند لمحوں بعد انہوں نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر مسکرا کر مسٹر خالد سے کہنے لگے۔

"مجھے آپ کے خیالات سن کر بے حد خوشی ہوئی ہے آپ نے ملک سے وفاداری کا ثبوت دیا ہے۔ میں خفیہ طور پر تحقیقات کراؤں گا اور آپ کا شک چاہے غلط ثابت ہو آپ پر کسی قسم کا حرف نہیں آئے گا، آپ قطعی بے فکر ہو جائیں اور میری یہ بات یاد رکھیں کہ ہماری ملاقات کا کسی سے بھولے سے بھی ذکر نہ کریں اور نہ ہی اس شک کا اظہار کسی اور سے کریں۔"

سر سلطان نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب۔ میں اپنا منہ قطعی بند رکھوں گا۔"

مسٹر خالد نے ممنونیت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"اور سنیئے میں چند دنوں تک استعفیٰ دینے والا ہوں لیکن آپ فکر نہ کریں سیکرٹ سروس اس شک پر مزید تحقیقات کرے گی۔ چاہے میرا استعفیٰ منظور ہو یا نہ ہو ایسا نہ ہو کہ میرے استعفیٰ کی خبر سن کر آپ یہ سوچیں کہ نئے سیکرٹری خارجہ یا کسی اور سے بات کریں اور نہ ہی آپ میرے استعفیٰ کی بات کسی سے کریں۔"

سر سلطان نے انہیں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب"

مسٹر خالد نے جواب دیا۔

"رازداری کی بنا پر میں آپ کے لئے چائے وغیرہ نہیں منگا سکتا اس لئے میری معذرت قبول کریں"

"شکریہ جناب میرے ضمیر سے بوجھ ہٹ گیا ہے اس کی مجھے بے حد خوشی ہو رہی ہے۔ آپ کی نوازش ہے کہ آپ نے میری بات کو اس حد تک اہمیت دی ہے۔ اچھا اب مجھے اجازت دیجئے۔"

مسٹر خالد سر سلطان کا عندیہ پا چکے تھے اس لئے انہوں نے اجازت طلب کر لی۔

سر سلطان نے مسکراتے ہوئے ان سے مصافحہ کیا اور پھر مسٹر خالد کمرے سے

باہر نکل آئے ہوٹل سے نکل کر انہوں نے ٹیکسی پکڑی اور دوبارہ کلب پہنچ گئے۔ کلب میں وہ ملازموں والے گیٹ سے داخل ہوئے تاکہ کسی کو ان پر شک نہ ہو سکے۔

پھر تھوڑی دیر کلب میں مزید گزارنے کے بعد وہ اپنی کار ڈرائیو کرتے ہوئے کلب سے نکل کر کوٹھی کی طرف چلے جیسے ہی ان کی کار پورٹ روڈ کے چوراہے پر مڑی اچانک دائیں سائیڈ سے ایک کار نے آگے بڑھ کر ان کا راستہ روک لیا مسٹر خالد نے گھبرا کر پوری قوت سے بریک دبا دیئے ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے راستہ روکنے والی کار سے دو آدمی نکل کر ان کی طرف بڑھے اور دوسرے لمحے ان میں سے ایک نے دروازہ کھول کر مسٹر خالد کو باہر گھسیٹ لیا

"خاموشی سے سامنے والی کار میں چلے چلو ورنہ..... گھسیٹنے والے نے موت کے سے سرد لہجے میں انہیں حکم دیا اس کا ریوالور مسٹر خالد کی کمر سے لگ چکا تھا۔

مسٹر خالد خاموشی سے راستہ روکنے والی کار میں بیٹھ گئے اور کار آگے بڑھ گئی جلد ہی کار ایک قریبی کالونی کی کوٹھی میں داخل ہو گئی۔

ریوالور کے زور پر انہیں ایک کمرے میں لے جایا گیا جہاں ایک نقاب پوش پہلے سے موجود تھا۔

"اسے ستون سے باندھ دو" نقاب پوش نے آنے والوں کو حکم دیا اور انہوں نے نقاب پوش کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے انہیں ستون سے اچھی طرح جکڑ دیا

"اب بتلاؤ تم کلب سے کہاں غائب ہو گئے تھے"

نقاب پوش نے کڑکتے ہوئے لہجے میں خالد سے سوال کیا۔

"تم کون ہو اور مجھے یوں غیر قانونی طور پر یہاں کیوں لائے ہو۔ تم نہیں جانتے کہ میں اعلیٰ سرکاری افسر ہوں"

خالد نے حواس مجتمع کرتے ہوئے سخت لہجے میں سوال کیا۔

"جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو"

نقاب پوش نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"مگر تم کون ہو پوچھنے والے"

خالد ابھی تک مزاحمت کر رہا تھا۔

دوسرے لمحے نقاب پوش کے اشارے پر ایک ریوالور بردار آگے بڑھا اور اس نے پوری قوت سے ریوالور کا دستہ مسٹر خالد کے جبڑے پر مارا۔ کھٹک کی آواز نکلی اور مسٹر خالد کے جبڑے کی ہڈی ٹوٹ گئی اس کے منہ اور ناک سے خون بہہ نکلا اور وہ بے ہوش ہو گئے۔

"ہوش میں لے آؤ"

نقاب پوش حلق کے بل چیخا جیسے خالد کا بے ہوش ہونا اس کی مرضی کے خلاف ہوا ہو۔

ریوالور بردار نے میز پر پڑی ہوئی وہسکی کی بوتل اٹھائی اور اس کے چھینٹے مسٹر خالد کے منہ پر مارنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی مسٹر خالد نے آنکھیں کھول دیں تکلیف کی شدت سے اس کی آنکھوں سے پانی بہہ نکلا تھا جبڑا ٹوٹنے کی وجہ سے منہ ٹیڑھا ہو چکا تھا۔

"بتاؤ تم کلب سے کہاں غائب ہوئے تھے"

نقاب پوش نے بے رحمانہ انداز میں اپنا سوال دہرایا۔

مسٹر خالد خاموش رہے انہوں نے ذہنی طور پر فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ان لوگوں کو اپنی سر سلطان کے ساتھ ملاقات کا ذکر کسی قیمت پر بھی نہیں کریں گے چاہے یہ انہیں جان سے مار دیں۔

"کاویہ لے آؤ"

نقاب پوش مسٹر خالد کی خاموشی سے چڑ گیا۔ ایک آدمی کمرے سے باہر نکل گیا اور پھر

جب وہ واپس لوٹا تو اس کے ہاتھ میں الیکٹرک کا دیا تھا اس نے ہولڈر میں پلگ لگایا اور پھر سوئچ آن کر دیا۔ چند لمحوں میں کاویا سرخ ہو گیا۔

کاویا جیسے ہی سرخ ہوا اس نے آگے بڑھ کر گرم سلاخ مسٹر خالد کے بازو سے لگا دی۔ کمرے میں گوشت سڑنے کی سڑانڈ پھیل گئی اور مسٹر خالد جو تکلیف ضبط کرنے کے لئے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اس کو برداشت نہ کر سکے اور انہوں نے تکلیف کی شدت سے بے اختیار سر مارنا شروع کر دیا۔ کاویا علیحدہ کر لیا گیا۔

"بتاؤ تم کلب سے کہاں گئے تھے"

نقاب پوش نے چیخ کر کہا۔

"میں کہیں نہیں گیا تھا میں کلب میں تھا"

مسٹر خالد نے اٹک اٹک کر جواب دیا۔

"یہ جھوٹ بول رہا ہے اس کی دائیں آنکھ میں گھونپ دو"

نقاب پوش نے حکم دیا۔ اور کاویا کا رخ مسٹر خالد کی آنکھ کی طرف ہو گیا۔

مسٹر خالد کانپ گئے، کاویا لمحہ بہ لمحہ ان کی آنکھ کے قریب آتا جا رہا تھا۔ کاویا کی سرخ زبان انہیں اپنی طرف لپکتی صاف نظر آ رہی تھی جب کاویا ان کی آنکھ کے اس قدر قریب آ گیا کہ اس کی حدت سے ان کی آنکھ کی پلکیں جلنے لگیں تو نقاب پوش نے چیخ کر پوچھا

"اب بھی وقت ہے سچ بتا دو"

"میں کہیں نہیں گیا تھا"

مسٹر خالد نے اپنی تمام تر قوت ارادی کو بروئے کار لاتے ہوئے کہہ دیا اور دوسرے لمحے ان کی چیخ سے کمرے کے در و دیوار جھنجھنا اٹھے گرم کاویا ان کی آنکھ میں گھس چکا تھا۔

ے کاویہ: جس سے ٹیکے داغا لگاتے ہیں

مسٹر خالد وطن پر اپنی آنکھ قربان کر کے بے ہوش ہو چکے تھے۔

"اسے ہوش میں لے آؤ"

نقاب پوش نے حکم دیا اور ایک بار پھر ان کے منہ پر وہسکی کے چھینٹے ڈالے جانے لگے جب وہ ہوش میں آئے تو ایک نے ان کا منہ کھول کر وہسکی ان کے منہ میں ڈال دی مسٹر خالد کے حواس دوبارہ قائم ہونے لگے۔

"بتاؤ تم کلب سے کہاں گئے تھے"

نقاب پوش نے مسکراتے ہوئے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"میں تمہارے گھر تمہاری بیوی سے معاشقہ لڑانے گیا تھا"

مسٹر خالد نے ذہنی ابتری کے باوجود اسے مزید چڑایا

"شٹ اپ یو سن آف بچ"

نقاب پوش حلق کے بل چیخا۔ "میرا ہنٹر لاؤ۔ میں دیکھتا ہوں یہ کب تک نہیں بتلاتا"

اور خالد نے ہونٹ مزید بھینچ لئے۔ اس کی دائیں آنکھ سے ابھی تک مواد باہر رس رہا تھا۔

ایک نقاب پوش نے نقاب پوش کو ہنٹر لا کر دیا اور دوسرے لمحے شڑاپ شڑاپ کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔ پہلے دو تین منٹ تو خالد اپنی بے پناہ قوت ارادی کے بل پر تکلیف برداشت کرتا رہا مگر پھر ہر ضرب کے ساتھ اس کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں

"بتاؤ"

نقاب پوش غصے سے ہانپنے لگا۔

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو"

خالد نے سسکتی ہوئی آواز میں پوچھا

"تم کب سے کہاں گئے تھے"
نقاب پوش نے سوال دہرایا۔
"اپنے ایک دوست سے ملنے گیا تھا"
خالد نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔
"اس دوست کا نام"
نقاب پوش نے ہاتھ روکتے ہوئے پوچھا
"اعظم۔ تجارت کرتا ہے"
خالد نے جواب دیا۔
"لیکن تم خفیہ طور پر کیوں گئے تھے"
میں نے اس سے رشوت لینی تھی اس لئے۔
خالد نے دانت بھینچتے ہوئے جھوٹ بولا
"تم اپنے شک کا اظہار کرنے تو نہیں گئے تھے۔"
نقاب پوش نے بغور اس کی اکلوتی آنکھ میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"کیسا شک"
خالد نے اپنے لہجے کو تعجب آمیز بناتے ہوئے پوچھا۔
"جس کا اظہار تم نے اُس ریسرچ پلانٹ میں کیا تھا"
نقاب پوش نے جواب دیا۔
"مجھے وہاں کوئی شک نہیں ہوا"
خالد نے جواب دیا۔
"جھوٹ مت بولو"
نقاب پوش حلق کے بل چیخا

"تم سمجھتے کیوں نہیں اگر مجھے کوئی شک ہوتا تو میں رپورٹ میں اس کا ضرور اظہار کرتا اور پھر وہاں میری حیثیت کیا تھی۔ سیکرٹری صنعت بذات خود وہاں موجود تھے یہ کام ان کا تھا" خالد نے جواب دیا۔

تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ بگڑ چکا تھا اور اس کی آواز لحظہ بہ لحظہ مدھم ہوتی جا رہی تھی جیسے وہ بے ہوشی کی سرحد میں دبے پاؤں داخل ہو رہا ہو۔

نقاب پوش چند لمحوں تک تذبذب کے عالم میں بے ہوش ہوتے ہوئے خالد کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے دانت بھینچ لئے۔

"اسے شوٹ کر دو اور اس کی لاش کو الیکٹرک بھٹی میں ڈال دو"
نقاب پوش نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا۔
اور بے ہوش ہوتا ہوا خالد یہ حکم سن کر چونک پڑا۔
"مم... میرا قصور" اس نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں سوال کیا"
"ہم تمہاری زبان ہمیشہ کے لئے بند کر دینا چاہتے ہیں۔"
نقاب پوش نے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر جانے لگا۔

دوسرے لمحے مسلسل چار فائر ہوئے اور خالد کی گردن ڈھلک گئی چاروں گولیاں اس کے سینے میں پیوست ہو گئی تھیں
مسٹر خالد نے اپنی جان ملک پر قربان کر دی تھی۔

جیسے ہی غیر ملکی نے منہ سے شوٹ کا لفظ نکالا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آگیا اور دوسرے لمحے مشین گن کی تڑتڑاہٹ سے کمرہ گونج اٹھا مگر تمام گولیاں دیوار سے ٹکرائیں اور عمران خود اس غیر ملکی کی پشت پر موجود تھا اس کا بازو غیر ملکی کی گردن کے گرد اپنا حلقہ مضبوط کر چکا تھا یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہو گیا تھا۔

پٹشو نے سراسیمہ ہو کر فائرنگ بند کر دی مگر اب بھی مشین گن کے ٹریگر پر اس کی انگلی بے قرار تھی۔

"تم نے بلیک کوبرے کے متعلق غلط اندازہ لگایا تھا"

عمران نے زہر خند لہجے میں کہا۔ اور پھر اس کے دوسرے ہاتھ سے پکڑے ہوئے ریوالور سے گولی نکلی اور پٹشو کے ہاتھ سے مشین گن اچھل کر نیچے آ گری اور ساتھ ہی عمران نے غیر ملکی کو پوری قوت سے پٹشو پر دھکیل دیا۔ مگر غیر ملکی عمران کی توقع سے زیادہ ہوشیار نکلا اس نے راستے ہی میں اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر وہ دوبارہ عمران پر پلٹ پڑا۔ مگر عمران کی بوٹ کی زبردست ٹھوکر اس کے پیٹ پر پڑی اور وہ ڈکراتا ہوا پیچھے آ گرا۔

پٹشو تیزی سے مشین گن کی طرف بڑھا مگر عمران نے اس سے پہلے ہی اس کی کمر پکڑ لی اور دوسرے لمحے لحیم شحیم پٹشو اس کے ہاتھوں پر اٹھتا چلا گیا اس سے پہلے کہ غیر ملکی اٹھتا عمران نے پٹشو کو پوری قوت سے غیر ملکی پر دے مارا اور وہ دونوں فرش پر بے حس و حرکت ہو گئے۔

"اپنے چیف سے بات کرو۔ میں تم سے پوچھ لوں گا۔ میرا حصہ دیئے بغیر ایکا بان یہاں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتی"

عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے کمرے سے باہر آ گیا۔

ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا کہ اچانک ایک دھماکہ ہوا اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ قریبی دروازے سے ایک اور غیر ملکی ہاتھ میں ریوالور لئے اس کو روکے کھڑا تھا۔

دوسرے لمحے تقریباً پانچ چھ آدمی مشین گنیں اٹھائے اس کے ارد گرد آ موجود ہوئے۔

"خبردار اگر حرکت کی"

اس غیر ملکی نے چیخ کر کہا اور عمران سر جھٹک کر خاموش کھڑا رہا۔ پٹشو اور پہلا غیر ملکی بھی کمرے سے باہر آ گئے۔

"اسے ڈارک روم میں لے چلو اگر یہ ذرا بھی غلط حرکت کرے تو بلا دریغ بھون ڈالنا"۔

پہلے غیر ملکی نے چیخ کر مشین گن برداروں سے کہا۔

اور پھر عمران ان مشین گن برداروں کے حلقے میں مختلف کمروں سے ہوتا ہوا ڈارک روم میں پہنچ گیا یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جو اپنے ساز و سامان سے دار العقوبت معلوم ہوتا تھا عمران کو ایک کرسی پر بیٹھا دیا گیا اور مشین گن بردار چاروں طرف سے اسے گھیر کر کھڑے ہو گئے پھر دروازہ کھلا اور پہلا غیر ملکی اندر داخل ہوا۔ وہ

آہستہ آہستہ چلتا ہوا عمران کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔
"تم کون ہو"
اس نے سنجیدگی سے پوچھا
"بیک کوبرا"
عمران نے بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیا
"میں نہیں مانتا کیونکہ بیک کوبرا کی اس ملک میں آنے کی ہمیں اطلاع نہیں ملی"
غیر ملکی نے جواب دیا۔
"نہ ملی ہوگی بہرحال میں تمہارے سامنے بیٹھا ہوں"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے سے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اسے کسی کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہ ہو۔
"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم بیک کوبرا ہو"
غیر ملکی نے تجسس آمیز لہجے میں سوال کیا۔
"مجھے ثبوت دینے کی کیا ضرورت ہے تم خود ہی فیصلہ کر لو"
عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔
"اگر ہم تمہیں یہاں قتل کر دیں تو ہم اپنے ایک بہت بڑے دشمن سے چھٹکارا پالیں گے"
غیر ملکی نے زہرخند لہجے میں کہا۔
"تم نے اپنی پہلی کوشش کا حشر دیکھ لیا تھا اور اب دوسری بار بھی کوشش کر دیکھو۔ مگر یہ یاد رکھنا کہ پہلی بار میں نے تمہیں معاف کر دیا تھا مگر اس بار......"
عمران نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا
"تمہیں شاید اپنے متعلق ضرورت سے زیادہ خوش فہمی ہے"

غیر ملکی نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔
"آزما کر دیکھ لو"
عمران نے اسے چڑانے کے سے انداز میں کہا۔
"نمبر تھری پولیرائیڈ کیمرہ لے آؤ۔ ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ بیک کوبرا ہے یا نہیں"
غیر ملکی نے قریب کھڑے ایک نوجوان سے کہا اور وہ خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔
عمران زیر لب مسکرایا کیونکہ اسے اچھی طرح علم تھا کہ اس کا سپیشل میک اپ پولیرائیڈ کیمرے کی زد سے باہر ہے ویسے اس نے دل میں شکر ادا کیا کہ اس نے عام یا پلاسٹک میک اپ نہیں کیا ہوا تھا ورنہ پولیرائیڈ کیمرہ اس کی اصلی شکل ظاہر کر دیتا اور یہ تمام بات اس پلان کے خلاف جاتی۔
نمبر تھری کیمرہ لے کر اندر داخل ہوا اور پھر اس نے عمران کا فوٹو سنیپ لیا اور پولیرائیڈ کیمرے نے دو منٹ میں پازیٹو آٹومیٹک تیار کر دیا نمبر تھری نے وہ پازیٹو غیر ملکی کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔
"ہونہہ اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی بیک کوبرا ہو"
غیر ملکی نے اس بار نرم لہجے میں سوال کیا
"کیا تم میری آفر منظور کر چکے ہو"
عمران نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر ڈالا۔
"اس کا فیصلہ چیف کرے گا"
غیر ملکی نے جواب دیا
"تو پھر تم یہ بات کیوں پوچھ رہے ہو"
"میں نے تفصیلات چیف کو بتلانی ہیں"

غیر ملکی نے جواب دیا۔

"اتنا اسے بتا دینا کہ مجھے تمام تفصیلات کا علم ہے اور چونکہ یہ خاصا اونچا کھیل ہے اس لئے بلیک کوبرا اسے نظر انداز نہیں کر سکتا۔"

عمران نے جواب دیا۔

"میں نے مشن کے متعلق پوچھا تھا۔"

غیر ملکی نے ایک بار پھر تلخ لہجے میں کہا

"شٹ اپ اپنی اوقات سے آگے نہ بڑھو۔ میں اپنی بات بار بار دہرانے کا عادی نہیں ہوں"

عمران نے بھی انتہائی تلخ لہجے میں جواب دیا۔ اور غیر ملکی غصہ ضبط کرنے کے لئے اپنے ہونٹ چبانے لگا اب جبکہ اسے یہ ثبوت مل چکا تھا کہ نووارد واقعی بلیک کوبرا ہے تو اب وہ اپنے طور پر کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

"اچھا جب تک میں چیف سے مزید ہدایات نہ لے لوں تمہیں یہاں رہنا پڑے گا"

غیر ملکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم جا کر بات کرو اس کا فیصلہ میں نے کرنا ہے کہ میں یہاں رکوں یا نہیں"

عمران نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔

"تم سب باہر جاؤ ایک مشین گن مجھے دے دو"

غیر ملکی نے دروازے کے قریب رک کر کہا اور وہ سب باری باری کمرے سے باہر نکل گئے۔ غیر ملکی مشین گن لئے عمران کا نشانہ بنائے دروازے میں کھڑا رہا۔ عمران نے کوئی حرکت نہیں کی وہ خاموشی سے کرسی پر بیٹھا رہا۔ اچانک غیر ملکی دروازے سے باہر نکل گیا اس کے باہر نکلتے ہی دروازہ آٹومیٹک بند ہو گیا

عمران نے ایک طویل سانس لی اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اس نے ادھر ادھر دیکھا کمرے کی چھت میں ایک فانوس لٹک رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ اس میں ٹی ویژن آئی فٹ ہوگی اس لئے اس نے دوسرے لمحے بجلی کی سی تیزی سے کرسی اٹھائی اور فانوس پر دے ماری۔ فانوس ایک چھناکے سے ٹوٹ کر نیچے آگرا اس کی کرچیں تمام کمرے میں بکھر گئیں تھیں۔

اب عمران نے اطمینان سے جیب میں سے سپیشل میک اپ صاف کرنے والی مخصوص کیمیکلز سے بھری ہوئی شیشی نکالی اور پھر کیمیکل چہرے پر ملنے لگا۔ تقریباً دو منٹ بعد میک اپ صاف ہو چکا تھا اور اب وہ اپنی اصل شکل میں تھا عمران نے کالر میں سے ایک چپٹا سا پلاسٹک باکس نکالا جو اس کے کالر کے اندر ہی موجود تھا اور پھر اس نے تیزی سے اپنے چہرے پر نیا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ کمرے میں موجود بلب کی روشنی میں وہ سامنے ایک سٹیل کی الماری کی شفاف سطح کو دیکھتے ہوئے میک اپ کرتا رہا اور پھر اس نے باکس دوبارہ کالر میں داخل کر دیا۔

اب وہ ایک نئے میک اپ میں تھا میک اپ سے فارغ ہو کر وہ دروازے کی طرف بڑھا اس نے دروازے کی تکنیک کو غور سے دیکھا دروازہ سپرنگوں کے دباؤ سے بند تھا۔ عمران نے اپنی پتلون اونچی کی اور پھر پنڈلی سے بندھے ہوئے تسمے سے اس نے ایک باریک سی تار نکال لی۔ تار کا پچھلا سرا اندر سے گول تھا۔ اس نے تار دروازے کی جھری میں ڈالی اور پھر اس سرے کو گھمانا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے کھٹک کی آواز آئی اور دروازہ آہستہ آہستہ کھلنا شروع ہو گیا تار میں سے نکلنے والے مائع نے آٹومیٹک سسٹم ختم کر دیا تھا

عمران نے تیزی سے ایک طرف ہٹ کر وہ تار دوبارہ تسمے میں اٹکائی اور پھر کمرے سے باہر نکل آیا یہ ایک طویل راہداری تھی وہ دبے پاؤں راہداری میں

چلتا ہوا ایک کمرے کے سامنے رکا۔ اسے وہ راستہ اچھی طرح معلوم تھا جس سے گزر کر وہ اس کمرے میں پہنچا تھا۔ جلد ہی مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد وہ برآمدے میں پہنچ گیا۔

برآمدے اور لان میں اسے بہت سے مشین گن بردار ٹہلتے ہوئے نظر آئے عمران کے باہر نکلتے ہی وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"خیال رکھنا کہیں وہ نکل نہ جائے میں ابھی واپس آرہا ہوں"

عمران نے تیزی سے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پھاٹک کی طرف چل پڑا۔ سب لوگ خاموش ہو گئے کیونکہ عمران نے اسی غیر ملکی کا میک اپ کیا تھا اور عمران کے لئے اس کا لہجہ اختیار کرنا تو کوئی مشکل بات نہیں تھی باقی رہ گیا لباس تو جب تک ان میں سے کوئی اس کے لباس کے بارے میں سوچتا عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پھاٹک سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دور جانے کے بعد اس نے ٹائیگر کو دیکھا۔

"ٹائیگر احتیاط سے نگرانی کرو اور مجھے ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دینا۔"

عمران نے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے اصل آواز میں کہا۔

اور ٹائیگر ایک بار پھر چونک پڑا

کیونکہ عمران جس میک اپ میں کوٹھی کے اندر داخل ہوا تھا اب وہ اس میک اپ میں نہیں تھا۔

عمران آگے بڑھ چکا تھا۔

اور ٹائیگر عمران کی خداداد صلاحیتوں پر دل ہی دل میں عش عش کرتا رہ گیا۔

کیپٹن شکیل کافی دیر سے رانا ہاؤس کی نگرانی کر رہا تھا۔ ایک کیس کے دوران اسے پتہ چلا تھا کہ یہ کوٹھی بھی عمران کی ملکیت ہے اور وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اب عمران اپنے فلیٹ کا رخ نہیں کرے گا۔ اس لئے اس نے رانا ہاؤس کی نگرانی کا بیڑا اٹھایا۔ رانا ہاؤس کے بالکل سامنے ایک کیفے تھا اور اس کیفے میں وہ صبح سے موجود تھا۔

اسے وہاں بیٹھے ابھی کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ اس نے اچانک ایک غنڈے نما شخص کو کوٹھی سے باہر نکلتے دیکھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ شخص سڑک پار کر کے کیفے کے قریب موجود کوٹھی کی دیوار کی آڑ میں رک گیا

چند لمحوں بعد اس نے پھاٹک سے جوزف کو باہر نکلتے دیکھا جوزف کے ہاتھ میں ریوالور تھا اور غصے کی شدت سے اس کا چہرا بگڑا ہوا نظر آرہا تھا۔ وہ بڑی تیز نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا یقیناً وہ اس غنڈے کی تلاش میں تھا۔ جب وہ مایوس ہو کر واپس چلا گیا تو اس نے اس غنڈے کو ایک خالی ٹیکسی میں سوار ہوتے دیکھا ایک لمحے کے لئے اسے یہ شک پڑا کہ کہیں غنڈے کے میک اپ میں عمران ہی ہو کیونکہ وہ غنڈہ تقریباً عمران کے قد و قامت اور جسم کا مالک تھا مگر جوزف کو اس طرح غصیلے انداز میں اس کے پیچھے آتے دیکھ کر اس

نے اپنا فیصلہ بدل دیا کیونکہ اگر وہ عمران ہوتا تو جوزف کو اس طرح پیچھے بھاگنے کی کیا ضرورت تھی شکیل عمران کے متعلق جوزف کے خیالات سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے اس نے اپنا یہ خیال ذہن سے جھٹک دیا

اب وہ پھر کوٹھی کی نگرانی میں مصروف ہوگیا تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے کوٹھی میں سے ایک اور آدمی کو جوزف سمیت باہر نکلتے دیکھا اس شخص کا قد و قامت بھی تقریباً عمران سے ملتا جلتا تھا۔ اور اس نے دیکھا کہ جوزف اسے کوئی بات بتانے کی کوشش کر رہا ہے۔ مگر اس آدمی نے بڑی لاپرواہی سے جوزف کو واپس جانے کا اشارہ کیا اور جوزف واپس کوٹھی میں چلا گیا۔

کیپٹن شکیل کو اب یقین ہو گیا کہ یہ عمران ہے جو میک اپ میں باہر نکل رہا ہے اس نے اس کے تعاقب کا فیصلہ کر لیا وہ خود بھی میک اپ میں تھا تاکہ تعاقب کرتے وقت عمران کی نظروں سے بچ سکے۔

کوٹھی سے نکلنے والا شخص ٹیکسی کی انتظار میں کھڑا تھا۔ کیپٹن شکیل بھی بل ادا کرکے کیفے سے باہر آگیا اس کی موٹر سائیکل کیفے کے قریب ہی ایک گلی میں موجود تھی کیفے سے نکل کر وہ تیزی سے اپنی موٹر سائیکل کی طرف بڑھا اور جب اس کی موٹر سائیکل دوبارہ سڑک پر پہنچی تو اس نے عمران کو ایک ٹیکسی میں سوار ہوتے دیکھا۔ پھر اس نے موٹر سائیکل اس ٹیکسی کے پیچھے ڈال دی۔ ایک چوراہے پر مڑتے ہی اسے شک پڑا کہ عمران کو تعاقب کا احساس ہوگیا ہے کیونکہ ٹیکسی خواہ مخواہ ہی مختلف سڑکوں پر چکراتی پھر رہی تھی چنانچہ وہ اور زیادہ محتاط ہو گیا اس نے ٹیکسی اور موٹر سائیکل کے درمیان فاصلہ مزید بڑھا دیا پھر ٹیکسی سرکلر روڈ کے ایک ہوٹل کے سامنے جا کر رک گئی اور عمران ٹیکسی سے نکل کر ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہوگیا۔

کیپٹن شکیل نے بھی ہوٹل کے سامنے اپنی موٹر سائیکل پارک کی اور پھر وہ بھی ہوٹل میں داخل ہوگیا۔

ہال میں گیٹ کے قریب ہی ایک میز پر اسے عمران بیٹھا نظر آگیا کیپٹن شکیل نے اس کی پشتی میز پر قبضہ کر لیا۔ عمران کی پیٹھ کیپٹن شکیل کی طرف تھی۔

کیپٹن شکیل نے غور سے دیکھا اور اب اسے اپنی حماقت کا احساس ہو رہا تھا کیونکہ قریب سے دیکھنے کے بعد اسے فوراً معلوم ہوگیا کہ یہ شخص عمران نہیں ہوسکتا عمران اور اس آدمی کے جسم میں خاصا فرق تھا

وہ سوچنے لگا کہ فضول یہاں بیٹھنے کی بجائے چائے پی کر چلا جائے ایک غیر متعلق آدمی کا تعاقب کرکے اسے کیا ملے گا لیکن پھر جوزف کے ساتھ اس کا رویہ سوچ کر اس کا ذہن تذبذب ہوگیا۔ جوزف کے رویے سے صاف نمایاں ہوتا تھا کہ وہ اسے اچھی طرح جانتا تھا اور جوزف اتنی اچھی طرح صرف عمران کو ہی جان سکتا تھا لیکن اسے اب اس کا ذہن عمران ماننے کے لئے قطعی تیار نہ تھا۔

بہرحال اس نے چائے منگوائی اور پینی شروع کر دی ابھی اس نے آدھی پیالی ہی ختم کی تھی کہ اچانک وہ آدمی اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر کیپٹن شکیل کی میز پر اس کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔

"آپ میرا تعاقب کیوں کر رہے ہیں"

اس نے مسکراتے ہوئے کیپٹن شکیل سے کہا اور کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں حیرت کی جھلکیاں نمایاں ہوگئیں۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر"

کیپٹن شکیل نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"آپ ابھی تعاقب کے فن میں نوآموز ہیں۔ عمران صاحب کو آپ کی بجائے

کسی پختہ کار آدمی کو تجویز کرنا چاہئے تھا۔"
اس نے دھیمے لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کے نام پر کیپٹن شکیل ایک دفعہ پھر چونک پڑا۔

"کون عمران! آپ گھاس تو نہیں کھا گئے"

کیپٹن شکیل نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"بہرحال یہ میری گذارش ہے کہ آپ میرا تعاقب ترک کر دیں ورنہ میں اپنا تعاقب کرنے والوں کو زندگی کا تعاقب کرنے پر مجبور کر دیتا ہوں۔"

اس بار نو وارد کا لہجہ انتہائی تلخ تھا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر دوبارہ اپنی میز پر واپس چلا گیا۔

کیپٹن شکیل کو اپنی اس توہین پر بے پناہ غصہ آیا اس کی آنکھوں سے شعلے لپکنے لگے اور اس نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔

"اسے ایک سبق دینا ہی پڑے گا"

کیپٹن شکیل نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا۔

اچانک وہ شخص اپنی جگہ سے اٹھا اور سیدھا ٹوائلٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ جب وہ ٹوائلٹ میں داخل ہوا تو کیپٹن شکیل نے ایک چھوٹا نوٹ پیالی کے نیچے دبایا اور اٹھ کر ٹوائلٹ کی طرف بڑھ گیا۔

ٹوائلٹ کا سیکنڈ کیبن خالی تھا کیپٹن شکیل اس میں داخل ہو گیا ان دونوں کی ایک چھت تھی درمیان میں ہارڈ بورڈ کی دیوار لگا کر پارٹیشن کر دی گئی تھی۔

اس نے کان ساتھ والے کیبن سے لگا دیئے اس کے عین توقع کے مطابق وہ آدمی کسی سے ٹرانسیٹر پر بات کر رہا تھا گو آواز بے حد دھیمی تھی مگر پھر بھی چند الفاظ اس کے کانوں میں پڑ گئے۔

"بہتر بس اسے پکڑ کر لے آتا ہوں۔ اوور"

وہ آدمی کہہ رہا تھا اور شاید یہ آخری فقرہ تھا۔ کیونکہ اس کے بعد اس کے کانوں میں اوور اینڈ آل کے الفاظ پڑے۔ کیپٹن شکیل اتنا فقرہ سنتے ہی سمجھ گیا کہ وہ اس کی گرفتاری کے متعلق کہہ رہا ہے کیپٹن شکیل نے فوراً فیصلہ کر لیا کہ اس آدمی کو گرفتار کرکے دانش منزل لے جائے کیونکہ یہ اس کیس میں خاصا ملوث نظر آ رہا تھا چنانچہ یہ فیصلہ کرکے وہ کیبن سے باہر نکلا ابھی تک وہ آدمی ٹوائلٹ سے باہر نہیں آیا تھا۔ کیپٹن شکیل تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا گیٹ کی طرف چل پڑا گیٹ مڑ رہیں اس نے اس آدمی کو ٹوائلٹ سے باہر نکلتے دیکھ لیا۔

کیپٹن شکیل ہوٹل سے باہر نکلا اور پھر اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ کرنی شروع کر دی وہ کن انکھیوں سے گیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا دوسرے لمحے وہ گیٹ سے باہر نکلا اور پھر سڑک پر آ کر قریب کھڑی خالی ٹیکسی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

کیپٹن شکیل بھی اسی مقصد کے لئے خواہ مخواہ کِک مار رہا تھا کہ وہ آدمی ٹیکسی میں سوار ہو جائے چنانچہ جیسے ہی وہ ٹیکسی میں بیٹھا کیپٹن شکیل کی موٹر سائیکل سٹارٹ ہو گئی پھر آگے آگے اس کی موٹر سائیکل اور پیچھے پیچھے ٹیکسی چلتی رہی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کیپٹن شکیل نے جان بوجھ کر ایک سنسان سڑک پر اپنی موٹر سائیکل موڑ دی اس سڑک پر تقریباً ایک فرلانگ چلنے کے بعد گھنا جنگل آ جاتا ہے۔

جنگل کے قریب پہنچ کر کیپٹن شکیل نے اچانک موٹر سائیکل روک دی اور پھر اسے سٹینڈ کرکے اس کی مشینری چیک کرنی شروع کر دی

ٹیکسی حسب توقع اس کے قریب آ کر رک گئی۔ اور پھر وہ آدمی ٹیکسی سے نیچے اتر پڑا۔

"کیا میں کوئی خدمت کر سکتا ہوں؟"

اس نے قریب آکر کہا۔

کیپٹن شکیل تیزی سے سیدھا ہو گیا۔ مگر وہ دوسرے لمحے ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ آنے والے کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔

"مسٹر خبردار اگر حرکت کی۔ منہ دوسری طرف کر لو۔"

اس نے سخت لہجے میں کیپٹن شکیل کو حکم دیا اور کیپٹن شکیل نے خاموشی سے منہ دوسری طرف کر لیا اس کے سامنے موٹر سائیکل تھی اور اس کے ہینڈل پر لگے ہوئے بیک مرر میں اس آدمی کو اپنی طرف بڑھتا ہوا صاف دیکھ رہا تھا پھر اس نے دیکھا کہ وہ اس کے قریب آکر ریوالور کا دستہ اس کے سر پر مارنے لگا ہے کہ اچانک کیپٹن شکیل پھرتی سے مڑا اور دوسرے لمحے وہ آدمی اس کے سر پر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے دور جا گرا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے جب یہ خطرناک صورت حال دیکھی تو اس نے ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھا دی اس آدمی کے نیچے گرتے ہی کیپٹن شکیل نے بھی اس پر چھلانگ لگا دی اور پھر وہ موٹر سائیکل کے اوپر سے ہوتا ہوا اس آدمی پر جا گرا

مگر وہ آدمی تیزی سے کروٹ بدل گیا اور کیپٹن شکیل پشت کے بل زور سے زمین سے جا ٹکرایا گو اسے خاصی چوٹیں آئی تھیں مگر اس نے اٹھنے میں دیر نہیں لگائی۔

اب وہ ایک دوسرے کے سامنے تھے۔

کیپٹن شکیل نے اچانک جھکائی لی اور اس آدمی نے سائیڈ بدلی مگر کیپٹن شکیل اس پر چھا چکا تھا۔ دوسرے لمحے وہ آدمی کیپٹن شکیل کی گرفت میں تھا۔ کیپٹن شکیل کا ایک بازو اس کی گردن میں حائل تھا۔

اس آدمی نے کیپٹن شکیل کے پیٹ میں کہنی مارنی چاہی۔ مگر کیپٹن شکیل نے اچانک ہاتھ کو جھٹکا دیا اور اس آدمی کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

جھٹکا شاید ضرورت سے زیادہ سخت تھا کیونکہ دوسرے لمحے اس آدمی کی گردن لٹک گئی وہ بے ہوش ہو چکا تھا

کیپٹن شکیل نے نفرت آمیز نظروں سے اسے دیکھا اور پھر اسے اٹھا کر موٹر سائیکل کی ٹنکی پر ڈال دیا۔

دوسرے لمحے اس کی موٹر سائیکل تیزی سے سڑک پر بھاگ رہی تھی شہر کے قریب پہنچتے ہی اس نے موٹر سائیکل روکی اور اس آدمی کو زمین پر لٹا دیا

دوسرے لمحے وہ ہاتھ دے کر ایک ٹیکسی کو روک چکا تھا۔

"میرے ساتھی کو دورہ پڑ چکا ہے اسے لے چلو میں موٹر سائیکل پر آتا ہوں"

کیپٹن شکیل نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے تیزی سے باہر نکل کر پچھلا دروازہ کھول دیا کیپٹن شکیل نے اسے اٹھا کر پچھلی سیٹ پر لٹایا اور پھر موٹر سائیکل آگے چل دیا ٹیکسی اس کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی اس آدمی کو دانش منزل لے جانے کا اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہ تھا۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اسے موٹر سائیکل کی ٹینکی پر ڈال کر شہر کے درمیان نہیں چل سکتا تھا جلد ہی وہ لوگ دانش منزل پہنچ گئے کیپٹن شکیل نے ٹیکسی ڈرائیور کو رخصت کیا اور خود اس آدمی کو اٹھا کر مخصوص کمرے میں لے آیا باہر نکل کر اس نے دروازہ لاک کیا اور اب وہ میٹنگ ہال کی طرف بڑھنے لگا۔ تاکہ صفدر کو رپورٹ دے سکے۔

جیسے ہی دروازہ بند ہوا وہ آدمی صوفے پر اچھل کر بیٹھ گیا اس کے چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی یہ بلیک زیرو تھا۔ کیا عجیب اتفاق تھا کہ ایکسٹو کو آج اس کا ایک ممبر اغوا کر کے دانش منزل میں لے آیا تھا۔

یہ سب کچھ بلیک زیرو کے پلان کے مطابق ہوا تھا وہ کوٹھی سے تو کسی اور مقصد کے لئے نکلا تھا مگر راستے میں کیپٹن شکیل کو اپنا تعاقب کرتے دیکھ کر اس

نے ایک نیا پلان مرتب کر لیا اس نے سوچا کہ بجائے ممبروں کا تعاقب کرنے کے کیوں نہ دانش منزل میں ہی ایک وائرلیس ڈکٹا فون نصب کر دے تاکہ سیکرٹ سروس کی تمام کارروائی کا اسے پتہ چلتا رہے اب ظاہر ہے وہ دانش منزل میں کسی وجہ سے داخل نہیں ہو سکتا تھا اس لئے اس نے کیپٹن شکیل کو ہوٹل میں غصہ دلایا اور پھر ٹوائلٹ میں ٹرانسمیٹر پر خود ساختہ بات چیت کی اسے اچھی طرح علم تھا کہ کیپٹن شکیل ملحقہ کیبن میں ضرور آئے گا۔ چنانچہ جیسے ہی ملحقہ کیبن کے دروازہ کھلنے کی آوازیں اس کے کانوں میں پڑیں اس نے ایک فقرہ کہہ دیا وہ کیپٹن شکیل کی فطرت کو اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ اب وہ اسے پکڑ کر دانش منزل لے آنے کی کوشش کرے گا۔ اور بلیک زیرو کا اندازہ بالکل درست نکلا اور نتیجہ میں اب دانش منزل میں وہ موجود تھا۔ دانش منزل کے وہ رنگ و روغن سے واقف ہو جاتا تھا اس لئے یہاں سے نکلنا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا وہ تو اس خیال پر مسکرا رہا تھا کہ اگر کیپٹن شکیل کو پتہ چل جائے کہ وہ جس آدمی کو پکڑ کر لے آیا ہے وہ ایکسٹو ہے تو اس کی کیا حالت ہوگی۔

بلیک زیرو اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر اس نے کمرے کی بائیں دیوار پر لگا ہوا سوئچ بورڈ ایک جھٹکے سے ایک طرف کھسکا دیا۔ اس کے نیچے ایک اور بٹن تھا اس نے بٹن دبا دیا بورڈ واپس اپنی جگہ پر آ گیا۔

بٹن دبتے ہی کمرے کے ایک کونے کا فرش سمٹ گیا اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں نمودار ہو گئیں۔

بلیک زیرو تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا پانچویں سیڑھی پر جیسے ہی اس نے قدم رکھا فرش برابر ہو گیا۔

سیڑھیاں ایک کمرے میں پہنچ کر ختم ہو گئیں بلیک زیرو نے کمرے کی دیوار پر لگی ہوئی ایک بڑی تصویر کو اٹھایا اور اس کے پیچھے کی دیوار پر ریڈ ڈالا کمرے کی بائیں دیوار

کھسکتی چلی گئی یہ ایک خاصی عریض سرنگ تھی بلیک زیرو اس سرنگ میں داخل ہو گیا کچھ دور چلنے کے بعد وہ ایک اور کمرے میں پہنچا اس کمرے کے عین اوپر کنٹرول روم تھا جس میں پہلے وہ خود بیٹھتا تھا اور آج کل صفدر بیٹھ رہا ہوگا۔

اس نے کمرے میں موجود میز پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور سامنے دیوار پر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی سکرین پر کنٹرول روم کا منظر صاف نظر آ رہا تھا کیپٹن شکیل اور صفدر اس کے سامنے اٹھ کر کنٹرول روم سے نکلے شاید وہ بلیک زیرو سے بات کرنے مخصوص کمرے میں جا رہے تھے

ان کے باہر نکلتے ہی بلیک زیرو نے ایک بٹن دبایا اور پھر اوپر چھت کا ایک کونہ ہٹ گیا نیچے سے سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں بلیک زیرو تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر کنٹرول روم میں پہنچا اور پھر اس نے ایک الماری کھول کر اس کی خفیہ دراز میں سے ایک طاقتور وائرلیس ڈکٹا فون نکال کر اس نے درمیانی میز کے نیچے فٹ کر دیا اور پھر الماری بند کر کے دوبارہ سیڑھیاں اترتا ہوا نچلے کمرے میں پہنچ گیا بٹن دباتے ہی فرش برابر ہو گیا۔

بلیک زیرو اپنا مشن پورا کر چکا تھا اس لئے وہ دوبارہ سرنگ میں آیا اور پھر اس نے ایک اور مخصوص بٹن دبا کر ایک اور راستہ پیدا کیا اور تیزی سے اس راستے پر چلنے لگا کافی دور جا کر وہ سرنگ بند ہو گئی سامنے سپاٹ دیوار تھی بلیک زیرو نے فرش کی ایک اینٹ پر اپنے پاؤں سے دباؤ ڈالا اور دیوار ایک طرف کو کھسک گئی دوسرے لمحے بلیک زیرو باہر تھا یہ ایک چھوٹا سا ذخیرہ تھا۔ یہ دانش منزل سے باہر نکلنے کا ایک خفیہ دروازہ تھا۔

ذخیرے سے باہر نکل کر وہ سڑک پر آیا اور پھر ایک خالی ٹیکسی میں بیٹھ کر رانا ہاؤس کی طرف بڑھ گیا وہ یہ سوچ کر مسکرا رہا تھا کہ جب صفدر اور کیپٹن شکیل ملے

مخصوص کمرے سے غائب پائیں گے تو نجانے وہ کیا سوچیں گے اور کیا کریں گے۔

ڈاٹھارلیسرچ پلانٹ میں خاصی گہما گہمی تھی۔ تمام مشینیں پورے زور شور سے چل رہی تھیں۔ چاروں طرف لیبر کام کرتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

سائیڈ میں موجود سائنٹیفک ریسرچ دفتر میں اس وقت چار آدمی ایک بڑی میز کے گرد بیٹھے تھے۔ یہ چاروں غیر ملکی تھے ان کے چہروں پر ست عجیب سی مسرت کا اظہار ہو رہا تھا جیسے وہ اپنے کسی عظیم مشن میں کامیاب ہو چکے ہوں یا ہونے والے ہوں۔

"مسٹر نارمن آپ کے پلان بالکل کامیاب رہے"

ایک غیر ملکی نے پاس بیٹھے غیر ملکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مسٹر سولر اگر پلان پوری توجہ سے تیار کئے جائیں اور ان کو عمل میں لاتے وقت کوئی خامی نہ چھوڑی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ پلان ناکام رہے"

نارمن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بلیک کوبرا کی طرف سے مجھے ڈر ہے کہ کہیں عین موقع پر گڑبڑ نہ کر دے"

ہارڈ نے کچھ تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

آپ تو خواہ مخواہ ہر آدمی سے ہراساں ہو جاتے ہیں پہلے عمران اور ایکسٹو کے متعلق بھی آپ یہی کہہ چکے ہیں مگر آپ نے دیکھا کہ ان دونوں کا کیا حشر ہوا۔ ایکسٹو اپنے عہدے سے الگ کر دیا گیا عمران اپنے ملک کی سیکرٹ سروس، پولیس اور انٹیلی جنس سے چھپا پھر رہا ہے اور سیکرٹ سروس عمران کو گرفتار کرنے کے چکر میں سرگرداں ہے اور ہم یہاں اپنے مشن کو تکمیل تک پہنچانے کے قریب ہیں کیا ہم نے ایک ہی وار میں ان تینوں کو شکست نہیں دے دی"

نارمن نے پرغرور لہجے میں جواب دیا۔

"بلیک کوبرا بین الاقوامی تنظیم کا سربراہ ہے اس کا یوں دھڑلے سے ہمارے مرکز میں گھس آنا اور پھر یوں بے خوفی سے بلیک میل کرنے اور پھر اچانک غائب ہو جانا قابل غور ہے"

ہارڈ نے ناخوشگوار لہجے میں جواب دیا

"آپ چیف باس پر کیوں یقین نہیں کرتے جب اس نے کہہ دیا ہے کہ بلیک کوبرا اپنے ایک اہم مشن کے سلسلے میں جرمنی روانہ ہو رہا ہے تو آپ کو یقین کر لینا چاہئیے"

نارمن نے جواب دیا۔

"یہ تو صحیح ہے لیکن وہ میک اپ میں نہیں تھا۔ پولیرائیڈ کیمرہ جھوٹ نہیں بول سکتا" ہارڈ نے دلیل دیتے ہوئے کہا

"ہر لمحے دنیا میں نئی ایجادات ہوتی رہتی ہیں۔ کیا معلوم وہ میک اپ بھی کوئی نئی ایجاد ہو۔ جسے پولیرائیڈ کیمرہ نہیں پکڑ سکا ہو۔ تمہیں یاد نہیں ہم نے وزیر صنعت کے قتل کے لئے جس آدمی کو عمران کے میک اپ میں بھیجا تھا اس کا نارمل لاکنسا جدید ترین تھا"

نارمن نے جواب دیا۔

"اگر وہ بلیک کوبرا نہیں تھا تو پھر وہ کون تھا جسے ہماری تنظیم، چیف باس اور مرکز کے متعلق علم تھا"

ہارڈ نے جواب دیا۔

"ہاں یہ سوچنے کی بات ہے۔ آج ہمارا مشن شروع ہو جائے گا۔ تب پھر ہم اس کے متعلق بھی غور کریں گے"
نارمن نے لاپرواہی سے جواب دیا
"اب مشن شروع ہونے میں کیا دیر ہے"
ہارڈ نے ایک غیر ملکی سے پوچھا جو اب تک خاموش بیٹھا تھا۔
"تقریباً تمام تیاریاں مکمل ہیں۔ ابھی لیبر کو چھٹی ہونے والی ہے بقیہ معمولی سے کام بھی ہو جائیں گے۔ آج رات بارہ بجے مشن مکمل ہو جائے گا"
کنسن نے جواب دیا۔
"پلانٹ کی حفاظت کا کیا انتظام ہے"
سولر نے ہارڈ سے سوال کیا۔
"میں نے پلانٹ کی حفاظت کا ایسا انتظام کیا ہے کہ بغیر ہماری اجازت کے چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی"
ہارڈ نے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔
"اس سیکشن انچیف کا کیا ہوا جو سیکرٹری صنعت کے ساتھ یہاں آیا تھا۔ مجھے وہ مشکوک معلوم ہوا تھا۔ میں نے چیف باس کو رپورٹ بھی کی تھی"
سولر نے اچانک خیال آتے ہی پوچھا۔
"اسے کسی پرنٹنگ کے اظہار سے پہلے ہی ختم کیا جا چکا ہے"
ہارڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"ویری گڈ"
سولر نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔
اتنے میں لیبر کی چھٹی کا سائرن بجنے لگا اور پھر آہستہ آہستہ تمام مشینیں بند

ہوتی چلی گئیں۔
"آپ تشریف رکھیں میں لیبر کو رخصت کر کے آتا ہوں"
سولر نے اٹھتے ہوئے کہا۔
اور باقیوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل جیسے ہی مخصوص کمرے میں پہنچے وہ بھونچکے رہ گئے۔ کیونکہ کمرہ خالی پڑا سائیں سائیں کر رہا تھا۔
"وہ کہاں گیا"
کیپٹن شکیل نے حیرت سے بھرپور لہجے میں جواب دیا۔
صفدر بھی حیرت سے آنکھیں پھاڑے کھڑا دیکھ رہا تھا۔
"تالے کا میکنزم تو ٹھیک ہے"
کیپٹن شکیل نے صفدر سے پوچھا۔
"ہاں بالکل ٹھیک ہے تالے کو نہیں چھیڑا گیا ورنہ کنٹرول روم میں گھنٹی خود بخود ضرور بج اٹھتی"
صفدر نے جواب دیا۔
"تو کیا وہ جن بھوت تھا جو یوں اچانک غائب ہو گیا"

کیپٹن شکیل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے آج سے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔ ذہین سے ذہین مجرم بھی کبھی اپنی مرضی سے اس کمرے سے باہر نہیں نکل سکا۔"

صفدر نے جواب دیا۔

"تو آخر وہ گیا کہاں"

کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کہیں وہ واقعی عمران نہ ہو۔ صرف عمران ہی اس کمرے سے باہر نکل سکتا ہے کیونکہ وہ اس کے تمام رموز جانتا ہے۔"

صفدر نے خیال پیش کیا۔

"نہیں میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ عمران نہیں تھا۔ اگر عمران ہوتا تو وہ کبھی اتنی آسانی سے میرے ہتھے نہ چڑھ جاتا"

کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"چلو چل کر کنٹرول روم میں بیٹھیں۔ اس کے متعلق پوری طرح غور کرنا پڑے گا۔ یہ انتہائی سیریس مسئلہ ہے۔"

صفدر نے تجویز پیش کی۔

"نہیں بیٹھنے کا وقت نہیں۔ میرا خیال ہے کہ کیوں نہ ہم پوری قوت سے رانا ہاؤس پر دھاوا بول دیں۔ جوزف وہاں موجود ہے تو یقیناً عمران بھی وہاں موجود ہوگا۔"

کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ آج رات کم از کم عمران کی گرفتاری کا مشن مکمل ہو جائے تاکہ ہم پوری توجہ سے مجرموں کے پیچھے لگ سکیں"

کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ٹھیک ہے"

صفدر نے کہا اور پھر وہ دونوں اس کمرے سے باہر نکل آئے۔

"کیپٹن شکیل تم اور تنویر دونوں رات تک رانا ہاؤس کی مکمل نگرانی کرو تاکہ عمران کی آمدورفت کا پتہ چل سکے۔"

صفدر نے کنٹرول روم کی طرف جاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں چلتا ہوں۔ میں تنویر کو اس کے فلیٹ سے لیتا جاؤں گا"

کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور پھر اس کا رخ آؤٹ گیٹ کی طرف ہو گیا۔

صفدر واپس کنٹرول روم میں پہنچا اس کا دماغ ابھی تک اس ادھیڑ بن میں لگا ہوا تھا کہ مجرم مخصوص کمرے سے کہاں اور کیسے غائب ہو گیا۔ ابھی وہ اس سوچ میں گم تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی اس نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکس تھری"

صفدر نے پروقار لہجے میں کہا۔

"میں نعمانی بول رہا ہوں"

دوسری طرف سے نعمانی کی آواز سنائی دی

"کیا رپورٹ ہے نعمانی"

صفدر نے نرم لہجے میں سوال کیا۔

"میں نے کسی حد تک مجرموں کا کلیو تلاش کر لیا ہے۔"

نعمانی نے جواب دیا۔

"تفصیل بتلاؤ"

صفدر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"میں آج اتفاق سے ایمپائر ہوٹل گیا تو میں نے سر سلطان کو بڑی تیزی سے

اس کے ایک کمرے سے داخل ہوتے دیکھا۔ سر سلطان کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے تجسس رفع کرنے کے لئے میں ان کے ساتھ والے کمرے میں پہنچا اور پھر الیکٹرک ڈکٹافون کے ذریعے ہم نے جو کچھ وہاں سنا وہ قابل غور ہے۔ وہاں وزارت صنعت کا ایک سیکشن آفیسر پہلے سے موجود تھا۔ اس نے سر سلطان کو جو تفصیل سنائی اس سے پتہ چلا کہ آئل ریسرچ پلانٹ میں کوئی گڑ بڑ ہو رہی ہے اور اس کی رائے میں سیکرٹری صنعت بھی اس معاملے میں شامل ہیں آپ کو علم ہے کہ حال ہی میں سابقہ سیکرٹری صنعت اور سیکرٹری داخلہ کو قتل کر دیا گیا تھا۔ انٹیلی جنس ابھی تک ان دونوں کے قتل کا سراغ نہیں لگا سکی"۔

نعمانی نے کہا۔

"لیکن وہاں کیا گڑ بڑ ہو سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ معاملہ ان مجرموں سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ جنہوں نے غیر ملکی وزیر صنعت کو قتل کیا ہے"۔

صفدر نے سوچنے والے لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں جہاں تک میرا خیال ہے معاملہ یہی ہے کیونکہ مقتول بھی وزیر صنعت تھا اور وہ اسی آئل ریسرچ پلانٹ کے متعلق ہی حکومت سے خاص مذاکرات کرنے آیا تھا۔ پھر اس کے قتل کے ساتھ ہی تمام معاملہ بگڑ گیا۔ ایگریمنٹ کو علیحدہ ہونا پڑا۔ عمران کی گرفتاری ضروری ہو گئی۔ پھر سیکشن آفیسر بھی وزارت صنعت سے تعلق رکھتا ہے اس سے پہلے سیکرٹری وزارت صنعت کو بھی قتل کیا گیا"۔

نعمانی نے دلائل کے انبار لگا دیئے۔

"ٹھیک ہے تمہارے دلائل صحیح ہیں فوراً ادھر توجہ کرنی چاہیئے یہ معاملہ اگر سر سلطان کے کانوں تک پہنچ چکا ہے تو مجھے یقین ہے کہ ہمیں تبلانے کی بجائے عمران کو تحقیقات کے لئے کہیں گے چنانچہ عمران کو بھی وہیں ٹریس کیا جا سکتا ہے"

صفدر نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے تم واپس آجاؤ ہم رات کو آئل ریسرچ پلانٹ کی چیکنگ کریں گے"

صفدر نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

اب اس کے ذہن میں لائن آف ایکشن واضح ہوتی چلی جا رہی تھی کیس کی کچھ کڑیاں ملتی جا رہی تھیں چند لمحوں تک سوچنے کے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور پھر صدر مملکت کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے وہ ان سے آئل ریسرچ پلانٹ کے بارے میں اہم معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔

عمران رانا ہاؤس سے کافی دور اترا۔ اس کے ذہن میں یہ خیال تو موجود تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران اسے تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے اور رانا ہاؤس کا کیپٹن شکیل کو علم تھا اس لئے وہ محتاط رہنا چاہتا تھا۔ ابھی تک وہ بلیک زیرو کے میک اپ میں تھا۔

جب وہ کوٹھی کے سامنے سے گزرا تو اس نے سامنے والے کیفے میں کیپٹن شکیل کی جھلک دیکھ لی۔ مگر کیپٹن شکیل میک اپ میں تھا مگر عمران کی دور بین نظروں سے وہ کیسے چھپ سکتا تھا۔ عمران اپنے شک کے صحیح نکلنے پر دل ہی دل میں مسکرا دیا چنانچہ کوٹھی کے بڑے گیٹ سے اندر جانے کی بجائے اس نے اس کی پشت

کی طرف سے اندر داخل ہونے کا فیصلہ کیا وہ کیپسن ختم ہونے سے پہلے سیکرٹ سروس کی نگاہ میں نہیں آنا چاہتا تھا۔

چنانچہ وہ کوٹھی کی پشت پر آگیا مگر یہاں بھی اسے ایک طرف گیراج کے قریب تنویر کھڑا نظر آیا جو گیراج کے مالک کے ساتھ بیٹھا گپ شپ لگا رہا تھا

"تو سیکرٹ سروس خاصی فعال جا رہی ہے"

عمران نے سوچا۔

اب مسئلہ اندر جانے کا تھا۔ اب صرف ایک ہی چارہ باقی رہ گیا ہے کہ وہ سائیڈ کی کوٹھی میں داخل ہو کر سائیڈ کی دیوار پھلانگ کر کوٹھی میں داخل ہو چنانچہ وہ ایک بار سائڈ کے رخ پر آگیا پھر دہائیں سائیڈ کی کوٹھی کے گیٹ میں داخل ہو گیا وہ جانتا تھا کہ اس کوٹھی کا مالک ایک سنکی سا بڈھا ہے جو اپنے کمرے میں بیٹھا نباتات پر تجربات کر رہا ہو گا اور رہ گیا چوکیدار تو اس سے نبٹا جا سکتا ہے مگر جب وہ کوٹھی میں داخل ہوا تو اس دربان کو بھی اپنے کوارٹر میں پایا خلاف توقع میدان صاف تھا چنانچہ وہ تیز تیز چلتا ہوا درمیانی دیوار کے قریب پہنچا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر دیوار پر چڑھ گیا اور پھر ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور وہ رانا ہاؤس کے اندر تھا۔

وہ ہمسایہ کوٹھی کے دربان کے متعلق تو سوچ رہا تھا مگر اس نے جوزف کے متعلق نہیں سوچا تھا اور پھر جب وہ صحیح اسے ایک جھٹکا بھی دے چکا تھا چنانچہ جیسے ہی وہ گھاس سے اٹھا ایک گولی اس کے کان کے قریب سے ہوتی گزر گئی عمران غیر ارادی طور پر وہیں دبک گیا۔ سامنے جوزف ہاتھ میں ریوالور لئے کھڑا تھا

"کھڑے ہو جاؤ"

جوزف نے کڑکتی آواز میں کہا اور عمران کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر خوف کے آثار نمایاں تھے۔

"ہونہہ تو تم اس طرح صبح اندر داخل ہوئے تھے اب تمہاری لاش ہی باہر جائے گی"

جوزف نے سائیلنسر لگے ریوالور کو ہلکی سی جنبش دیتے ہوئے کہا۔

"م۔ م مجھے معاف کر دو اے اچھے کالے دیو ورنہ ناساگا دیوی اندھیری شب میں تمہاری کھوپڑی پر میرے خون کا دیا جلائے گی"

عمران نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور جوزف کا رنگ یہ سن کر ہلدی کی طرح پیلا پڑ گیا۔ اس کے چہرے پر زبردست خوف کے آثار تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس کے جسم سے تمام خون نچوڑ لیا گیا ہو۔ اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور کانپ رہا تھا۔

"تت۔ تم کیا کہہ رہے تھے"

جوزف نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے معاف کر دو"

عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

"مگر تم یہاں کرنے کیا آئے تھے"

جوزف فوری شاک سے اب سنبھل چکا تھا۔

"تمہارے باس کے دماغ میں سرخ چیل نے انڈا دے دیا ہے وہ انڈا خریدنے آیا ہوں"

عمران نے جواب دیا۔

اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے جوزف کو لرزے کا بخار ہو گیا ہو۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گرا تھا۔ اس کی آنکھیں خوف و دہشت سے پھٹی پڑی تھیں۔ "میرا باس۔ ہائے میرے باس کا وقت ختم ہو گیا۔ وہ مر جائے گا۔ سرخ

چیل کا انڈا موت کا نشان ہے۔"

جوزف گھٹنوں کے بل گر کر زار و قطار رونے لگا۔ اب اسے عمران کی بھی پرواہ نہیں رہ گئی تھی۔ جو وہاں کھڑا اس کی حالت پر مسکرا رہا تھا۔

"اب چیخو تو اسی طرح پہرہ دیا کرتا ہے"

عمران نے اسے آنکھیں بند کئے مسلسل روتے دیکھا تو اصل آواز میں بول پڑا۔ اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے جوزف کو اچانک بجلی کا کرنٹ لگ گیا ہو۔ وہ اچھل کر سیدھا ہو گیا اور پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا۔

"باس تم؟"

اس نے مشکوک لہجے میں پوچھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔

"ہاں"

عمران نے مختصر سا جواب دیا۔

"اوہ باس شکر خدا کا کہ سب کچھ جھوٹ تھا۔ میرا باس بچ گیا مگر باس صبح تم نے میرے ساتھ کیا حرکت کی"

جوزف کو اچانک صبح کا واقعہ یاد آ گیا تھا۔

"میں دیکھ رہا تھا کہ شراب پی پی کر تمہارے بازوؤں کو زنگ تو نہیں لگ گیا اور میرا خیال ٹھیک نکلا۔ اب ایک ہفتے تک تمہاری شراب بند"

عمران نے زوردار لہجے میں کہا۔

"نہیں باس ایسا ظلم نہ کرو یہ تم تھے جو مجھے شکست دے گئے ورنہ مجھے کالے ہاتھی سے لڑا دو میں اس کی ہڈیاں توڑ سکتا ہوں۔ مگر باس تم میں تو دیوتاؤں کی طاقت ہے تمہیں کیسے شکست دے سکتا ہوں۔ رحم کرو باس میں مر جاؤں گا"

جوزف اب باقاعدہ گڑگڑانے پر اتر آیا۔

"اچھا اس دفعہ معاف کر دیتا ہوں مگر آئندہ ...." عمران نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا اور خود مڑ کر پورچ کی طرف بڑھنے لگا۔

"گریٹ باس"

جوزف نے پیچھے سے نعرہ لگایا اور عمران مسکرا دیا۔

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا بلیک زیرو چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا ہاتھ تیزی سے جیب کی طرف بڑھ گیا۔

"رہنے دو طاہر ریوالور نکالنے کی کوئی ضرورت نہیں"

عمران نے اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو نے شرمندہ ہو کر ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ چونکہ صبح عمران میک اپ کر کے ڈائرکٹ باہر چلا گیا تھا اس لئے وہ اسے پہچان نہیں سکا تھا۔

"کیا رپورٹ ہے"

عمران نے بلیک زیرو سے سوال کیا۔

اور بلیک زیرو نے کیپٹن شکیل کے ساتھ جھڑپ اور دانش منزل میں جا کر وائرلیس اور ڈکٹا فون کی فٹنگ کے متعلق تفصیل سے بتلا دیا۔

"ٹھیک ہے یہ تم نے اچھا سوچا ورنہ بڑی بھاگ دوڑ کرنی پڑتی"

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں ڈکٹا فون نے فوری کام بھی دینا شروع کر دیا ہے"

بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا" عمران نے چونک کر پوچھا۔

اور پھر بلیک زیرو نے نعمانی کی رپورٹ حرف بحرف عمران کو سنا دی

"یہ ایک نیا پہلو ہے"

بلیک زیرو نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں سر سلطان سے مل کر آ رہا ہوں۔ نعمانی نے صحیح رپورٹ دی ہے۔ میں خود آج رات پلانٹ چیک کروں گا"

عمران نے جواب دیا۔

"مگر آج سیکرٹ سروس بھی وہاں چھاپہ مارے گی"

بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ معاملہ غلط ہے اس طرح میں اطمینان سے کام نہیں کر سکوں گا"

عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو خاموش رہا چند لمحوں تک عمران کچھ سوچتا رہا پھر وہ چونک کر بولا۔

"سیکرٹ سروس کو وہاں جانے سے روکنے کا ایک حل ہے"

"وہ کیا" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"صفدر کو اغوا کر لیا جائے"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں صفدر اگر نہ ہوا تو کم از کم آج کی رات سیکرٹ سروس وہاں چھاپہ نہیں مارے گی"

بلیک زیرو نے بھی تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن شکیل اور تنویر رانا ہاؤس پر پہرہ دے رہے ہیں"

عمران نے بلیک زیرو کو بتلایا۔

"اچھا کہیں انہیں یہ شک تو نہیں ہو گیا کہ ہم لوگ اس کوٹھی میں ہیں"

بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ظاہر سی بات ہے تمہارے پیچھے کیپٹن شکیل کا لگنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ رانا ہاؤس کی نگرانی کر رہا ہے اور تمہیں عمران سمجھتے ہوئے وہ تمہارے تعاقب میں لگ گیا"

عمران نے جواب دیا

"اوہ ہاں مجھے تو اس بات کا خیال ہی نہیں رہا تھا"

بلیک زیرو کے چہرے پر ندامت کے آثار تھے۔

عمران نے بلیک زیرو کی بات کا جواب دینے کی بجائے رسیور اٹھایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اور جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا

"ایکس تھری"

دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"صفدر تم فوراً ہوٹل تھری سٹار پہنچو۔ معاملات انتہائی سیریس ہو گئے ہیں"

عمران نے جولیا کی آواز میں کہا اس کی آواز جولیا سے اتنی ملتی جلتی تھی کہ بلیک زیرو بھی بھونچکا رہ گیا۔

"کیا بات ہے جولیا۔ تفصیل بتلاؤ"

دوسری طرف سے تشویش سے پُر آواز آئی۔

"اتنا وقت نہیں ہے جلدی آؤ ورنہ سب چوپٹ ہو جائے گا"

عمران نے پریشان کن لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"میرا خیال ہے رانا ہاؤس فوراً چھوڑ دیا جائے تم ایسا کرو کہ جوزف کے ساتھ پوائنٹ فور پر منتقل ہو جاؤ۔ میں صفدر کا بندوبست کر کے آ جاؤں گا"

عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مگر کیپٹن شکیل اور تنویر کا کیا کیا جائے"

بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"راستے میں ڈاج دے دینا، وہ جعلی نمبر والی مرسیڈیز بدل لے جاؤ"

عمران نے کہا اور پھر باہر نکل آیا۔ وہ اسی راستے سے باہر نکلا تھا جس راستے سے

وہ کوٹھی میں داخل ہوا تھا۔

جلد ہی وہ سائنڈ کی کوٹھی کے گیٹ سے باہر نکل آیا۔ ہوٹل تھری سٹار رانا ہاؤس سے کافی قریب تھا اس لئے وہ پیدل ہی اس طرف چل پڑا

جب وہ ہوٹل کے کپاؤنڈ میں داخل ہوا اس نے ایک آدمی کو کار سے اتر کر گیٹ کی طرف آتے دیکھا چال ڈھال اور قدوقامت سے وہ صفدر ہی معلوم ہوتا تھا۔ پھر کار کے نمبر دیکھ کر اسے یقین ہو گیا کہ وہ صفدر ہے۔

صفدر ایک نئے میک اپ میں تھا اور میک اپ پر خاص محنت کی گئی تھی عمران بھی اس کے پیچھے ہی ہال میں داخل ہوا۔ صفدر اندر داخل ہو کر ہال پر نظریں دوڑا رہا تھا جیسے وہ جولیا کو ڈھونڈ رہا ہو۔

عمران تیزی سے اس کے قریب پہنچا اور پھر اس نے صفدر کے شانے پر تھپکی دی۔ صفدر چونک پڑا اور پھر حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ عمران بلیک کوبرا کے میک اپ میں تھا اس لئے صفدر کے پہچاننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

"فرمایئے" صفدر نے تلخ لہجے میں سوال کیا

"مس صاحبہ نے آپ کو کمرہ نمبر ۲۴ میں بلایا ہے"

عمران نے مسکراتے ہوئے نرم لہجہ میں کہا۔

"کون مس صاحبہ"

صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"وہی جن کی کال پہ آپ تشریف لائے ہیں"

عمران نے جواب دیا۔

"مگر تم کون ہو"

صفدر اب نمایاں طور پر مشکوک ہو چکا تھا۔ ساتھ وہ سوچ رہا ہو کہ اسے جال میں پھنسایا جا رہا ہے۔

"آپ کا ہمدرد، آپ گھبرائیں نہیں"

عمران نے کہا اور پھر مڑ کر سیڑھیوں کی طرف چل دیا۔ صفدر چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر وہ سر جھٹک کر عمران کے پیچھے چل دیا شاید وہ ہر چہ بادا باد کا فیصلہ کر چکا تھا۔

پہلی منزل پر پہنچنے کے بعد عمران کمرہ نمبر ۲۴ کی طرف چل پڑا یہ کمرہ ہمیشہ اس کے لئے ریزرو رہتا تھا۔ اور ہوٹل کا منیجر اس کا گہرا دوست تھا

کمرے کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے جیب سے چابی نکالی اور پھر لاک کھول دیا

صفدر اتنے میں قریب پہنچ چکا تھا۔

"یہ کمرہ لاک کیوں ہے" اس نے مشکوک لہجے میں سوال کیا

"مس صاحبہ کا حکم ہے کہ کمرہ باہر سے لاک رکھا جائے"

عمران نے جواب دیا۔ اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ صفدر نے بھی اندر قدم بڑھایا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا اور پوری طرح چوکنا نظر آ رہا تھا مگر عمران اس سے بھی زیادہ تیز نکلا اس نے اچانک مڑ کر صفدر کے ریوالور پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے لمحے جھٹکا کھا کر کمرے کے درمیان پہنچ چکا تھا۔ ریوالور اب عمران کے ہاتھ میں تھا۔

"خبردار اگر حرکت کی" عمران نے سخت لہجے میں صفدر سے کہا جو اس پر حملہ کرنے کے لئے پر تول رہا تھا۔ اور صفدر رک گیا مگر اس کی آنکھوں سے بے پناہ نفرت کا اظہار ہو رہا تھا۔

عمران نے لات مار کر دروازہ بند کیا اور پھر لائٹ آن کر دی۔

"ہاں مسٹر ایکس تھری اب آپ کی کیا خدمت کی جائے" عمران نے مسکراتے

ہوئے صفدر سے پوچھا

"تمہیں شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے" صفدر بھی اب سنبھل چکا تھا۔

"غلط فہمی مجھے نہیں تمہیں ہو رہی ہے"

عمران نے جواب دیا اور اس نے ایک قدم صفدر کی طرف بڑھا دیا۔ ادھر صفدر نے شاید ریوالور کی پرواہ کئے بغیر عمران پر حملے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس لئے جیسے ہی عمران ایک قدم آگے بڑھا۔ صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے اس پر حملہ کر دیا عمران کو خیال بھی نہیں تھا کہ صفدر اتنی پھرتی دکھلائے گا۔ اس لئے وہ بروقت اپنا بچاؤ نہ کر سکا اور صفدر کی لات لگنے سے اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور دور جا گرا۔ وہ خود بھی لڑکھڑاتا ہوا دروازے کے سامنے جا لگا

صفدر نے خوبصورت فلائنگ کک لگائی تھی عمران کے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ رینگنے لگی، صفدر فلائنگ کک کے رد عمل کے طور پر فرش پر گرا مگر وہ پلٹ کر دوبارہ اس طرح عمران پر آیا جیسے فرش نے اسے اچھال دیا ہو۔

عمران نے دونوں ہاتھ آگے کر کے صفدر کے حملے کو روکا اور اپنا دایاں گھٹنا بجلی کی سی قوت سے اس کے پیٹ میں مار دیا۔ گو عمران نے اپنی طرف سے کوئی قوت صرف نہیں کی تھی مگر چونکہ صفدر تیزی میں تھا اس لئے ضرب کافی قوت سے لگی اور وہ "اوغ" کی آواز نکالتا ہوا کمر کے بل فرش پر جا گرا۔

عمران خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا صفدر فرش سے اٹھ کھڑا ہوا اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے جیسے وہ عمران کی ہڈیاں پیس کر رکھ دے گا۔ مگر اسے معلوم نہیں تھا کہ اس کے مقابلے میں عمران ہے اگر اسے ہلکا سا شبہ بھی ہو جاتا تو وہ کبھی ایسی حماقت نہ کرتا جیسی اس سے اب سرزد ہوئی اس نے فرش سے اٹھتے ہوئے اپنی پنڈلی سے بندھا ہوا خنجر نکال لیا اور اب وہ خنجر ہاتھ میں پکڑے عمران کو گھور رہا تھا۔

عمران جانتا تھا کہ صفدر خنجر بازی میں طاق ہے مگر سامنے بھی عمران تھا وہ خاموش کھڑا رہا اس کے لبوں پر عنفدلانے والی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔

صفدر ہاتھ میں خنجر پکڑے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر قدم بہ قدم آگے بڑھنے لگا۔ عمران کو معلوم تھا کہ اگر اس سے ذرا سی بھی چوک ہو گئی تو خنجر اس کے سینے میں گولی کی طرح ترازو ہو جائے گا۔ اس لئے وہ بھی پوری طرح چوکنا تھا۔

قریب آ کر صفدر نے اچانک اپنا بایاں بازو تیزی سے گھمایا وہ اس طرح عمران کو ڈاج دینا چاہتا تھا مگر عمران ایسے ہتھکنڈوں سے بخوبی واقف تھا چنانچہ جیسے ہی صفدر نے بایاں بازو لہرایا عمران تیزی سے بائیں طرف سے ہٹ گیا اور دوسرے لمحے صفدر کے دائیں ہاتھ سے خنجر نکل کر دروازے کی لکڑی میں گھستا چلا گیا۔

دوسرے لمحے عمران نے صفدر پر چھلانگ لگا دی اور اب صفدر اس کے مضبوط بازوؤں کی گرفت میں تھا صفدر نے قدرے جھک کر اسے سر پر سے پلٹ دینا چاہا

"بڑا مشکل ہے ایکس ٹو کی بجائے لپیٹ بادام کھاتا ہوں" عمران نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

اور صفدر رک گیا کیونکہ پوری قوت استعمال کرنے کے باوجود عمران کے قدم زمین سے نہیں اکھاڑ سکا تھا۔

دوسرے لمحے عمران نے اس کے سر کی پشت پر ٹکر دے ماری۔ صفدر کے منہ سے کراہ نکل گئی اور پھر عمران نے ایک بازو اس کے سینے سے ہٹا کر اس کی گردن کے قریب ایک مخصوص رگ پر انگوٹھا رکھ دیا جیسے ہی اس نے انگوٹھے کو دبایا صفدر بے حس و حرکت ہوتا گیا۔ چند لمحوں بعد صفدر فرش پر بے ہوش پڑا تھا۔

"مجبوری تھی دوست" عمران نے مسکراتے ہوئے بے ہوش صفدر سے کہا اور پھر کمرے میں موجود ایک الماری کھولنے لگا الماری میں سے اس نے نائیلون

کی رسیوں کا بنڈل نکالا اور پھر صفدر کو اٹھا کر پلنگ پر ڈالا اور اس کے جسم کو رسیوں سے باندھ دیا۔ عمران نے صفدر کے ناخنوں پر لگے ہوئے بلیڈ بھی اتار دیئے تھے۔

اس کام سے فارغ ہو کر اس نے دروازہ کھولا اور پھر باہر نکل آیا۔ اب اس کا رخ منیجر کے کمرے کی طرف تھا۔ منیجر اسے دیکھتے ہی چونک پڑا ابھی وہ شاید عمران کے اس طرح بلا اجازت اندر گھس آنے پر ناگواری کا اظہار کرتا کہ عمران بول پڑا۔

"میں عمران ہوں اسلم"

"اوہ" منیجر نے چونک کر کہا وہ عمران کی آواز پہچان چکا تھا

"کمرہ نمبر ۲۴ میں ایک آدمی بے ہوش اور بندھا پڑا ہے اسے آج کی رات یہیں رہنا ہے اس کی دیکھ بھال اچھی طرح کرنا۔ دوست ہے کہیں اسے نقصان نہ پہنچا دینا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے منیجر سے کہا۔

"دوست اور اس حالت میں"

منیجر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ایک مجبوری تھی اس لئے ایسا کرنا پڑا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"بہتر میں خیال رکھوں گا کہ اسے تکلیف نہ ہو"۔ منیجر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

"ویری گڈ پھر سناؤ آج کل انڈر گراؤنڈ جوئے خانے کا کیا حال ہے"

عمران نے اٹھتے ہوئے پوچھا اور منیجر کے چہرہ پر زردی دوڑ گئی۔

کہہ جو دیا میں اسے کوئی تکلیف نہیں ہونے دوں گا"۔

اس نے عاجزانہ لہجے میں کہا

"تم دن بدن ہوشیار ہوتے جا رہے ہو گڈ بائی"

عمران نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

آدھی رات گزرنے میں ابھی کافی دیر تھی۔ چاند کی آخری تاریخیں ہونے کی وجہ سے چاروں طرف گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔

اور اس گہری تاریکی کے لبادے میں لپٹا ہوا آئل ریسرچ پلانٹ شہر سے کم از کم ۲۰ میل دور ایک بنجر علاقے میں نصب تھا یہاں سے ہمسایہ ملک کی سرحد دس میل دور تھی ایک ایسے ہمسائے ملک کی سرحد جو عمران کے ملک کا دشمن نمبر ایک تھا۔

ایک دوست ملک کی امداد سے اس بنجر علاقے میں تیل کی تلاش جاری تھی۔ تیل بہتا ہوا سونا۔ جس کا کسی ملک میں موجود ہونا اس کی عظیم خوش بختی کی ضمانت ہوتا ہے

چاروں طرف گہری خاموشی طاری تھی۔ آئل ریسرچ پلانٹ کے گرد مکروی کی بلیوں سے خاصی اونچی دیوار بنائی گئی تھی اور اس کے گرد فوج کا سخت پہرہ رہتا تھا تاکہ کوئی دشمن ملک کا جاسوس اس میں داخل نہ ہو سکے۔ اور پھر سرحد قریب ہونے کی وجہ سے انتظامات مزید سخت رکھے گئے تھے۔

اس گہری خاموشی کے طلسم کو چیرتی ہوئی ایک سیاہ رنگ کی کار آہستہ آہستہ آئل پلانٹ کی طرف بڑھ رہی تھی اس کی تمام لائٹیں بجھی ہوئی تھیں اور وہ بڑی دھیمی آواز سے چل رہی تھی آئل پلانٹ کی طرف جانے کے لئے بنائی ہوئی سڑک سے ہٹ کر وہ کار بنجر علاقے سے گزر رہی تھی شاید کار کا مالک سڑک پر موجود چیک پوسٹ سے بچنا

جا تا تھا۔

آئل پلانٹ سے کافی قریب پہنچ کر ایک ٹیلے کی پشت پر کار رک گئی اور پھر دروازہ کھلا اور ایک نوجوان جس نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہنا ہوا تھا باہر نکلا۔ یہ عمران تھا وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ٹیلے پر چڑھا اور پھر اس نے گلے میں لٹکی ہوئی نائٹ ٹیلی سکوپ آنکھوں سے لگائی۔ اب آئل پلانٹ کو بڑے واضح طور پر دیکھ رہا تھا۔ آئل پلانٹ کی چار دیواری سے باہر حفاظتی فوج کا گشت بڑی باقاعدگی سے جاری تھا دشمن کی سرحد قریب ہونے کی وجہ سے اس پلانٹ پر سرخ لائٹ فٹ نہیں کی گئی تھی۔ کہ اس کی روشنی دشمن کے لئے رہبر نہ ثابت ہو سکے تمام پلانٹ گہری تاریکی میں مدغم تھے۔

ٹیلا کافی اونچا تھا اس لئے اس کی نظریں پلانٹ کے اندر بھی دوڑ رہی تھیں پلانٹ کے تقریباً درمیان میں ایک خاص جگہ کو دیو ہیکل مشینوں نے گھیر رکھا تھا اور ان سے ہٹ کر اسے دور بڑے بڑے کمرے بھی نظر آ رہے تھے جن میں سے شاید ایک دفتر اور ایک لیبارٹری تھی۔

عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک کمرہ میں سے روشنی کی ہلکی سی کرنیں باہر نکل رہی تھیں حفاظتی فوج صرف چار دیواری کے باہر تھی پلانٹ کے اندر ایک آدمی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

عمران نے چار دیواری کا اچھی طرح جائزہ لیا اور پھر اس کی تیز نظروں نے ایک جگہ ڈھونڈ لی۔ جہاں سے وہ پلانٹ کے اندر داخل ہو سکتا تھا یہ چار دیواری کا کونہ تھا جس کے قریب آ کر دونوں طرف کے سپاہی رک کر واپس مڑ جاتے چند لمحوں تک سوچنے کے بعد عمران ٹیلے سے اترا اور پھر مختلف ٹیلوں کی آڑ لیتا ہوا وہ آہستہ آہستہ پلانٹ کے قریب ہونے لگا چار دیواری سے تقریباً ۲۰ فٹ ادھر ایک چھوٹے سے ٹیلے کی آڑ میں وہ رک گیا اس نے سپاہیوں کی آمد و رفت کو ایک بار پھر اچھی طرح جانچا اور پھر دوسرے لمحے وہ زمین پر رینگتا ہوا چار دیواری کی طرف بڑھنے لگا سانپ کی سی تیزی اور پھرتی سے وہ چار دیواری کے قریب ہوتا چلا گیا۔ اب وہ چار دیواری کے اتنا قریب تھا کہ آپ سپاہیوں کی آپس میں باتیں کرنے کی آوازیں اس کے کانوں میں پڑنے لگی تھیں۔

پھر جیسے ہی سپاہی اس کونے پر پہنچ کر واپس مڑے عمران تیزی سے آگے بڑھنے لگا مگر اسی لمحے اس کے پیر کے نیچے سے ایک پتھر کھسکا اور پھر سرسراہٹ کی آواز پیدا کرتا ہوا رک گیا۔

وہ دونوں سپاہی جو باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے سرسراہٹ کی آواز سنتے ہی یک دم مڑے اور دوسرے لمحے انہوں نے اپنی مشین گن کا رخ عمران کی طرف کر دیا

”ہالٹ کون ہے“ ایک سپاہی نے چیخ کر کہا۔

عمران بے حس و حرکت زمین پر پڑا تھا۔ سپاہی اس سے خاصے دور تھے۔

”مجھے وہاں کوئی چیز زمین پر پڑی نظر آ رہی ہے“۔ ایک سپاہی نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کی نظریں شاید دوسرے سے زیادہ تیز تھیں۔

”کدھر“ دوسرے نے چونک کر کہا اور پھر پہلے نے عمران کی طرف اشارہ کیا۔

عمران سمجھ گیا کہ کسی بھی لمحے اس پر گولیوں کی بوچھاڑ ہو سکتی ہے اس لئے جو کرنا چاہئے پلک جھپکنے میں کرنا چاہئے اسے اچھی طرح علم تھا کہ اگر وہ ایک بار چار دیواری پھاند گیا تو پھر آسانی سے اندر کسی مشین وغیرہ کی آڑ میں چھپ سکتا تھا چنانچہ اس نے دیوار پھاندنے کا فیصلہ کر لیا۔

اور پھر وہ دونوں سپاہی ابھی کسی فیصلے پر پہنچے بھی نہیں تھے کہ عمران نے اٹھ کر جمپ لگایا اور پھر ان کی نظروں کے سامنے ایک سیاہ ہیولا سا اڑتا ہوا چار دیواری کی دوسری طرف جا گرا۔ عمران نے زبردست جمپ لگایا تھا ان کی مشین گنوں نے اضطراری طور پر شعلے اگلے مزدر مگر عمران محفوظ ہو چکا تھا گولیاں صرف لکڑی کی دیواروں میں

سوراخ بنانے کے علاوہ اور کچھ نہ کرسکیں۔

ان کی مشین گنوں کی فائرنگ نے جب اس طرح اچانک فضا پر چھایا ہوا خاموشی کا طلسم توڑا تو پلانٹ کے گرد ایک ہلچل سی مچ گئی، چاروں طرف سے تیز سیٹیوں کی آوازیں آنے لگیں وہ سب ادھر اکٹھے ہونے لگے تھے، عمران جیسے ہی زمین پر گرا وہ بغیر کوئی وقت ضائع کئے اٹھ کھڑا ہوا اس کے فوری فیصلے اور تیز ترین عمل نے اس کی جان ایک مرحلے سے تو بچا دی تھی مگر وہ جانتا تھا کہ ابھی اس کی پلانٹ کے اندر تلاش شروع ہو جائے گی اس لئے وہ تیزی سے اٹھا اور پوری قوت سے دفتر کی عمارت کی طرف بھاگنے لگا اس کے پیروں میں موجود ربڑ سول کے جوتے کسی قسم کی آواز پیدا نہیں کر رہے تھے اس لئے بے آواز طور پر وہ چند ہی سیکنڈوں میں دفتر کے قریب پہنچ گیا دوسرے لمحے اس نے ایک فیصلہ کیا اور پھر وہ تیزی سے کھڑکی پر پیر رکھتا ہوا ایک چھپکلی کی طرح دفتر کی چھت پر پہنچ گیا اب دفتر کی چھت سے چپٹا ہوا وہ تمام ہنگامے کا منظر دیکھ رہا تھا اسے اچھی طرح علم تھا کہ دفتر کی چھت پر اسے دیکھا نہیں جا سکتا البتہ خود وہ اردگرد ہونے والی تمام کارروائی بآسانی دیکھ سکتا تھا۔

دوسرا لمحہ اس کے لئے مزید حیرت انگیز ثابت ہوا جب اس نے دفتر کا دروازہ کھلتے اور ایک آدمی کو باہر نکلتے دیکھا۔ دروازے سے نکلنے والی روشنی میں وہ اس غیر ملکی کو پہچان چکا تھا۔ یہ وہی تھا جس سے وہ بلیک کوبرا بن کر ٹکرا چکا تھا "اس کا مطلب ہے اس سیکشن آفیسر کا شک ٹھیک تھا یہاں کوئی پراسرار کھیل کھیلا جا رہا ہے" عمران نے دل ہی دل میں سوچا۔

اب حفاظتی سپاہی پلانٹ کے اندر داخل ہو چکے تھے وہ غیر ملکی فوراً ہی دفتر میں واپس چلا گیا اور دوسرے لمحے ایک ادھیڑ عمر چھوٹے قد کا غیر ملکی باہر نکلا اور اب وہ تیزی سے سپاہیوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"کیا بات ہے کیا ہنگامہ کھڑا ہو گیا ہے"
اس غیر ملکی نے چیخ کر سپاہیوں سے سوال کیا
"جناب کوئی آدمی چار دیواری کود کر اندر داخل ہوا ہے"
سپاہیوں کے انچارج نے اسے مودبانہ انداز میں جواب دیا۔
"کب اور کون تھا وہ" غیر ملکی نے حیرت کی شدت سے پوچھا
"ابھی ابھی جناب پتہ نہیں وہ چھلاوہ تھا یا انسان کہ ایک پرندے کی طرح اڑتا ہوا وہ اندر آگرا ہے" انچارج نے جواب دیا۔
"تلاش کرو۔ اسے ہر قیمت پر تلاش کرو" غیر ملکی حلق کے بل چیخا۔
"تلاش کر رہے ہیں جناب وہ ہم سے بچ کر کہاں جا سکتا ہے" انچارج نے جواب دیا اور پھر پورے پلانٹ میں عمران کو تلاش کیا جانے لگا۔

سارے ایریئے میں سپاہی گھوم رہے تھے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور وہ ایسی بلی کی طرح دبے پاؤں چل رہے تھے جو چوہے پر حملہ کرنے کے لئے قدم آگے بڑھا رہی ہو۔

غیر ملکی دفتر کے دروازے کے سامنے کھڑا سپاہیوں کی کارکردگی کا جائزہ لے رہا تھا اس کے جسم کی غیر اضطراری حرکات اس کے بے چین ہونے کا واضح ثبوت تھیں عمران بڑے آرام سے دفتر کی چھت پر لیٹا یہ تمام کارروائی دیکھ رہا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کی بھرپور تلاش کے بعد سپاہی مایوس ہو گئے اور پھر ان کا انچارج غیر ملکی کی طرف آیا۔
"کیا ہوا" غیر ملکی نے بے چینی سے پوچھا
"جناب شاید ان دو سپاہیوں کو غلط فہمی ہوئی ہے ہم نے ایک ایک چپہ دیکھ ڈالا ہے اگر سوئی بھی ہوتی تو مل جاتی" انچارج نے جواب دیا۔

"نہیں سپاہیوں کو غلط فہمی نہیں ہو سکتی ضرور کوئی اندر آیا ہوگا"

غیر ملکی نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"جناب آپ خود چیک کر لیں یہاں چھپنے کی کون سی جگہ ہے تمام پلانٹ خالی ہے مشینوں کو ہم نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے اب صرف دو جگہیں رہ گئی ہیں اور وہاں اس کا چھپنا ناممکن ہے"۔ انچارج نے نرم لہجے میں جواب دیا۔

"وہ کون سی" غیر ملکی نے چونک کر پوچھا۔

"جناب ایک دفتر دوسری لیبارٹری"

انچارج نے کہا

"دفتر میں تو میں خود موجود ہوں وہاں بھلا کون آ سکتا ہے اور لیبارٹری کا دروازہ بند ہے اسے تالا لگا ہوا ہے اگر وہ لیبارٹری میں گھستا تو یقیناً تالا کھول کر اندر جاتا"۔

غیر ملکی نے جواب دیا

"جی ہاں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ سپاہیوں کو غلط فہمی ہوئی ہوگی انہوں نے کسی پرندے کو آدمی سمجھ لیا ہوگا"۔

انچارج نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے آپ لوگ باہر جا کر پہرہ دیں اور انتہائی محتاط رہیں"

غیر ملکی نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا

اور پھر انچارج نے واپسی کے لئے سیٹی بجائی۔ تمام سپاہی آہستہ آہستہ گیٹ سے باہر چلے گئے اور پھر انچارج بھی باہر چلا گیا اور گیٹ بند کر دیا گیا۔

غیر ملکی نے ایک طویل سانس لیا اور دوبارہ دفتر میں چلا گیا

چند لمحوں تک ارد گرد کا جائزہ لینے کے بعد عمران خاموشی سے نیچے اترا اور پھر دبے پاؤں ان مشینوں کی طرف بڑھنے لگا۔

وہ بذات خود ہر چیز کا جائزہ لینا چاہتا تھا دیو ہیکل مشینوں کے درمیان ایک گہرا کنواں موجود تھا اتنا گہرا کہ اس کی انتہا نظر نہیں آ رہی تھی اس کے اندر جانے کے لئے ایک طرف لوہے کی سیڑھیاں لگائی گئی تھیں۔

کنویں میں سے تیل کی بو باہر نکل رہی تھی عمران نے ناک سیکڑی اور پھر ارد گرد دیکھنے کے بعد وہ سیڑھی سے نیچے اترنے لگا اندھیرے میں وہ احتیاط سے زینہ بزینہ اترتا چلا گیا۔

بہت نیچے اترنے کے بعد وہ ایک سائیڈ پر بنی ہوئی ٹنل کے قریب پہنچ گیا یہ کنوئیں کی بائیں سائیڈ پر موجود تھی اتنی بڑی سرنگ کہ ایک آدمی اس میں باآسانی چل سکتا تھا۔

عمران کو یہ سرنگ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی وہ چند لمحے تک سوچتا رہا پھر سرنگ کے اندر داخل ہو گیا ابھی وہ سرنگ کے سرے پر موجود اس کی لمبائی کا اندازہ لگا رہا تھا کہ اسے اوپر کنوئیں کی سطح پر باتیں کرنے کی آواز سنائی دی

عمران تیزی سے سرنگ کے اندر دبک گیا اسے خیال ہوا کہ شاید کوئی آدمی اسے کنوئیں میں اترتا دیکھ چکا ہے۔ اگر ایسا ہے تو معاملہ تو بے حد خطرناک ہو جائے گا۔ کیونکہ اب وہ بے بس چڑیا کی طرح پنجرے میں پھنس چکا تھا اور نہ جانے یہ سرنگ کتنی لمبی ہے اور کہاں جا کر نکلے گی۔ پھر سرنگ میں ہوا کے لئے بھی کوئی راستہ موجود نہیں تھا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہ کوئی بڑی پائپ لائن ہے۔

پھر اچانک اسے سیڑھی پر سے کوئی آدمی نیچے اترتا ہوا نظر آیا عمران تیزی سے سرنگ کے دور اندر چلا گیا۔

وہ ہاتھ میں ریوالور لئے کھڑا تھا اس کی تیز نظریں تیزی سے ادھر ادھر گھوم رہی تھیں۔

سیڑھی پر سے اترنے والا اب سرنگ کے دہانے کے قریب پہنچ چکا تھا دہانے کے قریب پہنچ کر اس نے ایک ہاتھ سے سیڑھی کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ماچس جلا کر اوپر کسی کو کاشن دینے لگا

اور پھر عمران کو دور کہیں گھرر گھرر کی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے کہیں دور کوئی مشین اسٹارٹ ہوئی ہو اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا اسے دہانے کے سامنے کنوئیں کی دیوار سے ایک بڑا پائپ سرنگ کے دہانے کی طرف بڑھتا نظر آیا چند لمحوں بعد وہ پائپ سرنگ کے دہانے پر پوری طرح فٹ آ چکا تھا اب چاروں طرف گھپ اندھیرا تھا

عمران نے جیب سے ٹارچ نکالی اور پھر اس نے ٹارچ کا رخ دہانے کی طرف کر دیا مگر اسے اس سائیڈ میں بھی ایک سرنگ کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آیا۔

عمران نے اپنی گھڑی پر نظر ڈالی رات کے پورے بارہ بجنے والے تھے عمران سوچنے لگا کہ وہ بری طرح پھنس چکا ہے اب کنوئیں کی طرف سے نکلنا تو ناممکن ہے سرنگ کی دوسری طرف سے ہی نکلنا پڑے گا

چند لمحوں تک وہ سوچتا رہا پھر اچانک وہ اپنی جگہ سے اچھل پڑا کیونکہ کنوئیں کی طرف سے تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں آنے لگیں جیسے یہاں کوئی سمندری لہریں اچھل رہی ہوں اور ساتھ ہی کچے تیل کی بو کا ایک تیز بھبکا اس کی ناک سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے عمران تمام صورت حال بھانپ چکا تھا۔

زندگی میں پہلی بار وہ حقیقی معنوں میں خوفزدہ ہو گیا اور دوسرے لمحے اس نے اندھا دھند کنوئیں کی مخالف سمت میں دوڑنا شروع کر دیا اسے اچھی طرح علم ہو چکا تھا کہ مجرموں نے سرنگ میں تیل چھوڑ دیا ہے اور چند ہی لمحوں میں تیل کا دریا اسے ڈبو چکا ہوگا۔ اب وہ مجرموں کی اصل سازش کو بھی پہچان چکا تھا مگر اب سازش جان لینے کا بھی کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ اسے اپنے زندہ بچنے کی ایک فیصد بھی امید باقی نہیں رہ گئی

تھی۔ وہ مسلسل سرنگ میں دوڑ رہا تھا دوڑنے پر اس نے اپنی پوری قوت صرف کر ڈالی تھی مگر وہ جانتا تھا کہ وہ تیل کی رفتار سے زیادہ تیز نہیں دوڑ سکتا سرنگ میں چونکہ ہوا کی آمد کا کوئی راستہ نہیں تھا اور اب کچے تیل کی بدبو سے اس کا دم گھٹنا شروع ہو گیا تھا پھر مسلسل تیز دوڑنے سے اب اس کا سانس بھی پھولنے لگا تھا اور سرنگ تھی کہ شیطان کی آنت کی طرح طویل سے طویل تر ہوتی چلی جا رہی تھی۔

تیل کی گڑگڑاہٹ لمحہ بہ لمحہ قریب آتی جا رہی تھی عمران اپنی باقیماندہ قوت بروئے کار لا کر اور زیادہ تیز دوڑنے لگا مگر بہتی ہوئی موت کی رفتار اس سے کہیں زیادہ تھی اور پھر اسے ایک زوردار جھٹکا لگا اور منہ کے بل زمین پر گرا مگر زمین پر پہنچنے سے پہلے وہ تیل کے سمندر میں تیرنے لگا۔

چند لمحوں تک وہ سانس روکے رہا مگر پھر اس نے جیسے ہی مجبور ہو کر سانس لینے کے لئے منہ کھولا اس کے منہ میں تیل گھستا چلا گیا اور دوسرے لمحے عمران کے ذہن پر گہری تاریکی کے بادل چھا گئے اب وہ ایک بے جان لاش کی طرح تیل کے سمندر میں ڈوبتا تیرتا انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہا تھا موت کے آہنی پنجے اسے اپنی گرفت میں مکمل طور پر دبوچ چکے تھے اور نہ جانے وہ موت کی سرنگ کتنی طویل تھی۔ ایک عظیم انسان کے خاتمے کے لئے شاید قدرت کو یہی سچویشن پسند تھی۔

صفدر کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو پلنگ پر رسیوں میں جکڑا ہوا پایا اس نے چند لمحے بے حس و حرکت لیٹے رہنے کے بعد یہاں سے نجات حاصل کرنے کے متعلق سوچا وہ سمجھ گیا کہ مجرموں نے اسے ریسرچ پلانٹ پر چھاپہ مارنے سے روکنے کے لئے یہاں تہہ کیا ہے مگر اس سلسلے میں وہ دو باتوں پر حیران تھا پہلی تو یہ کہ مجرموں کو اس پلان کے متعلق کیسے علم ہو گیا اور دوسری یہ کہ مجرموں نے اسے قتل کرنے کی بجائے یوں باندھا چھوڑ کر جانے میں کیا مصلحت تھی یہ دو باتیں اسے بری طرح کھٹک رہی تھیں۔

بہرحال اس نے سوچا کہ پہلا کام تو یہاں سے نجات پانا ہے یہ باتیں تو بعد میں بھی سوچی جا سکتی ہیں اس لئے اس نے کوشش کر کے اپنے ناخن رسیوں پر آزمائے اور پھر اس پر یہ تکلیف دہ انکشاف ہوا کہ مجرموں نے اسے باندھنے کے بعد اس کے ناخنوں پر لگے ہوئے بلیڈ بھی اتار دیئے۔

اور اس بات کا انکشاف ہوتے ہی اس کا ذہن بدل گیا اب وہ کسی اور رخ پر سوچنے لگا تھا اب اسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے اسے یوں باندھنے والا عمران ہو اس بات کا خیال آتے ہی کئی باتیں خود بخود صاف ہوتی چلی گئیں ایک تو یہ کہ عمران ہی جولیا کی آواز کی بخوبی نقل کر سکتا تھا دوسرا عمران ہی دانش منزل کے خفیہ نمبر دن کے متعلق جانتا تھا اور تیسری بات جس کا اسے اب خیال آیا کہ اس سے لڑنے والے کا انداز عمران سے بالکل ملتا جلتا تھا چونکہ عمران صفدر کے داؤ پیچ سے بخوبی واقف تھا اس لئے وہ بڑے اطمینان سے لڑ رہا تھا اور عمران کو اس کے ناخنوں پر موجود بلیڈ کا بھی علم تھا اب ہر بات صاف تھی یعنی عمران نے اپنی گرفتاری سے بچنے کے لئے صفدر پر ہی ہاتھ صاف کر دیا۔

صفدر چند لمحے تو خاموش پڑا رہا پھر اس نے دوبارہ کوشش شروع کر دی مگر اس کے دونوں ہاتھ کچھ اس طرح بندھے ہوئے تھے کہ اسے انہیں کھولنے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ ابھی وہ کچھ ترکیب سوچنے کی کوشش کر رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا صفدر کے قریب آیا۔ صفدر خاموشی سے پڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو کسی قسم کی تکلیف تو نہیں"

اس نے بڑے نرم لہجے میں سوال کیا۔

اور صفدر اسے یوں دیکھنے لگا جیسے اس کی دماغی صحت کے بارے میں مشکوک ہو گیا ہو۔ ظاہر ہے صفدر پلنگ سے بندھا پڑا تھا وہ اپنا کوئی عضو ہلا نہیں سکتا تھا۔ اور یہ پوچھ رہا ہے کہ آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں۔

"تم کون ہو؟"

صفدر نے سخت لہجے میں سوال کیا۔

"میں اس ہوٹل کا منیجر ہوں۔" نوجوان نے اسی طرح نرم لہجے میں جواب دیا

"پھر مجھے فوراً کھول دو مجرم مجھے یوں باندھ کر گئے ہیں میں ایک اعلیٰ سرکاری افسر ہوں"

صفدر کے ذہن میں امید کی کرن پیدا ہوئی۔

"نہیں جناب ہمیں افسوس ہے کہ صبح سے پہلے ہم آپ کو نہیں کھول سکتے صبح ہوتے ہی آپ کو کھول دیا جائے گا۔"

نوجوان نے اسی لہجے میں جواب دیا۔

"کیا تم بھی مجرموں کے ساتھی ہو" صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا

"نہیں جناب مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ آپ مجرم ہیں اور تبلانے والا ایک اعلیٰ سرکاری افسر تھا اس لئے میں مجبور ہوں" نوجوان نے جواب دیا۔

"تو تم ایسا کرو مجھے کھول دو اور دروازہ باہر سے بند کر دو کم از کم میں اس تکلیف سے تو بچ جاؤں گا جو اب بندھا ہوا ہونے کی وجہ سے مجھے ہو رہی ہے۔"

صفدر نے ایک اور جال پھینکا

"نہیں جناب میں اتنا کم عقل نہیں کہ آپ کو کھول کر اپنے گلے میں عذاب ڈال لوں" نوجوان نے جواب دیا۔

"اچھا کم از کم رسیوں کی بندش تو ڈھیلی کر دو۔ میرا دوران خون بند ہو رہا ہے۔ اور اگر صبح تک ایسا رہا تو میں مر بھی سکتا ہوں اور میری موت تم کیا تمہارے پورے ہوٹل کے لئے مصیبت بن جائے گی" صفدر نے جواب دیا۔

نوجوان کچھ لمحے سوچتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر واقعی یہ شخص مر گیا تو ایک بڑی مصیبت کھڑی ہو جائے گی۔ چنانچہ اس نے رسیاں کچھ ڈھیلی کرنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر اس نے اس کے ہاتھوں میں بندھی ہوئی رسیاں ڈھیلی کرنی شروع کر دیں۔ رسیاں ڈھیلی کرنے کے لئے اسے گرہ کھولنی پڑی اور جب اس نے گرہ کھولی تو اس سے پہلے کہ وہ اسے دوبارہ ڈھیلے انداز میں باندھے اچانک صفدر نے جھٹکا دے کر اپنے بازو چھڑا لئے اور اس سے پہلے کہ منیجر سنبھلتا صفدر نے اس کی گردن پکڑ لی پھر منیجر نے اپنی گردن چھڑانے کی کافی کوشش کی اس نے صفدر کے سینے اور منہ پر مکے بھی مارے مگر صفدر لمحہ بہ لمحہ دباؤ بڑھاتا چلا گیا اور پھر چند لمحوں بعد منیجر کی جدوجہد دم توڑ گئی اور وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ جب صفدر کو اس کے بے ہوش ہو جانے کا یقین ہو گیا تو اس نے جھٹکا دے کر اسے فرش پر گرا دیا اور پھر خود اٹھ کر پیروں کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔

چند لمحوں بعد وہ آزاد ہو کر فرش پر کھڑا تھا۔ اس نے ایک نظر کمرے پر ڈالی مگر وہاں ایسی کوئی چیز نہیں تھی۔ جو اس کی توجہ کو اپنی طرف کھینچتی۔ اس لئے وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ باہر گیلری میں کوئی نہیں تھا، صفدر اپنی کلائیوں کو مسلتا سیڑھیاں اترتا ہوا ہال میں پہنچا اور پھر وہ ہوٹل سے باہر آ چکا تھا

پارکنگ شیڈ میں اس کی کار موجود تھی رات کافی جا چکی تھی اور وہ فوراً دانش منزل پہنچنا چاہتا تھا چند لمحوں بعد اس کی کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی دانش منزل کے سامنے جا کر رک گئی صفدر نے اتر کر مخصوص بٹن دبایا اور دانش منزل کا دروازہ کھول کر وہ کار اندر لیتا چلا گیا۔ کار پارکنگ شیڈ میں روک کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کنٹرول روم کی طرف بڑھ گیا۔

کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے فون کے ساتھ منسلک ٹیپ ریکارڈر آن کیا سب سے پہلی کال کیپٹن شکیل کی تھی جس نے بتایا تھا کہ رانا ہاؤس سے جوزف اور ایک اور آدمی سیاہ مرسیڈیز میں باہر نکلے اور کیپٹن شکیل نے ان کا تعاقب کیا مگر وہ راستے میں ڈاج دے گئے اور کیپٹن شکیل انہیں ہاتھ سے کھو بیٹھا ہے۔ پھر کیپٹن شکیل اور تنویر نے رانا ہاؤس میں گھس کر اس کی تلاشی لی مگر رانا ہاؤس خالی پڑا ہے کیپٹن شکیل نے کال کے آخر میں مزید ہدایات طلب کی تھیں۔

صفدر نے پیغام سننے کے لئے رسیور اٹھایا اور پھر کیپٹن شکیل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو" دوسری طرف سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"ایکس ٹھری"

صفدر نے جواب دیا۔

"میرا پیغام آپ نے سن لیا ہوگا"

کیپٹن شکیل نے سوال کیا

"ہاں شکیل میں نے سن لیا ہے ایسا کرو فوراً تیار ہو کر دانش منزل پہنچ جاؤ۔ ہم آج رات ہی آئل ریفائنری پلانٹ پر چھاپہ ماریں گے۔ میں باقی ممبران کو بھی کال کرتا ہوں پوری طرح مسلح ہو کر آنا۔"

صفدر نے اسے احکام دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب۔"

کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

اور پھر صفدر نے جولیا کے نمبر ڈائل کئے اور اسے تمام ممبران کو مسلح ہو کر دانش منزل اکٹھا کرنے کا حکم دیا۔

"کیا میں بھی آؤں"

جولیا نے صفدر سے پوچھا

"نہیں تمہاری ضرورت نہیں ہے"

صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں صفدر میں بھی ساتھ جاؤں گی" "آخر آپ لوگوں نے مجھے نکما کیوں سمجھ لیا ہے"

جولیا کے لہجے میں تلخی تھی۔

"اچھا تم بھی آجاؤ مگر پوری طرح مسلح ہو کر آنا۔"

صفدر نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا چند لمحے تک وہ سوچتا رہا۔

پھر اس نے اٹھ کر لباس تبدیل کرنا شروع کر دیا۔ سیاہ سوٹ اور سیاہ نقاب

باندھ کر اس نے سٹور سے ایک مشین گن اٹھائی اور اس کا فالتو میگزین بھی سٹور سے نکال کر جیب میں ڈال لیا۔ اب وہ آپریشن کی رہنمائی کرنے کے لئے پوری طرح تیار تھا۔

ابھی حال ہی میں اس آئل ریفائنری کی تعمیر مکمل ہوئی تھی اور اب اس کی مشینری مکمل طور پر کام کرنے کے لئے تیار تھی اس وقت آدھی رات گزر چکی تھی مگر آئل ریفائنری میں کافی سے زیادہ چہل پہل تھی وزارت صنعت کے بڑے آفیسرز اور ملک کا وزیر اعظم بھی وہاں موجود تھا۔

ریفائنری کے اندر ایک بہت بڑا تالاب بنایا گیا تھا جس میں تیل جمع ہوتا تھا اور پھر اسے صاف کر کے وہ مزید پائپ لائنوں کے ذریعے دیگر ملکوں میں سپلائی کیا جاتا تھا۔

اس بہت بڑے ٹینک کی دائیں دیوار میں ایک کافی بڑی سرنگ کا دہانہ تھا اس تالاب کے گرد ہی اس وقت سب موجود تھے۔

وزیر اعظم نے گھڑی پر وقت دیکھا اور پھر پاس کھڑے ایک لحیم شحیم آدمی سے مخاطب ہو گیا

"میرے خیال میں تیل کھول دیا گیا ہوگا۔"

"جی ہاں میں نے ابھی وائرلیس پر بات کی تھی وہاں سے تیل کھول دیا گیا ہے۔ بس چند منٹوں میں سپلائی شروع ہو جائے گی۔"

"ویری گڈ۔ ہمارا یہ مشن ہمارے ملک کے لئے انتہائی سودمند ثابت ہوگا یہ ایسا عظیم کارنامہ ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ میں آپ لوگوں کو ملک کا سب سے بڑا اعزاز دوں گا۔ آپ نے ملک کو جہاں معاشی لحاظ سے انتہائی دولت مند بنا دیا ہے وہاں دشمن ملک کی جڑیں کاٹ دی ہیں۔" وزیر اعظم کے لہجے میں انتہا سے زیادہ جوش تھا۔

اس کا مخاطب مسکرا کر خاموش ہو رہا۔

پھر کافی دیر گزر گئی سب لوگ سانس روکے اس سرنگ کے دہانے کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے ابھی ابھی وہاں سے کوئی جن باہر آئے گا۔

"کافی دیر ہو گئی ہے اب تک سپلائی شروع ہو جانی چاہیئے تھی۔"

وزیر اعظم نے بے چین لہجے میں کہا۔

اس سے پہلے کہ کوئی اور جواب دیتا اس ٹنل کے دہانے سے گڑگڑاہٹ کی تیز آوازیں نکلنی شروع ہو گئیں اور پھر کچے تیل کی بو کا تیز بھبکا دہانے سے نکل کر چاروں طرف پھیل گیا۔ سب لوگوں کے چہروں پر مسرت کے آثار ابھرنے لگے۔

پھر ایک تیز گڑگڑاہٹ سے تیل کی ایک بہت بڑی دھار دہانے سے نکل کر اس بہت بڑے ٹینک میں پڑنے لگی۔

"وہ مارا ویری گڈ۔"

وزیر اعظم اور دیگر لوگ بچوں کی طرح خوش ہو گئے۔

مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑے کیونکہ تیل کے ساتھ ہی ایک آدمی کی لاش ٹنل کے دہانے سے نکل کر ٹینک میں آ گری۔ اب وہ ٹینک کی سطح پر تیر رہی تھی۔

"ارہ ارہ یہ کون ہے اسے فوراً باہر نکالو۔"

وزیر اعظم نے چونک کر پوچھا اس لاش کو دیکھ کر سب لوگوں کے چہرے تعجب سے پھیل گئے۔

پھر ایک بڑا جال لمحہ بہ لمحہ بھرتے ہوئے ٹینک میں ڈال کر لاش باہر نکال لی گئی جال سے نکال کر اسے فرش پر ڈال دیا گیا۔

"یہ ہمارا آدمی تو نہیں۔" اس لحیم شحیم آدمی نے جھک کر اس لاش کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

جو تیل کی وجہ سے کالا سیاہ ہو رہا تھا

پھر اس نے اس کی نبض دیکھی

"یہ مر چکا ہے میرے خیال میں یہ کوئی مزدور۔ ورکر ہے جو سرنگ میں اترا ہوگا اور پھر کسی فوری بیماری کی وجہ سے وہیں مر گیا اور اب تیل کے ساتھ یہاں پہنچ گیا۔"

اسی لحیم شحیم آدمی نے رائے دی۔

"تم فوراً ادھر کنٹیکٹ کر کے اس کے متعلق پوچھو کہ یہ کون ہے۔"

وزیر اعظم نے بے چینی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

اور وہ لحیم شحیم آدمی تیزی سے واپس مڑ گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ واپس آیا۔

"کیا رپورٹ ہے"

وزیر اعظم نے پوچھا۔

"جناب وہ اس سلسلے میں قطعی لاعلم ہیں میرا خیال ہے میں نے جو کچھ کہا ہے وہی درست ہوگا۔"

لحیم شحیم آدمی اب وزیر اعظم کے سامنے چونکہ ایک خیال پیش کر چکا تھا اس لئے وہ اس سے ہٹنا نہیں چاہتا تھا۔

"ٹھیک ہے بہرحال جو کوئی بھی ہے اب یہ مردہ ہے۔ اور ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے اس
لئے اس کی لاش کو شہر میں کسی اہم سڑک پر پھینک دو خود بخود پولیس اٹھا کر لاوارث
سمجھ کر دفن کر دے گی"
وزیر اعظم نے جواب دیا
"بہتر جناب"
اس آدمی نے جواب دیا
اور پھر اپنے ایک آدمی کو احکام دینے لگا

تاریکی میں اسٹیشن ویگن ایک ٹیلے کی آڑ میں رک گئی اور پھر اس کا دروازہ کھول کر سب لوگ باہر نکل آئے۔

"سب لوگ پلانٹ کے چاروں طرف پھیل جائیں اور سنو اپنی سائیڈ کے محافظوں کو بے ہوش کر دو ہم لوگوں نے بڑے خفیہ انداز میں چھاپہ مارنا ہے اگر اندر کوئی مجرم ہوئے اور انہیں پہلے سے اس چھاپے کی گن سن مل گئی تو ہمارے ہاتھ کچھ بھی نہیں آئے گا"

صفدر نے احکام دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب لوگ ٹیلوں کی آڑ لیتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

"تم میرے ساتھ آؤ جولیا"

صفدر نے جولیا کو روک لیا جس نے بھی چہرے پر نقاب باندھ رکھا تھا۔

اور پھر صفدر اور جولیا دونوں ٹیلوں کی آڑ لیتے ہوئے پلانٹ کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ صفدر نے ہاتھ میں مشین گن پکڑی ہوئی تھی۔ اور جولیا کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ آہستہ آہستہ رینگتے ہوئے وہ مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے مین گیٹ کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے۔

پروگرام کے مطابق پلانٹ کی دوسری طرف ایک زوردار دھماکہ ہوا اور پلانٹ کی حفاظت کرنے والے محافظوں میں کھلبلی مچ گئی چاروں طرف سیٹیاں بجنے لگیں اور محافظ جس طرف دھماکہ ہوا تھا اندھا دھند ادھر بھاگنے لگے۔

"چلو اٹھو" صفدر نے کہا اور پھر وہ چار دیواری کے ساتھ ساتھ بھاگنے لگے میدان صاف تھا ایک جگہ چار دیواری کی اونچائی ذرا کم تھی۔ صفدر وہاں رک گیا اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا پھر جولیا کو کمر سے پکڑ کر اپنے سر پر اٹھا لیا۔ جولیا چار دیواری کے اوپر چڑھ گئی اور دوسرے لمحے وہ دوسری طرف کود چکی تھی۔ صفدر بھی بغیر وقت ضائع کئے دوسری طرف پھلانگ گیا اس وقت رات کے دو بج چکے تھے۔ انہیں دانش منزل میں اکٹھے ہوتے اور یہاں تک پہنچنے میں کافی وقت لگا تھا۔

ابھی چار دیواری کے باہر ہنگامہ زوروں پر تھا مختلف اطراف سے گولیاں چل رہی تھیں صفدر اور جولیا تیزی سے دوڑتے ہوئے اس آفس کے قریب پہنچے جس کا دروازہ کھلا تھا اور اس میں سے روشنی باہر نکل رہی تھی۔

دیو ہیکل مشینوں میں سے ایک مشین چل رہی تھی جس میں تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں آ رہی تھیں۔

صفدر مشین گن اٹھائے چوکنے انداز میں دفتر میں گھستا چلا گیا۔ اس کے پیچھے جولیا بھی تھی۔ مگر دفتر خالی تھا۔ وہاں موجود پانچ کرسیوں کی حالت سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کچھ دیر پہلے آدمی موجود تھے۔

"تم یہیں ٹھہرو جولیا میں باہر جاتا ہوں"

صفدر نے جولیا کو حکم دیا اور خود دفتر سے باہر نکل آیا۔

مگر دوسرے لمحے اسے تیزی سے ایک طرف دبک جانا پڑا کیونکہ مشین گن کی گولیوں کی بوچھاڑ عین دروازے پر پڑی تھی اگر صفدر انتہائی پھرتی سے کام نہ لیتا تو اب وہاں اس کی لاش پڑی ہوتی۔ یہ فائر مشینوں کی طرف سے کیا گیا تھا اب مشین کی گڑگڑاہٹ بند ہو چکی تھی۔

صفدر نے بھی فائر کھول دیا مگر دوسری طرف سے اب فائرنگ بند ہو چکی تھی پھر باہر سے بھی فائرنگ بند ہو گئی۔

ابھی صفدر صورت حال کو سمجھ رہا تھا کہ اچانک بن گیٹ کھلا اور پھر اپنے ساتھی ہاتھ بلند کئے اندر داخل ہوتے نظر آئے۔ ان کے پیچھے حفاظتی فوج مشین گنیں اٹھائے ہوئے تھی۔

"جولیا باہر آؤ جلدی یہاں تمام معاملہ الٹ ہو چکا ہے"

صفدر نے جولیا کو آواز دی اور جولیا دوسرے لمحے باہر آ گئی۔

"ہاتھ اٹھا لو۔ ورنہ......" اچانک دفتر کی پشت سے تین مشین گنوں کی نالیں باہر نکل آئیں اور پھر مشینوں کی آڑ میں سے بھی نالیں باہر آ گئیں اب صفدر اور جولیا ہر طرف سے گھر چکے تھے صفدر نے چند لمحے سوچا اور پھر مشین گن پھینک کر ہاتھ اٹھا دیئے جولیا نے بھی اس کی پیروی کی چند لمحوں بعد انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔

"ان کو اندر لے آؤ"

ایک غیر ملکی نے انچارج کو حکم دیتے ہوئے آفس کی طرف اشارہ کیا اور پھر صفدر اور اس کے ساتھیوں کو مشین گنوں کے زور پر آفس میں دھکیل دیا گیا چار اور غیر ملکیوں نے مشین گنوں کا رخ ان کی طرف کر دیا۔

"تم لوگ باہر جاؤ ہم ان سے پوچھ گچھ کرتے ہیں"

ایک غیر ملکی نے انچارج کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب یہ ہمارا کیس ہے ہم انہیں ہیڈ کوارٹر بھیج دیتے ہیں وہاں ان سے اچھی طرح پوچھ گچھ ہو جائے گی"

انچارج نے جواب دیا۔

"تم جاؤ ہم اپنے طور پر پوچھ گچھ کر کے انہیں تمہارے حوالے کر دیں گے۔ تم باہر چیکنگ کرو ہو سکتا ہے ان کے اور ساتھی بھی موجود ہوں"

غیر ملکی نے غصے سے چیخ کر انچارج سے کہا اور انچارج چند لمحے سوچتا رہا اور پھر سپاہیوں کو باہر آنے کا اشارہ کر کے آفس سے باہر نکل گیا۔

اس غیر ملکی نے ایک اور غیر ملکی کو دروازہ بند کرنے کا حکم دیا اور دروازہ بند کر دیا گیا۔

"ہاں اب بتاؤ تم کون ہو"

انچارج غیر ملکی نے مشین گن کا رخ صفدر کی طرف کرتے ہوئے پوچھا۔

صفدر نے ایک لمحہ کے لئے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھا اور پھر سخت لہجے میں غیر ملکی سے بولا۔

"تم اپنی بات کرو ہمارا حصہ ہمیں دو ہم اس معاملے میں نہیں آئیں گے۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ ہم اکیلے نہیں ہیں" صفدر نے اندھیرے میں تیر پھینکا۔

"ہونہہ تو اس کا مطلب ہے تم بلیک کو بہا کے آدمی ہو۔"
غیرملکی نے غراتے ہوئے کہا۔
"تم جو سمجھ لو۔"
صفدر نے اس کی بات کی نہ تردید کی اور نہ تائید
"ہم یہاں کوئی غیر قانونی کام نہیں کر رہے کہ تمہیں حصہ دیں۔"
غیرملکی نے اسے سمجھانے والے لہجے میں کہا۔
"یہ تو ہم جانتے ہیں کہ تم کیا کر رہے ہو اور کیا نہیں، اس بات کو چھوڑو، سودے کی بات کرو۔"
صفدر نے بھی سخت لہجے میں جواب دیا۔
"انہیں یہیں گولی مار دو میں دیکھتا ہوں کہ یہ مرنے کے بعد کس سے حصہ وصول کرتے ہیں۔"
غیرملکی نے اچانک غصے کی شدت سے کہا۔
اور دوسرے لمحے ان کے چاروں طرف مشین گنیں الرٹ ہوگئیں
"تم پچھتاؤ گے مسٹر"
صفدر نے بھی انتہائی سخت لہجے میں جواب دیا اس کے لہجے سے ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے اسے اپنی موت کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہو۔
"میرا خیال ہے انہیں ہیڈکوارٹر میں پہنچا دیا جائے چیف خود ان سے نبٹ لے گا۔" ایک غیرملکی نے لقمہ دیتے ہوئے کہا۔
انچارج غیرملکی کچھ لمحے سوچتا رہا پھر اس نے اچانک میز پر لگا ہوا بٹن دبا دیا چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور حفاظتی فوج کا انچارج بعد سپاہیوں کے اندر داخل ہوا
"ان سب کو ہیڈکوارٹر لے جاؤ۔" غیرملکی نے انچارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور انچارج نے سر ہلاتے ہوئے ان سب کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔ فوجیوں نے انہیں اچھی طرح گھیر لیا اور پھر وہ ان کو لے کر باہر نکل آئے
"یہ کیا کیا تم نے اس طرح تو ہمارا راز کھل جائے گا۔"
ان کے باہر نکلتے ہی ایک غیرملکی نے انچارج سے سخت لہجے میں کہا۔
"تم نہیں جانتے ہارڈ، ہر کام پلان کے مطابق ہونا چاہئے۔ اگر ہم ان کو یہاں کچھ کہتے تو واقعہ حکومت کے نوٹس میں آجاتا۔ پھر حفاظتی سپاہی لامحالہ اس کی رپورٹ اپنے آفیسر سے کرتے اب اس طرح ہوگا جیسے ہی حفاظتی سپاہی انہیں ہیڈکوارٹر لے جائیں ہمارے آدمی راستے میں ان کو زبردستی اتار لیں گے اور یہ لوگ ہمارے ہیڈکوارٹر پہنچ جائیں گے۔ اس طرح سب یہی سمجھیں گے کہ ان کے آدمی ہی انہیں چھڑا کر لے گئے ہیں۔ ہم پر کوئی حرف نہیں آئے گا۔"
نارمن نے پلان کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
"ویری گڈ پلان۔"
مسٹر سولر نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور ہارڈ جو اعتراض کرنے والا تھا اس نے بغیر کوئی جواب دیئے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال لیا اور پھر وہ اپنے آدمیوں کو صفدر وغیرہ کے اغوا کے متعلق تفصیلی ہدایات دینے لگا۔

بلیک زیرو نے عمران سے کافی ضد کی تھی کہ وہ آئل ریسرچ پلانٹ کی تحقیقات میں اسے بھی ساتھ لے جائے مگر عمران نے اکیلے جا کر چیکنگ کرنے کی ضد کی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ یہ صرف ابتدائی تحقیقات ہے اس لئے وہ اکیلا ہی کافی ہوگا۔ اور پھر عمران اکیلا کام کرنے کا عادی تھا۔

اور اب تمام رات گزر کر صبح ہو چکی تھی مگر عمران کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ دانش منزل بھی رات سے خاموش تھی۔ ٹائیگر نے بھی بلیک زیرو کو بتلایا تھا کہ وہ ان لوگوں کا تعاقب کرتا ہوا آئل پلانٹ کی طرف گیا تھا عمران کو اس نے اندر جاتے تو دیکھا تھا مگر پھر عمران کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سگنل ہونے لگا۔ بلیک زیرو نے سوئچ آن کر دیا۔

"ہیلو ٹائیگر سپیکنگ اوور" دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس طاہر سپیکنگ اوور" بلیک زیرو نے جواب دیا عمران نے ٹائیگر کو بتلا دیا تھا کہ اگر وہ موجود نہ ہو تو وہ رپورٹ طاہر کو دے سکتا ہے۔

"مسٹر طاہر حالات بے حد خراب ہو گئے ہیں عمران صاحب کا کوئی پتہ نہیں ہے میں پلانٹ کے اندر بھی داخل ہو کر چیکنگ کر چکا ہوں سیکرٹ سروس نے بھی آئل پلانٹ پر چھاپہ مارا تھا مگر وہ سب لوگ گرفتار ہو گئے اور پھر

حفاظتی فوج نے انہیں ایک ویگن میں ڈال کر ہیڈ کوارٹر بھجوا دیا ہے۔ عمران صاحب کی وجہ سے میں ان کا تعاقب نہیں کر سکا۔ ویسے وہ لوگ ملٹری ہیڈ کوارٹرز بھیجے گئے ہیں۔ ظاہر ہے ان کے تعاقب کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ میں نے آئل ریسرچ پلانٹ کو اچھی طرح چیک کیا ہے مگر وہاں کوئی مشکوک چیز نظر نہیں آئی۔ البتہ رات کو بارہ بجے ایک مشین ضرور چلائی گئی تھی جو سیکرٹ سروس کے چھاپے کے وقت بند کر دی گئی تھی۔ اب دوبارہ چلائی گئی ہے اس کے علاوہ وہاں اور کوئی گڑبڑ کے آثار نہیں ہیں البتہ عمران صاحب کا کوئی پتہ نہیں چل رہا اوور" ٹائیگر نے پوری تفصیل بتلائی۔

"کیا تمہیں پورا یقین ہے کہ عمران واپس نہیں گیا یا لے جایا نہیں گیا۔ اوور" بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں سوال کیا۔

"بالکل جناب مجھے قطعی یقین ہے میں لمحہ بھر کے لئے بھی غافل نہیں رہا اوور" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے تم ابھی وہیں رہو اگر عمران کا کچھ پتہ چلا تو میں تمہیں کہہ دوں گا انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے عمران کے غائب ہو جانے سے معاملہ بے حد سیریس ہو چکا ہے اوور"

بلیک زیرو نے اسے ہدایت دی

"بہتر جناب اوور" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" بلیک زیرو نے کہا اور پھر سوئچ آف کر دیا۔

چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے ریسیور اٹھایا اور پھر سر سلطان کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ مل گیا

"فرمایئے" دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی

"سر سلطان صاحب سے بات کرائیے۔"

بلیک زیرو نے پروقار لہجے میں کہا۔

"سر سلطان سفیر بن کر کل ہمسایہ ملک میں تشریف لے جا چکے ہیں۔"

پرسنل سیکرٹری نے جواب دیا۔

"اوہ کون سے ملک میں؟"

بلیک زیرو اس خبر پر چونک پڑا

اور پرسنل سیکرٹری نے ملک کا نام بتلا دیا جو دشمن نمبر ایک تھا اور جس کی فوجیں جنگ کے لئے سرحد پر بھیجی گئی تھیں۔

"اوکے۔" بلیک زیرو نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے ملٹری ہیڈکوارٹر کا نمبر ڈائل کیا۔ جلد ہی رابطہ مل گیا

"ایکس تھری۔" بلیک زیرو نے ایکسٹو کی بجائے ایکس تھری کا نام استعمال کیا۔ کیونکہ تمام محکموں کو ایکس تھری کے متعلق احکامات بھیجے جا چکے تھے۔

"فرمائیے جناب۔"

دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"رات کے ڈیوٹی انچارج سے بات کرائیے۔"

بلیک زیرو نے سخت لہجے میں جواب دیا

"ایک منٹ توقف کیجئے جناب۔"

دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

"فرمائیے جناب میں میجر رسول بول رہا ہوں۔"

ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میجر رسول رات اٹل ریسرچ پلانٹ سے کچھ مجرم ہیڈکوارٹر بھیجے گئے تھے ان کے متعلق کیا رپورٹ ہے۔"

بلیک زیرو نے سوال کیا۔

"جناب ہمیں رپورٹ ملی ہے کہ چند مجرم بھیجے جا رہے ہیں مگر پھر اس کے چند گھنٹے بعد رپورٹ ملی ہے کہ ان مجرموں کے ساتھیوں نے راستے میں دیگن روک کر اپنے ساتھی چھڑا لئے اور حفاظتی طور پر آنے والے دو سپاہیوں اور ایک حوالدار کو قتل کر دیا ہے"

میجر رسول نے بتایا۔

"اوہ یہ کب کا واقعہ ہے۔"

بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"کوئی تین گھنٹے پہلے رپورٹ ملی ہے جناب۔" تحقیقاتی پارٹی موقع واردات پر بھیجی جا رہی ہے۔" میجر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جیسے ہی مجرموں کا کوئی سراغ ملے سیکرٹ سروس کو فوراً اطلاع دیں۔" بلیک زیرو نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب۔" میجر رسول نے جواب دیا

"او۔کے۔" بلیک زیرو نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

اب حالات بے حد الجھ چکے تھے عمران پراسرار طور پر غائب تھا۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران بھی غائب تھے۔ بلیک زیرو سمجھ گیا۔ کہ حفاظتی فوج سے ان لوگوں کو اغوا کرنے والے مجرم ہی ہوں گے اس کا مطلب ہے تمام سیکرٹ سروس اس وقت مجرموں کے قبضے میں ہے ان کا چھڑانا بھی ضروری ہے عجیب سی پچویشن ہو چکی تھی اصل مجرم کا ابھی تک پتہ ہی نہیں تھا اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبران بعد عمران

غائب تھے اس نے چند لمحوں تک سوچا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر سے لنک کیا۔ "ہیلو طاہر سپیکنگ اوور"
بلیک زیرو نے رابطہ ہوتے ہی کہا۔
"ٹائیگر سپیکنگ اوور"
دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔
"کیا رپورٹ ہے ٹائیگر اوور" بلیک زیرو نے پوچھا۔
"کوئی نئی بات نہیں ہے جناب اوور" ٹائیگر نے جواب دیا۔
"ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کو راستے میں ہی مجرموں نے اغوا کر لیا ہے۔ تم ان کے ٹھکانے جانتے ہو۔ فوراً تحقیقات کر کے مجھے بتلاؤ کہ ان کو کہاں لے جایا گیا ہے اوور"
طاہر نے اسے ہدایت دی۔
"مگر وہ تو ملٹری ہیڈ کوارٹر گئے تھے۔ اوور" ٹائیگر کے لہجے میں تعجب تھا۔
"ہاں مگر راستے میں ہی مجرموں نے انہیں ٹریپ کر لیا۔ تین مسلح فوجی قتل کر دیئے۔ اوور"
طاہر نے تفصیل بتلائی۔
"بہتر جناب میں ابھی جاتا ہوں۔ مگر عمران صاحب، اوور" ٹائیگر عمران کے متعلق کچھ کہتے کہتے رک گیا۔
"عمران کی فکر مت کرو وہ جہاں بھی ہوگا اپنی حفاظت خود کرے گا۔ تم سیکرٹ سروس کے ممبران کا پتہ چلاؤ۔ یہ کام فوری ہو جانا چاہیئے۔ ورنہ ان کی جان کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔ اوور"
طاہر نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب جیسے ہی مجھے کوئی کامیابی ہوئی میں آپ کو اطلاع دوں گا۔ اوور"
ٹائیگر نے جواب دیا
اور بلیک زیرو نے سوئچ آف کر کے رابطہ ختم کر دیا اور پھر خود سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ وہ مجرموں کے مقابلے میں اپنے آپ کو بے دست و پا محسوس کر رہا تھا۔

سر سلطان آج ہی اس ملک میں بطور سفیر پہنچے تھے اور پہلی بار وہ سفارت خانہ کا چارج لینے جا رہے تھے۔ صبح سویرے کا وقت تھا کہ اچانک کار میں جاتے ہوئے ان کی نظر میں ایک سڑک کے کنارے پڑی ہوئی لاش پر پڑیں
"ڈرائیور کار روکو"
سر سلطان نے ڈرائیور کو حکم دیا اور ڈرائیور نے بوکھلا کر کار روک دی۔
"دیکھو یہ کیا پڑا ہے"
سر سلطان نے لاش کی طرف دیکھتے ہوئے ڈرائیور سے کہا۔ اور پھر ڈرائیور بھی سر عام لاش پڑی دیکھ کر چونک پڑا۔
"میرا خیال ہے ہمیں صرف پولیس کو اطلاع کر کے آگے بڑھ جانا چاہیئے"
ڈرائیور نے سر سلطان کی حیثیت کا اندازہ کرتے ہوئے کہا۔